تفسیر لاہوری

جلد سوم

درسی افادات

حضرت مولانا احمد علی لاہوری

ضبط و تالیف

حضرت مولانا سمیع الحق شہید

تکمیل و نگرانی

مولانا راشد الحق سمیع

مدیر اعلیٰ مجلہ "الحق" و مؤتمر المصنفین

ترتیب و تدوین

مولانا محمد فہد حقانی

رکن مؤتمر المصنفین

مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(جلد سوم)

تفسیر لاہوری

افادات

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

ضبط وتالیف

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

زیر انتظام و نگرانی
مولانا راشد الحق سمیع
مدیر اعلیٰ مجلہ "الحق"، و مؤتمر المصنفین

ترتیب وتدوین
مولانا محمد فہد حقانی
رکن مؤتمر المصنفین

مؤتمر المصنفین
جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تفسیرِ لاہوری

(جلد سوم)

درسی افادات	....	حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ (بانی "خدام الدین" لاہور)
ضبط و تالیف	....	شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ (مہتمم جامعہ حقانیہ)
تکمیل و نگرانی	....	مولانا حافظ راشد الحق سمیع (صدر موتمر المصنفین و مدیر اعلیٰ "الحق")
فیضانِ نظر	....	حضرت مولانا انوار الحق و مولانا حامد الحق حقانی (مہتمم، نائب مہتمم جامعہ)
ترتیب و تدوین	....	مولانا محمد فہد حقانی (رفیق موتمر المصنفین)
کمپوزنگ	....	جناب بابر حنیف، مولانا محمد نعمان
نظر ثانی	....	مولانا عبد القیوم حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی، مفتی ذاکر حسن نعمانی، مولانا اسرار مدنی، مولانا حبیب اللہ حقانی، قاری اسد اللہ، مفتی شکیل احمد
ضخامت	....	568 صفحات
تعداد	....	1100
اشاعت اوّل	....	نومبر ۲۰۲۲ء
ویب سائٹ	....	www.jamiahaqqania.edu.pk
ای میل	....	editor_alhaq@yahoo.com
برائے رابطہ	....	0923-630435 - 0315 9898998 -0333 9167789
		موتمر المصنفین......جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
		القاسم اکیڈمی......جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ
ناشر	....	حافظ محمد یاسین، الحافظ کتب خانہ اکوڑہ خٹک

(ضروری گزارش)

تفسیر لاہوری کی تصحیح و اشاعت میں ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے کہ کمپوزنگ اور پرنٹنگ میں غلطیاں نہ رہیں لیکن پھر بھی انسان ہونے کے ناطے غلطی کا امکان رہتا ہے اس لئے ازراہ کرم کسی طرح کی غلطی کا علم ہونے پر ہمیں مطلع فرمائیں (ناشر حافظ کتب خانہ)

فہرست

سورۃ النساء

رکوع (۱۱)

رکوع (۱۲)

رکوع (۱۳)

رکوع (۱۴)

رکوع (۱۵)

رکوع (۱۶)

رکوع (۱۷)

رکوع (۱۸)

رکوع (۱۹)

رکوع (۲۰)

رکوع (۲۱)

رکوع (۲۲)

رکوع (۲۳)

رکوع (۲۴)

سورة المائده

رکوع (۱)

رکوع (۲)

رکوع (۳)

رکوع (۴)

رکوع (۵)

رکوع (۶)

رکوع (۷)

رکوع (۸)

رکوع (۹)

رکوع (۱۰)

رکوع (۱۱)

رکوع (۱۲)

رکوع (۱۳)

رکوع (۱۴)

رکوع (۱۵)

رکوع (۱۶)

سورۃ الانعام

رکوع (۱)

رکوع (۲)

رکوع (۳)

رکوع (۴)

رکوع (۵)

رکوع (۶)

رکوع (۷)

رکوع (۸)

رکوع (۹)

رکوع (۱۰)

رکوع (۱۱)

رکوع (۱۲)

رکوع (۱۳)

رکوع (۱۴)

رکوع (۱۵)

رکوع (۱۶)

رکوع (۱۷)

رکوع (۱۸)

رکوع (۱۹)

رکوع (۲۰)

سورۃ الاعراف

رکوع (۱)

رکوع (۲)

رکوع (۳)

رکوع (۴)

رکوع (۵)

رکوع (٦)

رکوع (٧)

رکوع (٨)

رکوع (۹)

رکوع (۱۰)

رکوع 11

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَيْدِيَكُمْ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو پھر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا اس وقت

الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ

ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسا ڈرنے لگی جیسا اللہ کا ڈر ہو

اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا

یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے تو نے ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا

الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ

کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت اور مہلت دی ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ

الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا

تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے اور ایک تاگے کے برابر بھی تم سے

تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ

بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ تم جہاں کہیں ہو گے

الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ

موت تمہیں آ ہی پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو اور اگر

تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ

انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ

کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ

يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫

میں نہیں آتی۔ تجھے جو بھی بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ وَاَرْسَلْنٰكَ

اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ہم نے تجھے

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾

لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو

اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا

ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور کہتے ہیں قبول کیا پھر

بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ

جب تیرے ہاں سے باہر گئے تو ان میں سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر

تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ

تمہاری باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں تو ان کی پرواہ نہ کر اور

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا

اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کارساز کافی ہے۔ کیا یہ لوگ

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ

تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے ۔اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن

مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى

یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسے رسول اور اپنی جماعت

الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو اس کی تحقیق کرتے جو

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی

رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ

مہربانی نہ ہوتی تو البتہ تم شیطان کے پیچھے ہو لیتے سوائے چند لوگوں کے۔ سو تو اللہ کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ

راہ میں لڑ تو سوائے اپنی جان کے کسی کا ذمہ دار نہیں اور مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ

تاکید کر قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی بند کر دے

كَفَرُوْا ۗ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

اور اللہ لڑائی میں بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ

جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے اسے بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ

اور جو کوئی بری بات میں سفارش کرے اس میں سے ایک بوجھ اس پر بھی ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جب تمہیں

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر دعا دو یا الٹ کر ویسی ہی کہو بے شک

النصف

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ

اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی بندگی نہیں

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

بے شک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے

ع ۱۱ ۸

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ ۧ

بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

رکوع (۱۱)

خلاصہ: (۱) موت کا خیال دل سے نکال کر مکمل تیاری کر کے نکلنا پڑے گا۔

(۲) اس سفرِ قتال میں ہر عسر و یسر کو تقدیرِ الٰہی پر محمول کر کے اطاعت امیر سے گریز نہ کیا جائے۔

(۳) اور جہاں تک ہو سکے جمعیة غزاة کو بڑھانے کی سعی کی جائے (یہ ہے بھرتی)

ماخذ: (۱) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ
النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا
الْقِتَالَ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَ
الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (النساء: ۷۷)

(۲) اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ
مُّشَيَّدَةٍ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ اِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ
مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ
وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (النساء: ۷۸-۷۹)

(۳) فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ
اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ
مِّنْهَا وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَ كَانَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا (النساء: ۸۴:۸۵)

جہاد کا حکم ملنے پر جوش اور قوت دکھانا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ: جب پہلے جہاد میں نوجوان آگے آگے بڑھے اور صبر بھی نہ کر سکے یعنی جوشیلے آدمی ہوتے ہیں وہ کام کی تیاری سے پہلے جوش دکھاتے ہیں اور جب کام کا وقت آئے تو تیاری نہ ہونے کی وجہ سے قدم پیچھے ہٹتے ہیں تو ان کہا جاتا ہے ذرا ٹھہر جاؤ، اپنا ہاتھ روکے رکھو، وقت آنے پر بھیج دیئے جاؤ گے اور جب جہاد کا حکم ہو جائے تو اس وقت اپنے جوش اور قوت کو جہاد میں صرف کرنا۔

جہاد کی تیاری کیلئے کف عن القتال

اسی طرح پہلے نماز وزکوٰۃ قائم کریں کیونکہ اِقَامَةُ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ دونوں مقدمہ جہاد ہیں اور جس چیز کی جہاد میں ضرورت ہے یعنی مالی وبدنی قربانی کی مشق دونوں کرائی جاتی ہیں یہاں جہاد کے ساتھ صلوٰةَ وَ زکوٰةَ کا ذکر اس لئے آیا کہ جہاد میں جانی و مالی قربانی کرنی پڑتی ہے، صلوٰةَ کے ذریعے بدن کو راہ خدا میں تکلیف دینے کا عادی بنایا جارہا ہے اور تعلق باللہ بھی اس سے مضبوط ہو جاتا ہے اور اسی طرح نماز کے ذریعے جماعت میں اتحاد اور یک جہتی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے جماعت منظم بھی ہو جاتی ہے تو نماز جہاد کے لئے مشق ہے، نماز میں بدنی عبادت کرائی جاتی ہیں، کڑاکے کی سردی میں حی علی الصلوٰۃ سن کر گرم لحاف چھوڑ کر جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں بدن قربان ہے۔

زکوٰۃ مشق جہاد

زکوٰۃ کے ذریعے مال کی قربانی کی مشق ہوتی ہے کہ خون پسینے کی کمائی کو خدا کی راہ میں صرف کریں، یہی تعلق مشق جہاد ہے، زکوٰۃ کے ذریعے جذبۂ ہمدردی پیدا ہوتی ہے، شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ دینے سے انسان کی اپنی تہذیب نفس ہوتی ہے اور بخل جیسی بیماری کا خاتمہ ہوتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹) اور دوسری بات زکوٰۃ کے ذریعے آدمی ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں اِقَامَةُ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ کا كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ کے ساتھ گہرا تعلق ہے تو جہاد کے لئے پہلے سے مالی وبدنی تیاریاں مکمل کرلو، جان و مال خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

راہِ خدا میں لڑنے سے ڈرنا

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ : پھر جب لڑنے کا حکم دیا گیا اس وقت ان میں سے ایک جماعت میدان جنگ میں جانے سے ڈرتی ہے اور ڈر بھی ایسا جیسا اللہ کا ڈر یعنی کفار کے مارنے سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگوں سے ایسا ڈرتے ہیں جیسے عذابِ الٰہی ہو اور یا یوں تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے سے بھی بڑھ کر ڈرتے ہیں تو فرمایا کہ اب ڈرنے کی کیا بات ہے؟ موت سے کیوں ڈرتے ہو؟ رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ممکن ہے کہ ہم وہاں ختم ہو جائیں اور اسی طرح کچھ مہلت دے دیتے کہ ہم کچھ کھا پی لیتے اور حکم ذرا سی دیر سے آتا تاکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ نہ کرنا پڑتا کیونکہ اس میں مال و جان کا ضیاع ہے۔

آخرت کی طرف رغبت اور جہاد پر آمادگی

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا : ان سے کہہ دو کہ زندگی کا فائدہ تھوڑا ہے اس کو ختم ہونا ہے معمولی زندگی کی خاطر اجرِ عظیم سے محروم ہونا چاہتے ہو، اس میں ان کو دنیا سے تسلی دی اور آخرت کی طرف رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ آخرت میں تمہارا ثواب بہت زیادہ ہوگا، حدیث میں ہے کہ نہیں دنیا بمقابلہ آخرت کے مگر اس قدر کہ جیسے کوئی سمندر میں اپنی انگلی ڈبو دے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ اس کی انگلی کس قدر نمی ساتھ لائی ہے تو فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی بہت کم ہے اور آخرت کی زندگی پرہیزگاروں کیلئے بہتر ہے یعنی جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے تو وہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا وہ دنیا کو ابدی راحت نہیں سمجھتا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دل میں وسادس مت لاؤ تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سفر قتال میں عسر اور یسر کو محول الی اللہ

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا: یہاں سے عنوان کے مسئلے کا ذکر ہے کہ سفر قتال ہی پر عسر اور یسر کو محول (سپرد) الیٰ اللہ کیا جائے

اور اطاعت امیر سے گریز نہ کیا جائے تو اس لئے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں ہو گے موت آنے کی نہیں آنی ہے تو میدان جنگ میں بھی نہیں آئے گی۔

خالد بن ولیدؓ کا بوقت نزع افسوس

حضرت خالد بن ولیدؓ جن کی تلوار سے بہت سے لوگوں نے جان سے ہاتھ دھوئے ہیں لیکن خود وہ اپنی موت سے مرنے لگے تو شہادت سے محروم رہنے کے افسوس میں فرماتے کہ میں ایسے ایسے معرکوں میں حاضر ہوا اور ہر عضو میرا مجروح ہے مگر اب وہ وقت ہے کہ بستر پر مر رہا ہوں، سو اللہ تعالیٰ نامردوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے تو اس وجہ سے آیت میں جو فرمایا اس کا مفہوم یہی ہے کہ تم موت سے مت ڈرو کیونکہ اس کا آنا ہر جگہ میں، ہر آن میں ہے، بچنے کی کوئی صورت نہیں، اگرچہ تم بڑے بڑے اور مضبوط قلعوں کو اپنی حفاظت کیلئے بنائے رکھو، گھر میں آرام سے رہو تب بھی نہیں بچ سکو گے، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی کوئی نفس موت کے ذائقہ سے بچ نہیں سکتا، ہر کسی کو موت آنی ہے تو موت کے ڈر سے جہاد سے مت ڈرو۔

یہود و منافقین کا اپنی خوشحالی یا فتح کو اتفاقاً سمجھنا نہ کہ خدا کی طرف منسوب کرنا

اسی طرح اگر انہیں یعنی یہود و منافقین کو کوئی فائدہ یا خوشحالی یا فتح وغیرہ پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین کا مظہر نہیں بلکہ وہ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ یہ ایک اتفاقی بات ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوگئی ہے، اگر ان کو کوئی نقصان پہنچے خواہ وہ مالی ہو یا جانی ہو، کوئی بھی ہو یا قحط و تنگی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت ان کو پہنچی تھی پھر منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ''معاذ اللہ'' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تدبیر نہیں آتی یہ ان کی سوءِ تدبیر کا نتیجہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غلطی تمہارے اپنے ہی اعمال کی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ ہوتا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر نہ تھوپو جو تکلیف پہنچی اسے اپنی کسی سوءِ تدبیر پر محمول کیا جائے، افسر کے سر پر نہیں اس کی نیت پر حملہ نہ کیا جائے، برائی اپنے شامت اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے لہٰذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگانا ٹھیک نہیں۔

منافقین کی ناسمجھی کا انتہائی درجہ

ایک لحاظ سے سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ بھی ہوتی ہے اور نتائج دینے کے لحاظ سے من اللہ بھی

ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو یہ کہہ دے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اللہ ہی کی طرف سے تو ہو رہا ہے وہ ہر چیز کا مالک ہے، وہ خالق ہے سارا نظام وہی چلاتا ہے لیکن ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ان کی بات ان کو سمجھ نہیں آتی یعنی یہ لوگ بات کے سمجھنے کے قریب نہیں ہوتے تو یہ ان کی ناسمجھی کا انتہائی مرتبہ ہے کہ سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو سمجھنے کے پاس بھی نہیں پہنچتے۔

برائی شامت اعمال کا نتیجہ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا: بھلائی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نصیب ہوتی ہے یعنی تمہیں جو بھلائی اور فائدہ پہنچا ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے، وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ (النحل: ۵۳) تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے سو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برائی بھی اُس کی طرف سے البتہ برائی اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے یعنی تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے وہ تکلیف یا کوئی مصیبت پہنچتی ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ: ۳۰) اور تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے آتی ہے اور اسی طرح حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو جو بھی برائی پہنچتی ہے وہ اس کی کسی لغزش، کوتاہی یا گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے تو آیت کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر تمہیں کوئی بھلائی یا کوئی نعمت پہنچے تو اس کو اللہ کا فضل سمجھ کر قبول کرو اور اگر کوئی تکلیف یا مصیبت آجائے تو اس کو اپنی ہی کوتاہی سمجھو۔

نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت

نبی جو کچھ کرتے ہیں اللہ کی طرف سے کرتے ہیں وحی خفی ہے، ارشاد خیر الانام ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذمہ دار جرم اور ان پر الزامات کیوں عائد کرتے ہو، وہ تو اللہ کی طرف سے پیغام پہنچانے والا ہے، وہ تمہیں احکام الٰہی سے باخبر کرتے ہیں اور اس کی تعلیم بھی دیتے ہیں تاکہ تم کتاب اللہ پر عمل کرو، یہاں پر یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امیر جو حکم کرے اس کو ماننا اور اطاعت کرنا لازم ہے وہ جو بھی حکم کرے تمہاری بھلائی کیلئے کرتا ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات مت لگاؤ وہ جو بھی حکم دیتا ہے رب العالمین احکم الحاکمین کی طرف سے ہوتا ہے پس اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشی سے باز نہیں آتے تو وہ ذات رب العالمین جو تمہارے

تمام حالات سے واقف ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی پر کافی ہے یعنی اس کی گواہی کافی ہے کسی کی گواہی کا وہ محتاج نہیں۔

اطاعت امیر

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا: یہاں سے اطاعت امیر شروع ہوتی ہے یعنی شکست کا باعث سوء تدبیر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔

تکلیف کو سوء تدبیر پر محمول کرو نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوئی تو کیا پھر بھی تم کہہ سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی سے ہمیں کوئی تکلیف پہنچی لہٰذا تکلیف کو سوء تدبیر سمجھنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر محمول کرنے سے گریز کرنا ہوگا بلکہ اسے اپنی کوتاہیوں پر محمول کرنا ہوگا۔

رات کے اندھیروں کے سازشی

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا: چونکہ سوء تدبیر کا ظن منافقوں کے دل میں بیٹھ چکا ہے اسلئے روبرو تو کہتے ہیں طَاعَةٌ قبول کیا لیکن پھر جا کر سازشیں کرتے ہیں اور جب باہر آگئے تو ان ہی سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف اور اسلام کے خلاف مشورہ کرتا ہے کہ ان کو کس طرح نقصان پہنچائیں، اللہ لکھنے والوں کو حکم دیتا ہے کہ رات میں جو مشورہ کرتے ہیں انکے متعلق لکھو یعنی انکے نامہ اعمال میں شامل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ انکی پرواہ مت کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں اور آپ منافقوں کی سازشوں سے پریشان نہ ہوں صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف: ٦٧) اور اسی طرح دوسری جگہ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ابراھیم: ١١) پس تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو، وہ کارساز ہی کافی ہے اس کو ہر چیز پر قدرت ہے وہ غالب ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور غالب فرمادے گا۔

قرآن میں غور وتدبر کی ضرورت

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا : یہ لوگ قرآن مجید میں غور کیوں نہیں کرتے ؟ حالانکہ ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس میں غور وتدبر کریں اور اس میں غفلت سے کام نہ لیں اگر یہ اس میں غور وتدبر کریں گے تو ان کو اس میں کوئی اختلاف یا کوئی شک وغیرہ نظر نہیں آئے گا اور قرآن مجید کی حقانیت سے آگاہ بھی ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن سناتے ہیں اور تم سے اس کی تعمیل کراتے ہیں اگر اس میں کچھ اختلاف ہوتا تو تم اس میں پاتے اور تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ قرآن مجید کی معرفت ہے اور قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا نہیں ہے اگر بنایا ہوا ہوتا تو کیا ایک بھی حکم خلافِ مصلحت اور بے موقع نہ ہوتا حالانکہ اعلیٰ درجہ کے عقلمند اور ریفارمر (مصلح) اور مقنن جو قانون بناتے ہیں تو ضرور کبھی نہ کبھی غلطی کر ہی بیٹھتے ہیں بخلاف اس کے اس کتاب میں کبھی غلطی واقع نہیں ہوئی۔

خبروں کی اشاعت سے پہلے امیر کو پیش کرو

وَ اِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَ لَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا : امیر کی اطاعت کا یہ طریقہ ہے کہ جس وقت دشمن کی طرف سے کوئی خبر پہنچے تو فوراً اسے مت پھیلاؤ بلکہ وہ امیر کے سامنے پیش کرو وہ سمجھ کر اسے شائع کرے گا، اگر اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء رضی اللہ عنہم اور سمجھ دار طبقہ کو پیش کر دیتے تو وہ اس سے استنباط کر لیتے اور تحقیق کر لیتے، مطلب یہ ہے کسی بات کی تشہیر اس وقت تک مت کرو جب تک کہ اس کی پوری تحقیق نہ ہو جائے بلا تحقیق کوئی بات آگے پہنچانا صحیح نہیں، حدیث میں بھی اس سے ممانعت آئی ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع (المسلم:٦) تو اس لئے فرمایا کہ ہر سنی سنائی بات سچی بھی نہیں ہوتی تو جب کوئی ایسی بات آجائے تو اپنے امیر کے سامنے پیش کرو تا کہ وہ اس میں تحقیق کرے، اگر کسی بات میں تحقیق نہ کی اور بلا تحقیق سامنے لائی گئی تو اس میں بہت سی غلط فہمیاں ہوں گی اور بہت سے لوگ گمراہ بھی ہو جائیں گے۔

دشمن کے پروپیگنڈے میں نہ آؤ

اولو الامر کے سامنے پیش کرنے کی اس لئے ضرورت ہے تا کہ وہ اجتہاد کر کے جتنا

حصہ شائع کرنا چاہیں اسے شائع کریں اور جتنا مخفی رکھنا چاہیں اُسے مخفی رکھیں کہ اصل خبر یہ ہے باقی اس میں اتنا جھوٹ وغلط ہے اور وہ غلط خبر سے متاثر نہیں ہوگا، مثلاً دشمن کی آبادی دولاکھ کی ہے اور دس لاکھ فوج کی خبر اڑائی جائے تو جو شخص واقف نہ ہوگا خبر سنتے ہی دَب جائے گا اور جو شخص واقف ہوگا وہ سمجھے گا کہ دولاکھ آبادی میں دس لاکھ فوج کہاں سے آگئی جبکہ اس میں شیخ فانی، عورتیں اور بچے بھی ہیں، پھر دس لاکھ نوجوانوں کی فوج کہاں سے آگئی؟

تیسرا مسئلہ جہاد کے لئے بھرتی

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا: یہاں سے تیسرا مسئلہ اور خلاصہ بیان کیا جاتا ہے، یعنی خود قتال کیجئے اور لوگوں کو بھی قتال پر آمادہ کیجئے آپ سوائے اپنی جان کے کسی کے ذمہ دار نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لڑنے کے لئے آئے جو شخص اس کے مقابلہ میں آئے گا، وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا تو یہاں پر دعوت جہاد کا ذکر ہے لوگ جہاد کے معاملہ میں سستی کرتے ہیں تو ان کا مواخذہ آپ سے نہیں ہوگا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ذات سے متعلق سوال ہوگا، یہاں خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ دشمنوں سے جہاد کریں اور لوگوں کو بھی قتال پر آمادہ کیجئے! اگر آپ اکیلے اور تنہا جائیں اور لڑیں تو آپکے واسطے نصرت موعود فرمائی، جب اللہ کا رسول لڑنے کے لئے جائے جو شخص بھی اس کے مقابلہ کے لئے آئے گا وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

بھرتی کرانے کا اجر

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا: یہ بھی جہاد کے لئے بھرتی کا ذکر ہے تحریض کے ضمن میں آیا ہے (یعنی باعتبار ربط کے شفاعت فی الجہاد مراد ہے) کہ جو بھی اسلام کی فوج میں رنگروٹ بھرتی کرے گا اسے اتنا ثواب ہوگا اور جو غلط پروپیگنڈے والے ہیں شفاعت حسنہ کے مقابلے میں ان کو اللہ سزا دینے پر بھی قادر ہے یعنی غلط کام کی سفارش کرنا باعث سزا ہے اور اچھی سفارش کرنے والا ثواب کا مستحق ہے، حدیث میں ہے اشفعوا فلتو جروا ولیقض اللہ علی لسان نبیه ماشاء (البخاری:٦٠٢٦) تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ جاری کرے

گا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے تو اس میں دلالت ہے کہ نیک سفارش ہی سے ثواب مل جاتا ہے پھر قضائے الٰہی اور موافق تقدیر کے چاہے جو کچھ بھی ہو۔

سلام کے اچھے جواب کی تحریض وترغیب جہاد سے ربط

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں توحید کا سبق پڑھایا اور شرک سے بچایا، درِ الٰہی پر پہنچایا اب ہمیں بھی من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، جیسا کہ سلام کے جواب میں اچھا جواب دینا یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تحفہ کا شکریہ ہے لیکن یہاں قتال کے ساتھ اس کی مناسبت یہ ہے کہ اس سے ماقبل حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ہے، اب جب ایک شخص نے تمہیں جہاد میں جانے کیلئے تیار کیا تم پر خدا کا احسان ہے کہ تم نے اس طرف رجوع کر دیا اب تم بھی خدا کی راہ کیلئے کسی کو تیار کرو اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مسلمان بنایا اور بِاَحْسَنَ مِنْهَآ سے بہت سے لوگوں کی اصلاح مراد ہے ترغیب الی الجہاد کے تحت یہ آیت اس صورت میں آئے گی، بیشک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے یعنی چھوٹی بڑی نیکی کو ضائع نہیں کرتے یعنی تم کو ہر چیز کا بدلہ ملے گا، سلام کے جواب کا بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

تمہاری تبلیغ کرنے کی نیت کا پتہ قیامت کے دن ہوگا

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا:

تم لوگوں نے تبلیغ کی یا نہ کی اور اگر کی بھی تو کس نیت سے کی ان سب باتوں کا حساب قیامت کے دن ہوگا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو نیکیاں کر رہے ہو تو خدا تعالیٰ تمہیں ایک میدان میں اکٹھا کر کے اس کا مکمل اجر دے گا اللھم اجعلنا منھم اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی خبر میں کذب کا احتمال نہیں کیوں کہ وہ سب جانتا ہے اور کذب تو نقص ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا محال ہے۔

رکوع 12

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو رہے ہیں اور اللہ نے ان کے اعمال کے سبب سے

كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ

انہیں الٹ دیا ہے کیا تم چاہتے ہو جسے اللہ نے گمراہ کیا ہو اسے راہ پر لاؤ اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ

اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے ہرگز کوئی راہ نہیں پائے گا۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ

تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا

جیسے وہ کافر ہوئے ہیں تم بھی کافر ہو جاؤ پھر تم سب برابر ہو جاؤ

تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آ جائیں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

پھر اگر وہ اس بات کو قبول نہ کریں۔ تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا

اور قتل کرو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور

نَصِيرًا ﴿٨٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

مددگار نہ بناؤ۔ البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں

وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ

جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو یا وہ جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں

أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ط وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

نہ تم سے لڑتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر

لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ج فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ

مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑتے سو اگر وہ تم سے یک سو رہیں

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لا فَمَا جَعَلَ

اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو

اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ

اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ ایک اور قسم کے

يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ط

تم منافق دیکھو گے جو چاہتے ہیں تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی

كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ج فَإِن لَّمْ

جب کبھی وہ فساد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں کود پڑتے ہیں

يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا

پھر اگر وہ تم سے یک سو نہ رہیں اور تمہارے آگے صلح پیش نہ کریں اور اپنے ہاتھ

اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ط

نہ روکیں تو انہیں جہاں پاؤ پکڑو اور مار ڈالو اور

ع ۱۲ ۴ ۹ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع

ان پر ہاتھ اٹھانے کے لیے ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے

رکوع (۱۲)

خلاصہ: اقسام الکفار اقسام ثلاثہ سے قتال اور قسم رابع سے مصالحت ممنوع ہے اور جن سے قتال ممنوع ہے۔

ماخذ: (۱) ممنوع المصالحۃ الرابع : فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (النساء: ۸۸)

(۲) اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا (النساء: ۹۰)

(۳) اقسام ممنوع القتال: جن سے قتال ممنوع ہے

(۴) سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (النساء: ۹۱)

جلالی و جمالی صفت والے صحابہؓ کی منافقین کے بارے میں رائے

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا: قرآن کریم انسان کی زندگی کے ہر شعبے

اخلاقیات، معاشیات، اقتصادیات اور سیاسیات میں مکمل رہنمائی کرتا ہے، ہاں اسمجھ میں فرق ہے، جیسا کہ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی خصوصی باتیں بتلائیں ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں اپنا نیام تلوار سے ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر فرمایا کہ اس میں دیت وغیرہ کے اونٹوں کی عمریں لکھی ہیں، اور بس یہی کتاب اللہ ہے مگر خدا کے فضل سے ایک سمجھ دی گئی ہے، آمدم برسرِ مطلب یہ نظامِ مملکت کا مسئلہ آ رہا ہے تو اسی نظام میں ملک گیری جنگ اور پکڑ بھی ہوتی ہے اور قبل ازیں اہل کتاب سے مقاطعہ سورہ ال عمران میں گزر چکا ہے اور کفار سے تو مقاطعہ ہی ہے اور منافقین سے بھی سورہ ال عمران میں مقاطعہ گزر چکا ہے مگر چونکہ منافقین بظاہر کلمہ پڑھتے تھے تو صحابہ کی دو جماعتیں بن گئیں جمالی صفت والے کہتے تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ یہ کلمہ گو ہیں، ممکن ہے کہ آگے چل کر یہ پختہ مسلمان بن جائیں اور جلالی صفت والے صحابہؓ کہتے تھے کہ یہ پکے بے ایمان ہیں، جو فروش گندم نما ہیں انہیں قتل کیا جائے۔

ذو وجہین کفار سے جہاد

منافقین سے مراد کفار ذو وجہین ہیں، جو بظاہر دوستی کا دم بھرتے ہیں اور اندر سے اسلام کی جڑ کاٹتے ہیں اور قتال کبھی مسلمان کہلانے والے منافقوں سے نہیں ہوا لہٰذا حکم ہوا کہ تمہیں ذو وجہین کفار کے متعلق اختلاف رائے نہیں کرنا چاہیے، اعمال کی وجہ سے احمق ہو گئے ہیں اور انہیں الٹ دیا ہے یعنی ان کے کفر اور معاصی کی وجہ سے جو بہت زیادہ ہیں اور بغیر توبہ کے ہیں اگر توبہ کریں تو پھر اس میں شامل نہیں ہوں گے لیکن ان کے برے اعمال کی وجہ سے اللہ نے ان کو ذلیل کر دیا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے گمراہ کیا ہوا ہے اسے راہ راست پر لاؤ، فرمایا کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہ جسے اللہ نے گمراہ کیا ہے تم اس کو راہ راست پر لاؤ یہ ہرگز راہ نہیں پائے گا۔

منافقین تمہارے کفر کی تمنا کرتے ہیں

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا: ان ہی کو ضمیر راجع ہے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر بنو، یہ ان کی جو تمنا ہے تمہارے کفر کی تا کہ تم سب اس میں برابر ہو جاؤ اور اس کی تمنا اور منشا یا

تو ان کے دل کی سیاہی اور گمراہی ہے اور یا مؤمنین سے عداوت اور بغض و حسد ہے لہذا ان کو منافقین سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ یہ بھی منافقین کی طرح ذوجہتین کافر ہیں۔

دوست بنانے کی ممانعت

ان میں سے کسی کو اپنا دوست مت بناؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دوست بنا کر دھوکہ دے کیونکہ وہ تمہارا دشمن ہے لہذا ان سے بچ کر رہنا چاہئے جب تک دائرہ اسلام میں مکمل طور پر داخل نہ ہوں تب تک اُن کو دوست مت بناؤ، فتح مکہ سے پہلے اسلام و ہجرت لازم و ملزوم تھے تو فرماتے ہیں کہ فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آجائیں، اس وقت تک ان کو اپنا دوست نہ بناؤ اور فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی اللہ کی راہ میں خالص اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چلے نہ کہ کسی اور غرض سے تو جب مکہ فتح ہوا تو فتح مکہ کے بعد حکم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاهجرة بعد الفتح جب فتح کے بعد مکہ دار الاسلام بن گیا تو اب یہاں سے ہجرت کی فرضیت ختم ہوگئی تو فرمایا کہ فتح مکہ سے پہلے اگر مسلمان مدینہ ہجرت نہ کرتے تو اسلامی فوج کہاں سے تیار کی جاتی ؟ تو مطلب یہ ہے کہ ہجرت تک یعنی مسلمان ہونے تک ان کو اولیاء (دوست) بنا سکتے ہو ورنہ نہیں۔

ہجرت کی تین اقسام

اس آیت میں ہجرت کا ذکر ہوا، ہجرت تین طرح کی ہے، پہلی قسم تو فرض ہے قرآن پاک میں موجود ہے کہ جب کسی علاقہ میں کفار کا اس قدر غلبہ ہو کہ اہل ایمان، شعائر اسلام اور شعائر ایمان ادا نہ کر سکیں تو وہاں سے ہجرت فرض ہو جاتی ہے، اس سے ابتدائے اسلام مراد ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (الحشر:۸) اور وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء:۱۰۰)

ہجرت کی دوسری قسم

ہجرت کی دوسری قسم یہ ہے کہ راہ خدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر اور امید ثواب کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں، منافقین مدینہ کیلئے یہ بات بڑی دشوار تھی وہ حیلے بہانے سے جہاد سے گریز کرتے اور پیچھے رہ جاتے تھے ان کے متعلق مسلمانوں کا یہ اچھا گمان تھا

کہ یہ کلمہ گو بھی ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں تو اللہ نے فرمایا کہ جب تک یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں ان کا کچھ اعتبار نہیں لہٰذا ان کی ہجرت یہ تھی کہ وہ جہاد میں شامل ہو جائیں حَتّٰی یُھَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (النساء:۸۹)

ہجرت کی تیسری قسم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن و امان سے وقت گزارے، ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، پھر فرمایا کہ والمھاجر من ھجر مانھی اللّٰہ عنہ مہاجر وہ ہے جو ہر اُس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، پھر اگر وہ اس بات کو قبول نہ کریں یعنی ہجرت کرنے سے منہ موڑ لیا تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو یعنی جب تمہاری اُن پر قدرت ہو جائے تو قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست مت بناؤ۔

معاہدین کا استثنٰی

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍۢ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا:

یہاں سے ان لوگوں کو مستثنٰی کیا گیا ہے جن کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے یعنی جس سے بھی معاہدہ ہو چکا ہے اس کے ساتھ لڑنے کی اجازت نہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن عویمر الاسلمی سے معاہدہ کیا تھا تو مطلب یہ ہے کہ اعراض کرنے والوں کو گرفتار و قتل کرو سوائے ان لوگوں کے جو ایسی قوم سے ہوں جن سے تمہارا عہد ہوا ہو تو ان کی پناہ لینے والوں کا بھی وہی حکم ہوگا جو اس قوم کے واسطے تم نے مقرر کیا ہے۔

لڑائی سے دل برداشتہ لوگوں کا استثنٰی

یا وہ لوگ جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں کہ نہ تم سے لڑتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اپنی قوم سے تمہارے ساتھ مل کر لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ اپنی قوم سے لڑے تو ان جیسے لوگوں کے خلاف بھی مسلمان ہتھیار نہ اٹھائیں ایسی قوم نہ ضرر رساں ہے اور نہ نفع دینے والی ہے تو فرمایا کہ جو لوگ اسلام کے خلاف دوسروں کی مدد

نہیں کرتے اور نہ خود مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو تیار ہوں تو ایسے لوگوں کے ساتھ بھی لڑائی کی اجازت نہیں۔

صلح چاہنے والوں کا استثنٰی

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ انہیں تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑتے، سو اگر وہ تم سے یکسو رہیں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو اللہ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی یعنی تمہیں ابھی یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ تم ان کو قید کرو اس کی کوئی راہ نہیں جب تک وقت نہ آوے اور دوسرا حکم نازل نہ ہو۔

حلیف اور ضعیف کا استثنٰی

اس پوری آیت کا خلاصہ یہ نکلا کہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے منع کیا گیا جو حلیف ہوں جیسے بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے دوسرے وہ جو حلیفوں کے معاہد ہیں یعنی معاہد کے معاہد اور تیسرے وہ جو ضعیف اور شکست خوردہ ہیں اور مسلمانوں کو چھیڑنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے کیونکہ جس وقت موصل، موصل الیہ کی وجہ سے جہاد سے مستثنٰی ہو رہے ہیں تو موصل بطریقہ اولیٰ مستثنٰی ہوں گے جیسے آج سے بیس برس پہلے ہندوؤں میں اشتعال نہیں تھا مگر آج کل خونخوار ہو گئے ہیں جن میں اشتعال نہیں انہیں لطائف الحیل (باریک حیلے) سے اسلام کی طرف لانا چاہئے۔

اسلام امن لیکر آیا نہ کہ خونریزی

کفار کی چار اقسام ہیں: (۱) معاہد (۲) معاہد کے معاہد

(۳) کمزور اور عاجز یعنی جن میں لڑنے کی استعداد نہیں ہے، ان سے بھی لڑائی جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام میں خون ریزی نہیں ہے، بلکہ اسلام صلح اور امن لے کر آیا ہے، اسلام اس وقت اس کے سامنے تلوار نکالنے کی اجازت دیتا ہے جو کہ خونخوار ہو اور مسلمانوں پر حملہ کرے۔

(۴) ذووجہین اگر سامنے آئیں تو صلح پیش کرتے ہیں اور اگر موقع پائیں تو جڑ کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ منافقین مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں۔

منافق مزاج کافروں سے قتال لازمی

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَ اُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا : بددیانت بے ایمان منافق مزاج ہیں ایسی سیاسی چال چلتے ہیں کہ تم سے بھی یاری اپنوں سے بھی یاری اور اوپر سے عیاری اور اندر سے تیاری، چاہتے ہیں کہ اپنی قوم سے بھی ناراض نہ رہیں امن میں رہیں، جب تمہیں میدان جنگ میں لڑکر دیکھ لیتے ہیں تو یہ بھی پوری طاقت سے میدان میں آجاتے ہیں، جب بھی وہ فساد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں کود پڑتے ہیں، یہ کافر اگر شرارت سے باز نہ آئیں تو ان کو تلوار کی نوک اور نیزے کی انّی سے سبق سکھادو اب اِن کے ساتھ کوئی رعایت نہیں اِن کو جہاں بھی پاؤ ان سے لڑو کیونکہ یہ اسلام کے ابدی دشمن ہیں جو بظاہر مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر دل سے اسلام کے خلاف اور کفار کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان پر ہاتھ اٹھانے کیلئے ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے یعنی ان کے ساتھ لڑنا تمہارے لئے مباح ہے لہٰذا اگر وہ مذکورۃ الصدر شرائط کے خلاف کریں گے تو اُن کو جہاں بھی پاؤ مارنے کی اجازت ہے۔

رکوع 13

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ

اور مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ

اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ

اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے مگر یہ کہ وہ خون بہا معاف کر دیں پھر

قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ

اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم میں تھا جس سے تمہاری دشمنی ہے تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

اور اگر وہ مقتول مسلمان کسی ایسی قوم میں سے تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ

تو اس کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے گا اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہو گا

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ

پھر جو غلام نہ پائے وہ پے درپے دو مہینے کے روزے رکھے اللہ سے گناہ بخشوانے کے لیے اور

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا

اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب

عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! جب اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق

فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ

کر لیا کرو اور جو تم پر سلام کہے اس کو مت کہو کہ

مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ

مسلمان نہیں ہے تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو اس سے پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ نے

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم پر احسان کیا لہذا تحقیق سے کام لیا کرو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے

خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ

باخبر ہے۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں

أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

دونوں برابر نہیں ہیں اللہ نے بیٹھنے والوں پر جان و مال سے جہاد

وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

کرنے والوں کا درجہ بڑھا دیا ہے اگرچہ ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ

الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا

کیا ہے اور اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے اجر عظیم میں زیادہ

عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ

کیا ہے۔ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑے درجے اور مغفرت اور رحمت ہے اور

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع ۱۳ ع ۱۰

اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

رکوع (۱۳)

خلاصہ: (۱) مسلمانوں میں قتال کا انسداد
(۲) میدان قتال میں مومن کی تمیز
(۳) اعلان جنگ کے بعد مسلمانوں کی اقسام اربعہ میں سے اقسام ثلاثہ کا ذکر

ماخذ: (۱) وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:۹۳)

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۹٤)

(۳) لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء:۹۵)

قتل خطا کی سزا کا ذکر

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ: دشمن کے مقابلے میں ہم تب کامیاب ہوسکیں گے جب گھر میں اتفاق قائم ہو، اگر نا اتفاقی ہو تو اس سے گھر کا ماحول بھی خراب ہو جاتا ہے لڑائی جھگڑے بھی بہت ہوتے ہیں اور قتل وقتال کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے تو اس آیت میں قتل کرنے کے احکام اور مسائل کا ذکر ہے تو فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو خطاءً قتل کر دے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟

اول یہ کہ قتل کے عوض غلام کو آزاد کرنا، اس آیت میں غلام کا ذکر ہوا ہے کہ غلام کا مومن ہونا ضروری ہے خواہ وہ مومن غلام ہو یا مومنہ لونڈی ہو صرف یہ کفارہ قابل قبول ہوگا۔

دوئم یہ کہ دیت مقتول کے وارثوں کو سپرد کرنا بشرطیکہ مقتول مومن اور ورثاء اعدائے اسلام نہ ہوں یعنی کافر نہ ہوں تو اگر وہ دیت معاف کر دیں تو مختار ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر قوم کافر غیر معاہد ہے مقتول مومن ہے تو تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ہوگی، دیت نہ ہوگی اگر کافر ہو تو بھی دونوں سزائیں ہیں کیونکہ قاتل نے دو نقصان کئے ایک تو مقتول کے خاندان کا نقصان کیا اس کا جبیرہ نقصان تو دیت سے ہوگا کیونکہ سو (۱۰۰) اونٹ سے کنبہ کی پرورش ہوسکتی ہے اور دوسرا نقصان امت محمدیہ کا کیا کہ ایک فرد امت کا کم کر دیا، اس کا جبیرہ نقصان تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ سے ہوگا کیونکہ انسان جب تک عبد ہے کسی تَحْرِيْرُ میں شامل نہیں ہو سکتا اور اگر مقتول مومن ہے اور ورثاء مومن یا معاہد کافر ہوں اور اگر ورثاء اعداء (کافر) ہوں تو صرف تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ہے اور اگر مقتول کافر ہو تو جو معاہدہ و سمجھوتہ ہوا اس پر جانبین کا عملدرآمد ہوگا، ورثاء کو دیت صرف پہلی اور تیسری صورت میں ملے گی، ان احکام سے مسلمانوں میں قتال کا انسداد آ گیا۔

بطور کفارہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا: پھر اگر غلام نہ پائے تو وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے پے در پے کا مطلب یہ ہے کہ اگر درمیان میں ایک روزہ بھی توڑا تو پھر سے شروع کرے گا اور یہ اس پر بطور کفارہ ہیں، پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کا ذریعہ ہے تاکہ وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے پس اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے انتظام وتدبیر مقرر کر دی اور یہ کام حکمت والا کر سکتا ہے اور اللہ جاننے والی اور حکمت والی ذات ہے۔

قتل عمد کی سزا

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا: یہ قتل عمد کا حکم ہے کہ اگر دانستہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس کے لئے پانچ سزائیں ہیں۔

(۱) پہلی سزا دوزخ

(۲) دوسری سزا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

(۳) تیسری سزا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔

(۴) چوتھی سزا اس پر لعنت ہوگی۔

(۵) پانچویں سزا اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے، یہ عذاب کیسا ہوگا وہ اللہ جانتا ہے لہٰذا قتل کو اکبر الکبائر میں شامل کیا گیا، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا زوال ایک مسلمان کے قتل سے خفیف ہے اور دوسری حدیث میں ہے اگر آسمان اور زمین والے لوگ ایک مسلمان کے قتل پر مجتمع ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ آگ میں ڈال دے گا تو معلوم ہوا کہ مسلمان کا نفس کتنا قیمتی ہے۔

اسلامی سلام کہنے والے کے عقائد جانچنے کی تمہیں ضرورت نہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا: میدان جنگ میں مومن کی تمیز یہاں سے ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص میدان جنگ میں لاالٰہ الا اللّٰہ کہہ دے تو وہ مؤمن ہے یعنی اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو، اس آیت مبارکہ میں مسلمان اور کافر کے امتیاز کا قانون بتلایا جاتا ہے ورنہ قتل ناحق کی ایک یہ صورت بھی نکل آئی کہ صاحب! ہم نے اس کو مسلمان نہیں سمجھا تھا اس لئے قتل کر دیا لہٰذا حکم ہے کہ جو شخص تم پر اسلامی سلام کہہ دے وہ پورا مسلمان ہے، اس کے اندرونی عقائد جانچنے کی تمہیں ضرورت نہیں اور اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو۔

بدوی ڈاکو بھی سلام کی پاسداری کرتے

خطۂ مبارکہ عرب میں آج بھی یہ حالت ہے، ''میرے استاد محترم مولانا محمد صاحب ڈیرہ غازی خان کے اب تک پڑھاتے رہے، میں نے آج سے پچپن سال پہلے ان سے پڑھا تھا، نیک بندے تھے چند سال پہلے وفات پائی'' وہ فرماتے تھے کہ ہم نے عربوں کا ایک دستور دیکھا بدوی لٹیرے تو تھے ہی، ترکوں نے ٹھیک نہ کیا تو سلطان سعود نے ٹھیک کر دیا، خادم الحرمین سلطان عبدالعزیز السعود حاکم بڑے زبردست تھے تو مولانا فرماتے تھے کہ تم ہزار مرتبہ ان لٹیروں کو السلام علیکم لوٹنے کے وقت کہو وہ جواب نہ دیں گے اگر زبان سے وعلیکم السلام نکلا پھر کچھ نہ کہتے ورنہ مقدمة الجیش قافلہ کے سامنے آ کر بندوق سامنے رکھ کر کہتا اصبر اگر قافلہ نہ لوٹنا ہوتا تو سلام کا جواب دیتے کیونکہ وعلیکم السلام کہہ کر اپنی طرف سے سلامتی دینے کے پابند ہو جاتے۔

سی آئی ڈی کے مسلم نما مخبر

دہلی کا واقعہ تھا کہ مسلمان کے گھر میں سی آئی ڈی کے آدمی تھے مگر انگریزوں کے غلام تھے اور یہ ہر روز مخبری کرنے کے لئے درس قرآن میں آتے تھے، یہ اس لئے بول رہا ہوں کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اب تک یہ حالت کچھ نہ کچھ وہاں باقی ہے، اس زمانے میں یہ غیرت تھی کہ جو کافر ہے وہ سلام نہیں کرے گا اور اب تک اس سرزمین کا خاصہ ہے یعنی منافقت نہیں ہے، اگر پھر بھی قتل کریں لوٹنا چاہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مال کے لئے قتل کرتے ہو، حالانکہ اللہ کے پاس بہت زیادہ مال ہے اور خدا کے خزانوں کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا اس کے پاس تو مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ہیں۔

تَبَيَّنُوْا (تحقیق) کی پابندیاں

تم بھی پہلے ایسے ہی تھے مکمل اسلام کو نہیں جانتے تھے، جس طرح لوگ اب صرف اجمالاً اسلام جانتے ہیں تفصیلی نہیں، اگر ہمارے اوپر پابندیاں فَتَبَيَّنُوْا کی نہ ہوتیں تو تم بھی قتل ہو جاتے تو اس وجہ سے فرمایا کہ تحقیق کروایسا نہ ہو کہ تم کسی مومن کو قتل کر ڈالو اور جو اسلام میں داخل ہوا اس کے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا کہ تمہارے ساتھ ابتدائے اسلام میں کیا گیا تھا۔

مسلمانوں میں خروج الی القتال کی چار اقسام اور درجات

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا: ای القاعدین والمجاهدین لان القاعدین قاعدون فی انتظار حکمه اگرچہ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا لیکن مجاہدین کا درجہ بلند ہے دونوں مقبولین بارگاہ الٰہی ہیں۔

مسلمانوں کی باعتبار خروج الی القتال کے چار اقسام ہیں۔

(۱) قٰعِدُوْنَ: لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ: جو چھاؤنیوں میں پڑے ہیں۔

(۲) مُجٰهِدُوْنَ: وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ جو میدان میں جان پر کھیل رہے ہیں۔

(۳) أُولِي الضَّرَرِ: لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ جو معذور ہیں میدان جنگ میں نکلنے کے قابل نہیں ہیں، اقسام ثلاثة اس آیت میں مذکور ہیں۔

(۱) الْقٰعِدُوْنَ (۲) الْمُجٰهِدُوْنَ (۳) أُولِي الضَّرَرِ

قاعدین جو جنگ کو جانے کیلئے تیار ہیں لیکن ابھی روانگی کا حکم نہیں اور مجاہد جو میدان جنگ میں مال وجان قربان کر رہے ہیں، اسی طرح أُولِي الضَّرَرِ (معذور) جو جنگ میں جانے کے قابل ہی نہیں اور چوتھی قسم ظالمین کی ہے، جس کا ذکر اگلے رکوع میں آرہا ہے، اب ایک جماعت میدان جنگ میں لڑ رہی ہے تو دوسری جماعت گھروں میں جہاد کرنے کیلئے امیر کے حکم کی بالکل منتظر بیٹھی ہے لیکن پھر بھی دونوں میں فرق ہونا چاہئے، مجاہد میدان میں اور قاعد گھر میں منتظر ہے لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ ایک درمیانی قسم قاعدوں کی ہے جو بیچارے کام کے قابل نہیں، لولے، لنگڑے ہیں وہ مانحن فیه سے خارج ہیں مقابلہ قاعدین ومجاہدین کا ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا اللہ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر فضیلت اور اجر عظیم دیا ہے۔

مخلصین کی کارکردگی کے لحاظ سے درجات مغفرت اور رحمت

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا: القتل فی سبیل اللّٰہ یکفر کل شیئ الا الدین اللہ کی راہ میں شہادت ہر چیز کا کفارہ ہے سوائے حقوق العباد قرض وغیرہ کے، پس ان مخلصین میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کارکردگی کے لحاظ سے درجات مغفرت اور رحمت عطا فرمائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کیلئے جنت میں سو درجے تیار رکھے ہیں اور ہر درجہ میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بخشش بھی ہے جو انہیں نصیب ہوگی۔

رکوع 14

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا

بے شک جو لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں

فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ

جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے انہوں نے جواب دیا ہم اس ملک میں بے بس تھے

قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ

فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے

فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾

سو ایسوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ

ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے کافی کمزور ہیں

لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾

جو نکلنے کا کوئی ذریعہ اور راستہ نہیں پاتے۔

فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

پس امید ہے کہ ایسوں کو اللہ معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا

عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ

بخشنے والا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے

فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنْ یَّخْرُجْ مِنْ

اس کے عوض جگہ بہت اور کشائش پائے گا اور جو کوئی اپنے گھر سے

بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت پالے

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِیْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع

مہربان ہے۔

رکوع (۱۴)

خلاصہ : حکم قتال کے بعد مسلمانوں کے قسم رابع کا ذکر

ماخذ : اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء ۹۷)

قسم ظالمین

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا: یہ قسم ظالمین کی ہے جو دارالحرب سے ہجرت کر سکتے ہیں، میدان جنگ جانے کی استطاعت تھی مگر گئے نہیں لیکن دارالاسلام کو ہجرت نہ کی اور کفار کے دباؤ سے مجبور ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آگئے تو ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے جب ملائکہ نے ان کی جان لیتے وقت اُن سے پوچھا کہ کیوں نہیں نکلے؟ اور تم کس حال میں تھے؟ تو کہنے لگے ہم اس ملک میں بے بس تھے، فرشتوں نے کہا، اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ سو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے یعنی محکوم جو حکومت کے رعب میں آکر مغلوب ہو گئے جیسے مسلمانوں کی حالت ہندوستان میں ہے۔

معذوروں کا استثناء اور رعایت

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا: یہاں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہجرت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور آیت میں ایسے لوگوں کو مستثنیٰ بھی کیا ہے تو ایسے مرد جو شیخ فانی، بوڑھے، ناتجربہ کار رہ گئے ہیں، جو نہ حیلے کر سکتے

ہوں نہ ان کو راستہ معلوم ہو اور عورتیں اور بچے یہ واقعی کمزور ہوتے ہیں تو ایسے کمزور لوگ ہجرت کرنے کی کوئی تدبیر نہیں پاتے اور نہ ایسے لوگوں کو راستے کا علم ہے تو ایسے لوگ عند اللہ معذور ہیں، ان پر ہجرت نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں۔ ہاں! استطاعت رکھنے کے باوجود ہجرت نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔

طاقت کے باوجود ہجرت نہ کرنا

فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا: باپردہ عورتوں کو کہاں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ملک میں کس طرح جاتے ہیں؟ جوان تو جا کر پوچھ سکتے ہیں جس طرح ہمارے نوجوان پنجاب سے یاغستان جایا کرتے تھے انگریز کی چوکیوں سے بچ کر دوسری راہوں سے نکل جاتے تھے، وہ جانتا ہے کہ مستطیع نہیں تو حاصل یہ نکلا کہ آپ نے ان لوگوں کو ظالم کہا جو طاقت کے باوجود ہجرت کیلئے نہیں نکلے، اب فرمایا جارہا ہے کہ یہ نہ نکلنا تمہارا شیطان کے دھوکہ اور وساوس کے خطرات ہیں ان کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔

ہجرت کے فوائد و برکات

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا: کفار کی ایذا سے تنگ آکر جو شخص وطن چھوڑ دے گا اس کو اللہ تعالیٰ اچھی جگہ اور کشادگی عطاء فرمائے گا، پس زمین وسیع ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے گا اس کو ایسی بہت سی جگہیں ملیں گی جہاں وہ ایمان کے ساتھ رہے گا اور اسی طرح اس کو کثیر رزق سے بھی نوازا جائے گا اس کو رزق کے معاملہ میں کوئی دشواری نہ ہوگی اور اگر گھر سے نکلنے کے بعد وہ پیش نظر کام کو پورا کرنے سے پہلے راستے میں مرے تو اسے اس عمل کا ثواب ملے گا، اسی طرح اگر حاجی راستے ہی میں مرے تو ہم یہ فتویٰ دیں گے کہ اسے حج کا ثواب ملے گا۔

رکوع 15

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ

اور جب تم سفر کے لیے نکلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں نماز میں سے

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ

کچھ کم کر دو اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ کافر تمہیں

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا

ستائیں گے بے شک کافر تمہارے صریح

مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

دشمن ہیں۔ اے نبی! جب تم مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا

کھڑا ہو تو چاہیے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں

سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ

پھر جب یہ سجدہ کریں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آئے

اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوْا

جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ

حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ

اور اپنے ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح

عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ تاکہ

مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ

تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں اور اگر تم بارش کی وجہ سے

اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا

تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضایقہ نہیں

اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لیے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا

تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو پھر جب

اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى

تمہیں اطمینان ہو جائے تو پوری نماز پڑھو بے شک نماز اپنے

الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ

مقرر وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہمت نہ ہارو

الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا

اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں

تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ

حالانکہ تم اللہ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں اور

۱۵ ع ۱۲ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع

اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

رکوع (۱۵)

خلاصہ: اہمیت قتال

ماخذ: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (النساء: ۱۰۱)

لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (النساء: ۱۱۴)

سفر میں نماز کی تخفیف اللہ کی طرف سے صدقہ

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا: غور کیجئے کہ جب آدمی ہجرت اور جہاد کے ارادہ سے نکلے تو سب سے بڑا فرض نماز ہے جس کے چھوڑنے سے آدمی کافر (خدا کا نافرمان) ہو جاتا ہے اس میں بھی تخفیف کردی گئی ہے کہ چار رکعت کے بجائے دو رکعت کردی گئی اور دوسرا یہ کہ جمع صوری جائز قرار دے دی گئی تو سفر اسی کو کہتے ہیں جس میں قصر ہو سکے ضَرَبْتُمْ سے مسافرت مراد لیجئے! ابتدائے اسلام میں قصرِ صلوۃ خوف عدو کی وجہ سے کیا گیا پھر اس وقتی حکم کی تعمیم کی گئی۔ بہر حال! فرمایا کہ اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے اس بنا پر مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ ابتداء میں مشروط تھی لیکن جب دشمن کا ڈر ختم ہوا تو تب بھی آپ نے سفر میں دو رکعت پڑھیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تاکید فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز کی تخفیف کا حکم تو خوف کی حالت میں ہے اور اب تو امن ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہی خیال مجھے بھی آیا اور یہی سوال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا عطیہ ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے تم اس عطیہ کو قبول کرو۔

اہمیت جہاد

جب دار الحرب میں ہجرت کرے ورنہ مسلمان جہاد کریں تو جہاد میں تقصیر نہ ہو یعنی دونوں کی ایک ہی وقت میں ضرورت پڑے گی، حاصل یہ ہے کہ نماز اور جہاد معارض ہوئے تو جہاد کو ترجیح ہے یعنی کوئی حکم شرعی اس کے معارض نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ نماز جو اهم الامور فی الدین ہے جس کے حق میں دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی تاکید ہے من ترک الصلوة متعمداً فقد کفر (سنن ابن ماجه:٤٠٣٤) حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے انه كتب الى عماله ان اهم امور كم عندی الصلوة من حفظها وحافظ عليها حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها اضيع (مشكوة:٥٥٧) انہوں نے تمام عمال حکومت کو خلافت کے بعد یہی فرمان بھیجا۔

جہاد اور صلوۃ میں ٹکراؤ پر جہاد کو ترجیح

لیکن اہمیت قتال اتنی زیادہ ہے کہ جب جہاد اور صلوۃ کا ٹکراؤ آیا تو جہاد کو اس مہتم بالشان امر نماز پر ترجیح دی گئی، جہاد ہو تو نماز مؤخر ہو جائے گی یعنی اس میں تاخیر اور تقصیر کر دی جائے گی، چنانچہ غزوہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چار نمازیں فوت ہوگئیں، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں قضا ہوئیں عشاء بقول راوی قضا اور بقول محدثین وقت معتادہ سے ہٹ گئیں حبسونا عن الصلوة الوسطىٰ صلاة حتىٰ غابت الشمس ملاء الله قبورهم وبيوتهم اواجوافهم نارا (البخاری:٤٥٢٣) نہ اشارہ سے مختصراً پڑھنے کا موقع ملتا ہے نہ جالساً۔

نماز میں تین قصر

الغرض نماز میں تقصیر یا تاخیر ہوسکتی ہے لیکن جہاد میں نہیں (نماز میں تین قصر ہوسکتے ہیں، قصر فی الرکعة والوقت حالت سفر میں خواہ خوف ہو یا نہ ہو، قصر فی الجماعة جو خوف کے ساتھ مختص ہے اور قصر فی الرکعة اور قصر فی الجماعة قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے اور قصر فی الاوقات جیسے جمع صوری احادیث سے معلوم ہوتا ہے، جمع صوری مزدلفہ اور عرفات میں تو حقیقی ہے اور باقی جو ذخیرۂ احادیث میں آیا ہے وہ مختلف فیہ ہے، احناف کہتے ہیں کہ قصر صوری ہے اور باقی ائمہ قصر حقیقی کے قائل ہیں۔

مولانا گنگوہیؒ قصر حقیقی کے قائل ہیں

احناف میں مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ قصر حقیقی کے قائل ہیں یعنی جمع حقیقی کے قائل ہیں اور جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں کے قائل تھے، اس کو مولوی ابو محمد احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔

حالت خوف میں نماز میں اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار رکھنا

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا: یہاں سے صلوۃ خوف کا حکم بیان ہو رہا ہے اے نبی! جب آپ مسلمانوں میں موجود ہوں اور یہ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوں تو ان میں سے ایک جماعت کو چاہئے کہ وہ تیرے ساتھ کھڑی رہے اور اپنے ہتھیار بھی ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کریں تو تیرے ساتھی پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی ہو وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کیلئے ہتھیار ساتھ رکھیں، ممکن ہے کہ دشمن عین نماز کے وقت حملہ کر لے پھر تم ہتھیار لینے خیموں میں نہ جا سکو، بندوق، تلوار کمر میں ہو تو فوراً حملہ کیا جا سکتا ہے، بندوق ریوالور ساتھ رکھو۔

بچاؤ کا حکم

ان بے ایمانوں کا ارادہ اور خواہش ہے کہ یہ نماز میں مشغول ہوں اور اپنے ہتھیار اور اسباب سے بے خبر ہو کر ہم ان پر حملہ آور ہو جائیں تو اسی لئے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کریں تو تم یکدم حملہ اس پر کرو، بیمار ہو اسلحہ نہ اٹھا سکو یا بارش کی وجہ سے ہتھیاروں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی حرج نہیں، پھر بھی کچھ بچاؤ ساتھ رکھو بندوق، بم اگر نہ رکھ سکو تو کم از کم ریوالور (پستول) ہو بالکل نہتے کھڑا ہونا ٹھیک نہیں، ہاں! اگر رکھنا ہے تو اتنی دور نہ رکھو کہ دشمن کے حملہ آور ہونے کے وقت تم اپنا دفاع نہ کر سکو بلکہ اپنے قریب ہی رکھو تا کہ مقابلہ کرتے وقت بآسانی اپنے

آپ کو لیس کر سکو، یہی کامیابی کی نشانی ہے حدیث میں آتا ہے لکل حال عندہ عتاداً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع ، ہر حالت کے لئے سامان کو تیار رکھتے تھے ، کچھ نہ کچھ بچاؤ کرو نماز میں بھی تقسیم ہو جاؤ، جب بالکل ہی نماز کا موقع نہ ملے اور قضا ہو جائے اس کا ذکر یہاں نہیں احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

صلوۃ خوف اور تاخیر، اہمیت قتال نہیں تو کیا ہے؟

صلوۃ الخوف کا بیان ہے آدھا لشکر امام کے ساتھ نماز پڑھے پھر جائے عمل کثیر سے نماز ٹوٹتی ہے لیکن میدان جہاد میں اس کی اجازت ہے، ایک یہ بھی ثابت ہوا کہ میدان کارزار گرم ہو تب بھی حتیٰ المقدور نماز نہ چھوڑی جائے گی، اگر میدان کارزار ایسا ہے کہ ساری فوج کو مقابلے میں ٹھہرانا مناسب ہے تو نماز قضا ہو جائے تو ہو جائے مگر قتال میں نقصان نہ آئے، اب اسے اہمیت قتال سے موسوم کروں تو بجا ہے یا نہیں؟ قصر کی تین صورتیں متصور ہو سکتی ہیں۔

(۱) قصر رکعات

(۲) قصر جماعت

(۳) قصر اوقات دو قرآن شریف سے ثابت ہیں اور تیسری حدیث سے۔

ادھوری نماز کا جبیرہ تسبیح وتہلیل

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا: یہ صلوۃ خوف ادھوری پڑھی ہے اب اس کی کمی پوری کرنے کو فرمایا کہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا اس سے مراد تسبیح وتہلیل ہے کہ اس کا جبیرہ نقصان یہی ہے کہ تم ہر حال میں خواہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر رب کو یاد کرو احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو ہر وقت یاد کرتے تھے کان رسول اللہ یذکر اللہ فی کل احیانہ (مسند احمد:۸، ۲۶۹) جب میدان جنگ سے واپس ہو کر تم مکمل طور پر مطمئن ہو جاؤ تو پھر معمول کے مطابق وہی نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر مقرر اوقات میں فرض ہے یعنی پانچوں نمازوں کے اوقات مقرر ہیں، حدیث میں ہے ان للصلوۃ اولاً وآخراً یہ نہیں جب مرضی ہو تو نماز پڑھو جب مرضی نہ ہو تو مت پڑھو ہر نماز کے لئے ایک وقت مقرر ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا احادیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

تحریض علی الجهاد

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا: اب تحریض علی الجهاد کا بیان ہو رہا ہے، مطلب یہ ہے کہ کافروں سے لڑنے کیلئے ہمت نہ ہارو خوب دلجمعی کے ساتھ اور جذبہ کے ساتھ ان کے ساتھ لڑو، جب ان کو آخرت کا یقین نہیں اور میدان میں آ رہے ہیں تو تمہیں جب یقین و امید ثواب بھی ہے تو ضرور لڑنا چاہیے اور تمہیں بعد از موت تو قعات بھی اجر کی ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں، اللہ تعالیٰ ان کے نصب العین اور تمہارے مقاصد کو بھی جانتا ہے کہ تم میدان میں اللہ کی رضا کے لئے آتے ہو اور وہ ملک و عزت کی خاطر میدان میں آتے ہیں تو خوب لڑو۔

رکوع 16

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ

بے شک ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے تاکہ تو لوگوں میں

ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ

انصاف کرے جو کچھ تمہیں اللہ سجھا دے اور تو بد دیانت لوگوں کی طرف سے

خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا

جھگڑنے والا نہ ہو۔ اور اللہ سے بخشش مانگ بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ

مہربان ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دل میں

أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾

دغا رکھتے ہیں جو شخص دغا باز گناہگار ہو بے شک اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ

یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب

وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَ

وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا ان کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور

كَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ

خدا ان کے (تمام) کاموں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہاں تم لوگوں نے ان

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

مجرموں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو جھگڑا کر لیا پھر قیامت کے دن

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ

ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا یا ان کا وکیل

وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ

کون ہو گا۔ اور جو کوئی برا فعل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر

يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ

اس کے بعد اللہ سے بخشوائے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے۔ اور جو کوئی

يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ط وَكَانَ

گناہ کرے سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے اور اللہ سب باتوں کا

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً

جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر کسی

اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا

بے گناہ پر تہمت لگا دے تو اس نے بڑے بہتان

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ ع

اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

رکوع (۱۶)

خلاصہ: اہل حل وعقد کو خوّان (خیانت کرنے والا) اور اثیم (گناہ کرنے والا) کی طرف داری نہیں کرنی چاہئے۔

ماخذ: اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ‌ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّـلۡخَآٮِٕنِيۡنَ خَصِيۡمًا (النساء:۱۰۵)

آیت کا ربط جہاد سے: افسران جنگ کو حکم

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ‌ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّـلۡخَآٮِٕنِيۡنَ خَصِيۡمًا: گزشتہ آیتوں سے جہاد کی بحث چلی آ رہی ہے اس لئے ربط کے لحاظ سے یہ خلاصہ قائم کیا، اللہ جل جلالہ ہر پہلو پر بحث کر رہے ہیں کتنی دفعات قانون جنگ کے مطابق اتاری ہیں، اگر افسر قوانین جنگ کی پابندی میں کمزوری جیسے امور سے پرہیز نہیں کرے گا تو اس پر ماتحتوں کا اعتماد نہیں رہے گا اور وہ اس کے اشارہ پر جان نہیں دیں گے، یہاں حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جا رہا ہے مگر تمام اہل حل وعقد قوم کے لیڈروں کو کہا جا رہا ہے کہ خوّان اور اثیم کی طرف داری نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ عطا فرمائی ہے اس کے مطابق اور اسی کی روشنی میں آپ خلق خدا کے تمام جھگڑوں کو نمٹائیں مگر کسی خائن کی طرفداری نہ ہونے پائے یعنی ان کی حمایت نہ کریں اگرچہ وہ اپنی صفائی میں کچھ پیش کریں بلکہ حق بات کی طرف داری کریں۔

خائن اور مجرم کی حمایت سے پورا نظام تباہ ہو جائے گا

وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا: اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو اہل حل وعقد کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور خائن کی حمایت نہ کریں، اللہ تعالیٰ خوان اور اثیم کو پسند نہیں کرتے، اگر افسر اعلیٰ ان کی حمایت کرے تو مخلصوں و ماتحتوں کی عقیدت، ان کا حوصلہ اور دل ٹوٹ جائیں گے کہ یہاں تو اخلاص نہیں بلکہ جانبداری ہے اور اگر عقیدت میں فرق آ جائے تو

سارے نظام میں فرق آ جائے گا اور سب کچھ بگڑ جائے گا اور اگر افسر کے بارہ میں عقیدت صحیح رہے تو نظام صحیح چلے گا۔

دل میں دغا کرنے والے لوگوں کے ساتھ مت جھگڑو

وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا: ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ یہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ان کی خیانت کا وبال انہیں کی جان پر ہے، پس انجام کار ہی انہوں نے خود اپنی جانوں کے حق میں خیانت کی تو اس وجہ سے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور سمجھایا جا رہا ہے کہ امت کو کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے پاک اور معصوم ہیں یعنی خیانت کرنے سے اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند بھی نہیں کرتے۔

آیت کا شان نزول اور شاہ ولی اللہ کی رائے

بعض مفسرین اکثر آیتوں کا کوئی نہ کوئی سبب نزول بتاتے ہیں جس کو شان نزول کہتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر آیت کا شان نزول ہونا ضروری نہیں ہے، شان نزول یہ ہے کہ وقعت الواقعة ثم نزلت الایة بحق تلك الواقعة (کہ کوئی واقعہ پیش آیا تو آیت اس کے بارہ میں نازل ہوئی) چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ۱۷۔۱۸ مقامات میں کسی واقعہ کی تخصیص کی ہے ورنہ ہر جگہ عام لیا ہے فرماتے ہیں کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بغیر وقوع واقعہ کے بھی مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں

یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا: یہ لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ رات کو چھپ کر اُس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور چوری کرتے ہیں اور لوگوں سے چھپ چھپ کے غلط کام کرواتے ہیں لیکن ان سارے اعمال کا اللہ تعالیٰ احاطہ کرنے والا ہے تو یہ آیت کریمہ نصیحت کیلئے کافی ہے کہ کوئی بھی آدمی کوئی کام کرے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے فعل پر آگاہ سمجھے کہ اس سے کوئی پردہ نہیں اور نہ کہ اس سے پوشیدہ ہے تو جب بھی کوئی کام کریں تو یہ آیت اپنے سامنے رکھیں۔

دنیا میں سفارشی آخرت میں کام نہ آئیں گے

هَاَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا: ہاں! تم لوگ ان مجرموں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو جھگڑتے ہو تو قیامت کے دن ان بدبختوں کی طرف سے کون جھگڑا کرے گا اور کون سفارش کرے گا؟ ان کا نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور نہ کوئی وکیل ہوگا، کیونکہ گناہوں کی وکالت کون کرے گا؟ تو کوئی ایسا نہیں کہ وہ بات کر سکے، ہاں! گناہوں کی سزاؤں سے بچنے کی ایک صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق و معاملہ درست کرلیں تب معافی ممکن ہے۔

تعلیمات قرآن میں رخنہ اندازی کی دو صورتیں

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا: اللہ تعالیٰ خود بھی توبہ قبول کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ کوئی طلب عفو کرے، اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم میں رخنہ ڈالنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ روحِ تعلیم اُڑا دی جائے مثلاً جہاد فرض قرار دیا گیا ہے تو ایک جماعت پیدا ہو کہ وہ جہاد کی فرضیت کو اُڑا دے تو یہ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا میں داخل ہوگا اور دوسری صورت یہ ہے کہ حکم کی صورت توڑ دی جائے تو یہ ظلم بنفسہٖ ہوگا مثلاً کوئی شخص باجماعت نماز پڑھنے میں نقص پیدا کر دے تو ان جیسے جرائم کا مرتکب بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اس میں سوء عام ہے اور ظلم خاص ہے۔

مرتکب گناہ کا وبال

وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا: کسب اثم میں سابقہ آیت والے دونوں جرم داخل ہیں ایسا مجرم گویا اپنے آپ کو تباہ کر رہا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو شخص گناہ کمائے گا تو وہ یقیناً اپنے اوپر اس کا وبال ڈالے گا۔ اس سے کسی دوسرے پر ضرر نہیں ہو گا تو یہاں کسب کا مطلب یہ ہے کہ جس سے آدمی اپنی ذات پر کوئی نفع کھینچ لا دے یا کچھ ضرر دور کرے اس واسطے اللہ کے افعال پر یہ لفظ صادق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے بدون غرض نفع یا دفع ضرر ہے۔

اپنے جرم کیلئے سلف کا سہارا لینا بہتان عظیم اور کھلا گناہ ہے

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا: يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً بے ارادہ غلطی کرے، اس سے صغیرہ گناہ مراد ہے اَوْ اِثْمًا دانستہ غلطی کرے تو اس سے کبیرہ گناہ مراد ہے، پھر یہ کہے کہ صاحب! ہمارے بزرگوں کا یہی طریقہ تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا؟ تو یہ شخص بہتان عظیم اور کھلے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس نے صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا، ایک تو اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگایا جو عصمت انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اُسے اِیسی حالت پر نہیں چھوڑتا۔

آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کی مخالفت نہیں بلکہ اطاعت کرنی چاہیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے ما انا علیہ واصحابی کے نقش قدم سے نہیں ہٹنا چاہئے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے) من اعرض عن ماانا علیہ واصحابی فھو مردود (اللھم لاتجعلنا منھم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک وہی ہے کہ خوّان واثیم کی طرفداری نہ کی جائے۔

رکوع 17

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا حالانکہ وہ اپنے سوا

يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ

کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ

حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا اور

الثلث

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ

اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔ ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی

نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ

نہیں ہوتی ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

تو یہ بھلی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو

فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ

ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ

بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے

سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾ ع ١٧/٣/١٤

اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

رکوع (۱۷)

خلاصہ: مومنین کو اپنے مسلک صحیح (حق) سے ہرگز نہیں ہٹنا چاہئے۔

ماخذ: وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء: ۱۱۳)

منافقین کے مکر وفریب سے حفاظت

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا: اگر تجھ پر اللہ کا فضل ورحمت نہ ہوتی تو منافقین کے ایک گروہ نے آپ کو صحیح مسلک سے پھسلانے کا فیصلہ کرلیا تھا وہ اپنا طرفدار بنا دیتا منافقین نے اپنی طرف سے سرتوڑ کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکروفریب سے محفوظ رکھا۔ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کرسکتے تھے اور وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اسی طرح اس کے ظاہری اسباب وحالات سے متاثر ہوجانے کی وجہ سے آپ پر کوئی الزام نہیں آتا۔

الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ سے مراد: قرآن وسنت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب وحکمت نازل کی ہے، کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے یعنی کتاب وحی جلی ہے اور حکمت وحی خفی ہے جس کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور معانی اور مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس حکمت اور دانش کا نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، تعلیم عام ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم ۳-۴) ''اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے، یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے''

بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرماتے ہیں وہ دین القاء الٰہی ہوگا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو وحی الٰہی سمجھتے ہیں اور اللہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا فضل ہے بلحاظ کتاب کے بھی یعنی تمام کتابوں سے افضل اور بلحاظ نبوت کے بھی اور اسی طرح بلحاظ امت کے بھی جو تمام امم سابقہ سے افضل ہے۔

خفیہ سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہوتی البتہ خفیہ نیکی کارآمد ہوگی

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا: ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی کیونکہ عام لوگ جن امور میں مشورہ کرتے ہیں اکثر بہتری سے خالی ہوتے ہیں، اس وجہ سے لَا خَيْرَ فرمایا مگر کوئی مشورہ جب پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کیا جائے تو یہ بھلی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی باتیں سب کی سب اس پر وبال ہیں کچھ اس کی کارآمد نہیں سوائے اس کے کہ معروف شرعی کا حکم کیا یا ممنوع شرعی سے منع کیا اور جو شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرے یعنی صدقہ دے رضائے الٰہی کی خاطر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے، ان سب کاموں کے کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم دینے کا وعدہ کیا ہے، شرط یہ ہے اس میں رضائے الٰہی ہو اگر رضائے الٰہی نہ ہو تو پھر یہ وعدہ ان کے لئے نہیں ہے۔

مسلمانوں کو مسلک رسول پر سختی سے کاربند رہنے کی تاکید

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا: ای ندخله فی الاخرة جهنم خلاصہ یہاں سے یہ نکل آیا کہ منافقین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش سے باز نہیں آتے تو باقی لوگوں کو کب چھوڑیں گے لہٰذا مسلمانوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلص جماعت کی اتباع سے ہرگز نہیں ہٹنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علیکم بالجماعة جماعت کو لازم پکڑو، جماعت کیساتھ رہو گے تو شرور وغیرہ سے محفوظ رہو گے، اسی طرح ایک اور حدیث ہے ید اللہ علی الجماعة یعنی جماعت کے سر پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس جماعت پر اللہ کا سایہ ہو اس کو کون گمراہ کرسکتا ہے؟

بہر حال! ہم ان منافقین کو جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے یہ اس کیلئے جو ناحق کی پیروی کریں اور مومنین کے خلاف راہ اختیار کریں تو دنیا میں ہم اس کو اس کی مرغوب چیز یعنی گمراہی کا والی کر دیں گے یعنی اس کے دل میں اس گمراہی کی خوبی وزینت ڈال دیں گے اور آخرت میں اُسے جہنم میں ڈال دیں گے تو حاصل یہ نکلا کہ دنیا میں اس نے کفر اختیار کیا تو ہم آخرت میں اس کو اس کے کفر میں رکھیں گے جس کے مؤاخذہ میں گرفتار ہوگا۔

حق تلفی ایک مہلک روحانی بیماری ہے

جس طرح انسان کے حق میں بعض جسمانی بیماریاں مہلک ہیں اسی طرح انسان کے حق میں بعض روحانی بیماریاں بھی مہلک ہیں جس طرح اس شخص کی جسمانی صحت ٹھیک سمجھی جاتی ہے جو کسی بھی خطرناک بیماری میں مبتلا نہ ہو اسی طرح روحانی صحت کے لیے تمام روحانی مہلک بیماریوں سے شفایافتہ ہونا ضروری ہے۔

روحانی مہلک بیماریوں کا بھی قبر میں ساتھ جانا

جسمانی مہلک بیماریاں مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں مثلاً دق، سل وغیرہ مگر روحانی مہلک بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جاتی ہیں اور قبر کو دوزخ کا گڑھا بنا دیتی ہیں اور پھر وہاں نہ کوئی مونس نہ غمخوار، نہ کوئی طبیب نہ کوئی علاج پھر اس روحانی مریض کا اندازہ لگائیے کہ اس کی بے قراری، پریشانی کتنی تکلیف دہ ہوگی اگر دنیا میں اسے ایسی تکلیف آتی تو کوئی بعید نہ تھا کہ اس غم میں گھٹ کر مر جاتا لیکن قبر کی روحانی زندگی میں موت بھی نہیں آئے گی خواہ کتنے عذاب الٰہی کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔

مہلک روحانی بیماریوں کا علاج

مہلک روحانی بیماریوں کی سزا سے بچنے کا فقط ایک ہی علاج ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں ان سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور شفایاب ہو کر قبر میں جائے۔

طریق علاج حقیقی روحانی مربی سے وابستگی نہ کہ بہروپیا سے

شفایابی حاصل کرنے کا طریق علاج یہ ہے کہ پہلے کسی عالم کتاب وسنت کی صحبت میں رہ کر ان بیماریوں کی تفصیل معلوم کرے۔ پھر کسی عامل کتاب وسنت کی صحبت اختیار کرے جس

کو اپنے روحانی مربیوں کی صحبت میں رہ کر اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرانے کی توفیق ہوئی ہو اور پھر اس کے مربیوں نے اس کی تکمیل کر کے اس کو خلق خدا کی روحانی اصلاح کے لیے مامور بھی کیا ہو۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ روحانی مربی کے لیے پہلی شرط قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تابعداری ہے، اگر اس میں یہ رنگ نہ پایا جائے تو وہ اصلی مربی نہیں ہوگا۔ بلکہ بہروپیا ہوگا کہ تصوف اور تزکیہ کے نام کو جلب زر کا ذریعہ بنا رہا ہوگا۔ اس لیے کسی شاعر نے فرمایا......

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

(کبھی کبھی شیطان بھی مشائخ کی شکل بنا لیتے ہیں پس ان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے بچو)

نسخہ شفا کی تین دوائیں

اصلی کھرے اور سچے روحانی مربی کی صحبت میں روحانی بیماریوں سے شفا پانے کیلئے فقط تین روحانی دوائیں استعمال کرنی پڑتی ہیں مربی کچھ تو اوراد و اشغال بتلائے گا، اس کے علاوہ اپنی باطنی توجہ طالب کے قلب پر کرتا رہے گا۔ مزید براں چونکہ طالب صادق کے دل میں اپنے شیخ کامل کی محبت ہوتی ہے اس لیے شیخ کی زبان مبارک سے جو بات طالب کی اصلاح کے لیے نکلتی ہے وہ طالب مولیٰ کے دل پر اس طرح لکھی جاتی ہے جس طرح نقش بر سنگ ہو۔ اسی لیے کسی شاعر نے کہا...... ع آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد

مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بعض افراد اس مہلک بیماری سے بچے ہوئے ہیں ان میں کئی مرد بھی ہوں گے اور کئی عورتیں بھی ہوں گی اور یہ بھی واقعہ ہے ان حضرات کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے جو اس موذی اور مہلک مرض میں مبتلا ہیں، میرا فرض یہ ہے کہ ان روحانی مریضوں کو اطلاع دوں تا کہ مرنے سے پہلے وہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں ورنہ اس گنہگار کی تبلیغ کا یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ یہ لوگ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے کہ ہم کو کسی نے ان امراض روحانی پر مطلع نہیں کیا تھا۔

کھرا اور سچا مسلمان

کھرا اور سچا مسلمان وہ ہوگا جو مذکورۃ الصدر سب حقداروں کے حقوق ادا کرے

جتنا حقداروں کے حق ادا کرنے میں ناقص ہوگا اتنے نمبر کا یہ کھوٹا مسلمان ہوگا۔ اے مسلمان! جب تمہیں ہر چیز کھری چاہئے، کھوٹی سے تمہیں نفرت ہے اگر تمہیں کوئی شخص کھوٹی چیز دے تو لینے سے انکار کرتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کو اپنی بہشت میں داخل کرنے کے لیے کھرے مسلمان نہیں چاہئیں۔ خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں؟ تو اہل ایمان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں جن چیزوں کی برائی بیان کی ہے کہ زنا کو بے حیائی کہہ رہا ہے، شراب اور جوئے کو شیطان کے کام فرمارہا ہے کیا پھر اپنی بہشت میں زانی مرداورزانی عورتوں، شراب خور مرد اور شراب خور عورتیں اور جوا کھیلنے والوں کو داخل کرلے گا؟ اور کوئی بعید نہیں کہ ایسے بے تمیزوں سے یہ فرمائے اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا (بنی اسرائیل: ١٤) ''اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے۔'' یعنی نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرے جو کام عمر بھر کئے تھے کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا، ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ ذرہ برابر عمل بلا کم وکاست اس میں موجود ہے۔

حق تلفی

شرک یہ ہے کہ انسان کو جو تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا چاہئے اسی قسم کا تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے مثلاً کسی کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا، روزی میں تنگی یا وسعت کرنے والا یا بیماری سے شفا دینے والا خیال کرے حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انسان کی ان تمام حاجتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کام آنے والا ہے، قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اکثر مسلمان شرک میں مبتلا ہیں کیونکہ انہیں توحید وشرک میں تمیز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی

مذکورۃ الصدر آیات میں حکم تو یہ ہوا تھا کہ مسلمان کو اپنی زندگی اور طرز عمل میں رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے اور اگر اس نمونہ کو اختیار نہ کیا تو دوزخ میں داخلہ کی اطلاع دی گئی تھی مگر بجز اللہ کے چند بندوں اور بندیوں کے، کیا مسلمانوں کی یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی نہیں ہے؟ پھر یہ تو قاعدہ ہے کہ وفادار اور بے وفا سے سلوک یکساں نہیں ہوا کرتا، اس شریعت محمدیہ کی مخالفت کرنے والوں کیلئے ابتدا میں جہنم کا داخلہ ہوگا، پھر دلوں میں ایمان باقی رہا ہوگا تو پھر شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے

بالآخر بہشت میں آجائیں گے۔اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی سے، جو لوگ نہیں ڈرتے وہ اور کس کی حق رسی اور دادرسی کا خیال رکھیں گے؟ چنانچہ مسلمانوں کی حالت دیکھ لیجئے کہ اکثر اولاد کے دلوں میں ماں باپ کا احترام نہیں ہے اور برادریوں میں اکثر حق تلفیوں کی شکایت پائی جاتی ہے۔لڑکی کا رشتہ مانا ہوا ہے مگر شادی کر کے نہیں دیتے،لڑکے والوں کے اصرار شدید کے باوجود رخصتی میں بہانے بنا رہے ہیں۔اس قسم کی مثالیں بھی بے شمار ہیں کہ خاوند آوارہ ہے جس عورت کے ساتھ ناجائز تعلق ہے تنخواہ اس کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے، بیوی بچے مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں،تجارت پیشہ ہیں تو بجز معدودے چند خدا کا خوف رکھنے والوں کے سوا اکثر فریب کار اور دھوکہ باز ہیں،اسی کا نتیجہ ہے کہ ملاوٹ والی چیز کو اصلی کہہ کر دیتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا مطلب

اہل سنت والجماعت جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسی طریقہ کے پابند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ہم اسی مقدس صحابہ کرامؓ والی جماعت کے پیروکار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف محبت سے مشرف تھے،اے مسلمان! تو ایمان سے کہہ اتنے لوگوں کی حق تلفیاں کر کے تمہیں یہ لقب (اہل سنت والجماعت) سجتا ہے اور اگر اس لقب کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے تو کیا یہ بھی ایک طرح کا فریب نہیں ہے؟ اور کیا اس مقدس لقب کا بہ حق تلفی نہیں ہے؟ سرکاری عہدہ داروں کو دیکھا جائے تو ان میں سے بھی بجز چند افراد کے جن کے دل میں خوف خدا ہے ورنہ اکثریت ایسوں کی ہے کہ وہ اپنی قوم کی بھی حق تلفی کرتے ہیں۔

رکوع 18

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اس کے سوا

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا

جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں

بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ وَإِنْ

جا پڑا۔ یہ لوگ اللہ کے سوا عورتوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف

يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ

شیطان سرکش کی عبادت کرتے ہیں۔ جس پر اللہ کی لعنت ہے اور شیطان نے

وقف لازم لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ ۙ

کہا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر لوں گا۔

وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور البتہ ضرور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور البتہ ضرور انہیں حکم کروں گا کہ

اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ

جانوروں کے کان چیریں اور البتہ ضرور انہیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں اور

يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ

جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا

خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ

وہ صریح نقصان میں جا پڑا۔ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ

اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے

وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿١٢١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اس سے کہیں بچنے کے لیے جگہ نہ پائیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور اچھے کام کیے انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ

نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ

اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے۔ نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے

وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ

اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر جو کوئی برائی کا کام کرے گا اس کی سزا دیا جائے گا

وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾

اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں پائے گا

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہے یا عورت درانحالیکہ وہ

مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ

ایماندار ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں

نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

کیے جائیں گے ۔اس شخص سے بہتر دین میں کون ہے جس نے اللہ کے حکم پر پیشانی رکھی

وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ

اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور ابراہیم حنیف کے دین کی پیروی کرے اور اللہ نے

اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى

ابراہیم کو خاص دوست بنا لیا ہے ۔اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع

زمین میں ہے اور اللہ سب چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

رکوع (۱۸)

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک سے ہٹنے والے شرک کے مرض میں مبتلا ہو کر شیطان لعین کے متبع ہوں گے۔

ماخذ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَ لِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (النساء:۱۱۶-۱۲۰)۔

تعلیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ دعوت الی التوحید

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا: پچھلے رکوع میں مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ثابت قدم رہنے کی تلقین ہوئی جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک سے ہٹا وہ شرک میں مبتلا ہوا توحید کا مسلک صرف آپ ہی کا مسلک ہے (جس کا منتہا دربار الہٰی ہے) توحید کی ضد شرک ہے کیونکہ اس نے دربار الہٰی کا راستہ چھوڑا جس کا منتہیٰ شرک ہے، میرے استاد محترم اس آیت وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء ۴: ۱۱۵) کے ضمن میں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نچوڑ دعوت الی التوحید ہے اور جو شخص یہ چھوڑے گا تو وہ شرک میں مبتلا ہوگا، شرک اور جہنم یہ لازم وملزوم ہیں، اس آیت کا ربط اگلی آیت سے یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ساری تعلیم کا حاصل بندے کو خدا سے ملانا ہے اور اُس کی مخالفت کرنے کا مقصد اُسے خدا کے دربار سے ہٹانا ہے اور یہ ہٹانا شرک ہے، اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ شرک برداشت نہیں کرتا۔

سو افراد کے قاتل کی مغفرت

سو آدمیوں کے قاتل کی مغفرت کا قصہ حدیث میں گزرا ہے، حدیث یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننادوے جانوں کو قتل کیا پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا، اُس کی ایک راہب کی طرف رہنمائی کی گئی وہ اُس کے پاس آیا تو کہنے لگا میں نے ننادوے جانوں کو قتل کیا ہے کیا اس کیلئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ اُس (راہب) نے کہا نہیں۔ پس! اُس نے اُس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے، پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی رہنمائی کی گئی اس نے کہا میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے، میری توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو اس نے کہا جی ہاں! اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے؟ تم اُس جگہ کی طرف جاؤ، وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بُری جگہ ہے، پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھا سفر طے کیا تو اُس کی موت واقع ہوگئی، پس اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے لڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ توبہ کرتا ہوا اور اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا، اُسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا تو اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیائش کر لو پس وہ دونوں میں سے جس زمین سے زیادہ قریب ہوا تو وہی اس کا حکم ہوگا، انہوں نے زمین کو ناپا تو اُسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا حسن رحمہ اللہ نے کہا ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کر لیا تھا جہاں سے وہ چلا تھا۔

شرک کے ناقابل معافی ہونے کی ایک مثال

قتل جو اکبر الکبائر میں شامل ہے وہ معاف ہوتا ہے مگر شرک معاف نہیں ہوگا، اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں انسان غیر اللہ سے وہ تعلق رکھے جو اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہیے تھا یعنی

بندگی کا، تو یہی شرک ہے، شرک کی مثال سمجھانے کے لئے میاں بیوی کے تعلق سے زیادہ اچھی مثال نہیں ملتی، مرد عورت کی ہر خطاء، ہر غلطی، سخت مزاجی اور ہٹ دھرمی برداشت کرسکتا ہے مگر عورت کے ساتھ غیر کی شرکت ہرگز گوارا نہیں ہوتی یہی مثال توحید وشرک کی ہے اے حقیر مٹی! اور مَاءٍ مَّهِيْنٍ سے پیدا ہونے والو! خود غیرتی بنتے ہو تو خدا غیرتی نہ ہو؟

قرآن کریم کی خاصیتیں

لکل شئ خاصة وللقرآن خواص عديدة .والخاصة الاولىٰ للقرآن الامتياز بين التوحيد والشرك ومن لم يتدبر في القرآن فلايحصل له الفرق بين الشرك والتوحيد لان التوحيد والمعرفة لايحصل الابالقرآن ہر چیز کی خاصیت ہوتی ہے، قرآن کے متعدد خواص ہیں، پہلی خاصیت توحید اور شرک میں امتیاز کرانا ہے اور جس نے قرآن کریم میں تدبر نہ کیا تو وہ توحید اور شرک میں فرق نہ کرسکے گا کیونکہ توحید کی پہچان صرف قرآن سے ہوسکتی ہے، قرآن تو آنکھیں کھول دیتا ہے کہ خدا کیا ہے؟ حالانکہ کچھ خدا کے بھی خصوصی تعلقات بندے کے ساتھ ہیں یا کہ نہیں؟ لَاتَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (حم سجدة:٣٧) ''سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس ذات کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرنا چاہو۔''

اللہ تعالیٰ رازق ہے روٹیوں کے بند ہونے کا خوف نہ کرو، تم نے یہ سب چیزیں حدیثوں کی کتابوں میں پڑھی ہیں؟ اللہ تعالیٰ اولیاء کی قبر کو بہشت کا باغ بنادے گا اور جہنم کا دروازہ بند اور جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔

کچھ نام نہاد پیروں کی سرزنش

لاہوریوں سے پوچھو کہ احمد علی یہ کہتا ہے، متن میں کہتا ہوں، شرح اس کی ساری لاہور کے پیروں سے پوچھو، اب سجدہ کرانے والے ''لاہور شریف'' میں ہیں کہ نہیں حالانکہ

آں چہ شیراں راکند روبا مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

خدا پر اعتماد نہیں ہے کہ خدا رازق ہے مسجدیں چھن جائیں گی، تم جہنم میں لوگوں کو بھیج دیتے ہو تم سب کے آگے ہوگے۔ قوالی شریف میں ڈھولکو لاتے ہو یہ ان کے قوال ہیں، کیا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام ابوحنیفہ طبلے بجاتے تھے؟ (نعوذ باللہ) تمہیں خوف نہیں آتا پھر حنفی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہو، کیا امام ابوحنیفہ قبر پرست تھے؟ کیا ما انا علیہ و اصحابی یہ چیز تھی کہ قبروں کو سجدہ کرو، طبلے بجاؤ؟ کیا شیخ عبدالقادر جیلانی یہ کرتے تھے؟ جاہل ٹھیک ہو جاتا ہے مولوی نہیں ٹھیک ہوتے میں خود بھی قادری ہوں، یہ جن کے نام پر گیارہویں کرتے ہیں، کہتے ہیں یہ وہابی ہیں، قوالی شریف کے قائل نہیں، اللہ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو لعن اللّٰہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبورانبیاء ھم مساجد ہمارا کیا ہے؟ اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، ایک چیز (روٹی وعزت) انہیں حق کہنے نہیں دیتی، یہ اسلام کے نام کو بدنام کرنے والے خلق خدا کو گمراہ کررہے ہیں، کئی کئی حملے مجھ پر ہوئے یہ لاہور اور قرآن کئی مرحلے طے کر کے اس حد تک پہنچے ہیں اور رہیں گے تو حق تمہیں کہیں گے، خواہ چھوڑ دو یا لڑو۔

تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ

خلاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا یہ نکلا کہ انقطاع عن الغیر و وصول الی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہدایت دیوے، مسلمان کے لفظ سے میری محبت ہے میں کسی کا بدخواہ نہیں ہوں لیکن آپ حیران ہوں گے جو قرآن کو غور وتدبر وتفکر سے اور آنکھیں کھول کر نہیں پڑھتے تو شیطان انہیں کہیں نہ کہیں بہکائے گا، قرآن مجید کو سمجھنے کی تمیز نہ ہوگی، توحید کا نور نہیں ہوگا، یاد رکھو! شیطان بڑا لعین ہے وہ ایسا خبیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد میں حملہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل نے چاہا کہ باندھ لوں مگر اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آیا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص: ۳۵) وہ انبیاء علیہم السلام کو نہیں چھوڑتا تو ہم کس شمار میں ہیں جو بہتر (۷۲) فرقے ہیں وہ تو مولانا وبالفضل اولانا اور صاحبزادے سجادہ نشین بناتے ہیں یا تو خود علم حاصل کرو یا ان کے ساتھ تعلق رکھو، جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں سنۃ خیر الانام ہے، جب خدا سے انسان کٹ جائے تو وہ بعید تر ہو جاتا ہے ضَلٰلًا بَعِیْدًا اور جو اتنی دور جا پڑے تو رحمت ومغفرت کا کیسے مستحق ہوسکتا ہے۔

معبود بھی عورتوں کے نام والے کو بنایا

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا: اول مخاطب قرآن عرب

ہیں اور ان میں اولین مخاطب مشرکین مکہ ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ان لوگوں نے اپنے لئے لڑکے چن لئے ہیں اور خدا کے لئے کروڑوں، اربوں بیٹیاں عجیب عقل ودماغ ہے، اپنا معبود اللہ کے سوا بنایا بھی تو ان بتوں کو بھی عورتوں کے نام سے نامزد رکھا جیسے عزیٰ، لات، ومنات، نائلہ۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

جب خدا سے تعلق ٹوٹے گا تو عقل اس حد تک اندھی ہو جائے گی اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کا دامن پاک ہے شیطان ان کے نام سے گمراہ کراتا ہے ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًاۢ بُوْرًا (الفرقان:۱۷،۱۸) کیا تم ہی نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود راستہ بھول گئے تھے، کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک آسودگی دی تھی کہ وہ یاد کرنا بھول گئے اور یہ لوگ تباہ ہونے والے تھے، فرشتے اپنی برأت کا اظہار کریں گے کہ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (السباء:۴۰) شیطان شرک کا موجب بنتا ہے یہ لوگ مسلک صحیح پر نہیں چلتے اور مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں اور خیال بہشت جانے کا ہے......

ع این خیال است ومحال است وجنوں

ابلیس کے بہکاوے میں الٹے سیدھے کام

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا: یہ دراصل شیطان ملعون کے پیرو ہیں اور شیطان نے کہا جب وہ ملعون ہوا کہ اے اللہ! میں تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر کرلوں گا یعنی ایک حصہ کاٹ لوں گا اور اس کو اپنی فرمانبرداری کی طرف دعوت دوں گا، پس ان میں سے جو بدبخت ہیں وہ شیطان کے فرمانبردار ہوجائیں گے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہونگے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ سے قیامت کے روز اللہ فرمائے گا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کی طرف بھیجے جانے والے نکال دو تو آدمؑ عرض کرینگے کہ اے میرے پروردگار! کس قدر؟ تو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نوسوننانوے ہیں، اپنا وعدہ اُن پر سچا کر رہا ہے لیکن اللہ نے ان کو اپنی رحمت خاصہ سے دور پھینک دیا ہے

شیطان کو دوست بنانے والے خسارے میں

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا: وہ پہلے ہی کہہ گیا تھا کہ میں اپنے تبع انسانوں سے جو الٹا سیدھا کام چاہوں گا کرالوں گا اور انہیں امید دلاؤں گا اور انہیں ضرور حکم کروں گا کہ جانوروں کے کان چیریں البتہ انہیں ضرور حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدل دیں اس سے مراد دین الٰہی ہے یعنی حلال وحرام میں تمیز ختم کرنا لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ(الروم: ۳۰) اسی طرح حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بندوں کو خلفاء پیدا کیا، پس شیطان نے آ کر اُن کو اِن کے دین سے بہکایا اور جو میں نے اِن کے واسطے حلال کیا وہ اُن پر حرام کرایا اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا وہ صریح نقصان میں جا پڑا، یہ لوگ دراصل اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں ایسے لوگ خسارہ اٹھائیں گے۔

خلق اللہ یا احکام الٰہی میں تغیر وتبدل: رسوم جاہلیت

کافروں کے ہاں رواج تھا کہ گائے، اونٹ، بکری کا بچہ بت کے نام کر دیتے اور اس کا کان چیر کر یا اس کے کان میں نشانی ڈال کر چھوڑ دیتے اور صورت بدلنا جیسے خوجہ کرنا یا بدن کو سوئی سے گود کر تل بنانا یا نیلا داغ دینا یا بچوں کے سر پر چوٹیاں رکھنا کسی کے نام کی، مسلمانوں کو ان کاموں سے بچنا ضروری ہے، داڑھی منڈوانا بھی اِسی تغیر میں داخل ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جتنے احکام ہیں ان میں تغیر کرنا بہت سخت بات ہے جو چیز اس نے حلال کر دی اس کو حرام کرنا یا حرام کو حلال کرنا اسلام سے نکال دیتا ہے تو جو کوئی ان باتوں میں مبتلا ہو، اُس کو یقین کر لینا چاہئے کہ میں شیطان کے مقررہ حصے میں داخل ہوں۔

شیطان کا لوگوں کو ورغلانا

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا: شیطان انہیں فریب دیتا ہے اور باطل آرزوؤں میں الجھاتا ہے کہ اعمال نیک وبد پر ثواب وعذاب ہونا کچھ نہیں دنیا میں جو چاہو کرو کوئی پوچھنے والا نہیں، چنانچہ اہل کفر تقریباً ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

وَ نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (المومنون :۳۷) اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے تو جب قیامت قائم ہو جائے گی تو حق و باطل جدا کیا جائے گا، اس وقت شیطان کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے باطل وعدہ کیا تھا اور میں نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی صرف بہکایا اور تم میرے بہکاوے میں آگئے اب تم صرف اپنے آپ کو ملامت کرو۔

شیطان کی دوستی اختیار کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا: جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور شیطان کی دوستی اختیار کرتا ہے تو ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور جو اس کے بہکاوے میں آئے تو وہ لوگ دوزخ کی آگ سے بچ نہیں سکیں گے۔

بہکاوے سے بچنے والوں کی جزا

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا: جو لوگ شیطان کے فریب سے بچ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن گئے وہ جزا پائیں گے یعنی ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے وہ کبھی نہیں نکالے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ نیک اعمال والوں کو اتنے انعامات سے نوازیں گے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان اصدق الحدیث کتاب اللہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی فرمانبرداری کرنا عذاب کا ذریعہ ہے۔

برائی کا مرتکب سزا کا مستحق

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَ لَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا: فرمایا کہ نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر یعنی دین کا مدار اس پر نہیں کہ زبان سے کہو اور دل میں اپنی خواہش کی صورتیں جیسی چاہو گھڑ و بلکہ تصدیق وہ ہے جو دل میں جم جاوے فقط زبانی دعویٰ سے کچھ نہیں، مشرکین کا یہ دعویٰ کہ جزا و ثواب، حشر و عذاب کچھ نہیں ہے اور بت ہماری سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس وجہ سے فرمایا کہ ان کی امیدوں پر مدار مت رکھو، خدا تعالیٰ کے ہاں یہ قانون ہے کہ جو برائی کرے گا سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے گا، خواہ مسلمان کہلائے یا یہودی یا نصرانی اور سوءا سے مطلق

برائی بھی اور ربط کے لحاظ سے شرک بھی لیا جا سکتا ہے اور یہی مراد بھی ہے مگر افسوس اے بدقسمت لاہور یوا چودہ لاکھ میں ایک نہیں کہ مسند نبوی پر درس دے، پس تو اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں پائے گا کہ وہ اللہ کے عذاب سے تجھے بچائے۔

قانون الٰہی

اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کی دھمکی اس لئے دی گئی ہے کہ جو بادشاہ اپنے نافرمانوں کو سزا نہیں دے گا اس کے ملک میں اس کی حکومت چل ہی نہیں سکتی۔

بعض نفوس سبعیہ

حضرت مولانا ومقتدانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی فرماتے ہیں کہ انسانوں میں بعض نفوس سبعیہ (درندہ صفت) ہوتے ہیں یعنی شکل میں تو وہ انسان ہی ہوتے ہیں مگر ان کے اندر درندوں کی صفت ہوتی ہے کہ جس کمزور کو دیکھا اسے دکھ دینا شروع کر دیا اور اس کمزوری کی تکلیف اور دکھ کو وہ درندوں کی طرح ذرا بھی محسوس نہیں کرتا پھر حاکم وقت کا فرض ہوتا ہے کہ اپنی طاقت سے ان درندہ صفت انسانوں کو عبرتناک سزا دے تاکہ کمزور اور بے بس انسان بھی اس کی مملکت میں چین سے زندگی بسر کریں، اسی قاعدے کی بنا پر احکم الحاکمین نے بھی اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں اعلان فرما دیا ہے کہ جو شخص بھی برے کام کرے گا وہ سزا پائے گا وَ مَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (النساء:۱۱۱) ''اور جو کوئی گناہ کرے سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے اور اللہ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے۔'' یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اس کی زد اسی پر پڑے گی یعنی اس کی سزا بھی اسی کو بھگتنی پڑے گی، یہ نہیں ہو سکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

مجرموں کا بے نتیجہ اقرار

اللہ تعالیٰ کی کیا عجیب قدرت ہے کہ قیامت کے دن مجرم خود اپنے مجرم ہونے کا اقرار کریں گے مگر اس دن کا اقرار کس کام کا یہ اقرار تب مفید تھا کہ عذاب الٰہی دیکھنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام یا انبیاء علیہم السلام کی طرف سے آنے والے مبلغوں کی بات کو مان لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے مذکورۃ الصدر اعلانات سے یہ چیز تو صاف ہو گئی کہ بارگاہ الٰہی سے مجرموں کو سزا ملے گی۔

انسان کے جرموں کی نوعیت

اب یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ انسانوں کے جرموں کی نوعیت کیا ہوگی، ہر انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں ایک وہ حقوق جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور دوسرے وہ حقوق جن کا تعلق انسانوں سے ہے لہٰذا انسان دونوں قسم کے حقوق میں سے جس کی حق تلفی کرے گا مجرم قرار دیا جائے گا اور سزا کا مستحق ہو جائے گا۔

مسلمان سے عقیدت

مسلمانوں کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان بھی شرک کو شرک سمجھ کر نہیں کرتا، یا کفر کو کفر سمجھ کر نہیں کرتا، شرک اور کفر کا الزام تو اس پر وہ لوگ لگاتے ہیں جن کے سینہ میں نور قرآن ہے، ہاں! یہ چیز ضروری ہے اگرچہ شرک کو شرک یا کفر کو کفر سمجھ کر نہ کریں مگر قانون الٰہی کی زد میں ضرور آئیں گے اور شرک اور کفر کی سزا ضرور پائیں گے، مثلاً اگر کوئی شخص زہر کو زہر سمجھ کر نہ کھائے تو بھی زہر اپنا اثر دکھائے گا اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائیگا، البتہ بے خبری میں کھانے کے باعث اسے خودکشی کا مجرم تو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب وہ لوگ شرک کو شرک اور کفر کو کفر سمجھ کر نہیں کرتے تو پھر انہیں دوزخ کی سزا کیوں دی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا ہے اور اس میں مذہب اسلام کے متعلق تمام ضروری ہدایات موجود ہیں۔ پھر کیا ان مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض نہیں تھا کہ کسی عالم دین کے پاس جاتے اور اس سے جا کر دین سیکھتے، ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ ہر چیز سیکھنے سے ہی آتی ہے اسی لیے ہر مسلمان جو کام بھی کرنا چاہتا ہے اسے پہلے استاد سے سیکھتا ہے۔ اگر جوتا گانٹھنے کے لیے استاد کی ضرورت ہے۔ سر منڈھوانے کے لیے حجام سے سیکھنے کی ضرورت ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا نازل کردہ مذہب اسلام کو کسی عالم سے سیکھنے کی ضرورت نہ تھی؟ تعلیم اسلام سے یہ بے توجہی اور یہ لاپروائی ایک بہت بڑا جرم ہے جو ان لوگوں نے کیا۔

حرام خوری کا نتیجہ

جو شخص بھی حرام کی غذا کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کر لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ لاہور میں اکثریت بے دینوں اور اعمال بد کرنے والوں کی ہے اور حرام خوری کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اولاد، دیانتدار اور بھلی مانس نہیں ہوتی حرام کی خوراک کے باعث حرام کے بچوں کا برے کاموں کی طرف طبعی میلان زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں، رشوت خور، سرکاری عہدہ داروں، بددیانت کارخانہ داروں، دغاباز دکانداروں کی اولاد عموماً بدکار اور عیاش ہوتی ہے۔

کامل ایمان رکھنے والوں کا ٹھکانا جنت

وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا: جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمانِ صحیح رکھتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں خواہ وہ مردوں میں ہوں یا عورتوں میں تو جنت انہی لوگوں کا ٹھکانا ہے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نمونہ ملت ابراہیمی

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا: ماسوئی سے ہٹ کر ایک خدا سے جڑنا یہی اصل دین ہے، صرف زبان سے کہنا دین نہیں وَ هُوَ مُحْسِنٌ بلکہ عملی جامہ پہنا کر دکھائے اور اس کیلئے نمونہ ملت ابراہیمی ہے جو ملت اسلام سے موافق ہے، پس اسلام یہی ہے کہ ملت ابراہیمی سے موافق ہو تو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ کا معنیٰ اعتقاد صحیح ہونا ہے، مسلمان وہ ہے کہ ایمان لا کر احکام خداوندی پر ایسا عمل کرے، جیسا میت نہلانے والے کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔

احسن اور سوہنے دین والا کون؟

جو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے جگائے تو جاگے، سلائے تو سوئے، چلائے تو چلے، بٹھائے تو بیٹھے، کھلائے تو کھائے، جس چیز سے منع کرے تو نہ کھائے نہ پئے اور ہر حالت میں نیت بھی اچھی ہو تو احسن اور سوہنے دین والا کون ہے؟ اس کے ذیل میں میں پوچھتا ہوں کہ اہل علم

حضرات بھی ذرا اس آیت پر اپنے آپکو جانچ کر کے دکھائیں کہ کیا ان میں بھی جان سپردگی ہے؟
اگر ہے تو پھر چندوں میں یہ تمیز ہے کہ سود خور سے نہ لیا جائے یا جس گھر میں یتیم ہوں ان سے بھی
نہ لیا جائے بس ملا تو چاہے جیسا مال ہو لے لیا جائے، چاہے گیارویں ہو، تیجہ ہو، مردے کے کور
کیلئے حلوا ہو سب لے کر ہڑپ کر ڈالا اور تزکیہ نہیں ہوا، ورنہ سنئے! حضرت امروٹیؒ کے لئے کسی
نے دعوت کی تو چل پڑے کیونکہ اللہ والے تو اللہ کے حکم ونام پر چل ہی پڑتے ہیں، جب کھانا
شروع کیا تو میزبان کہنے لگا کہ ہے تو گیارہویں کی روٹی تو حضرت مرحوم نے ہاتھ واپس کھینچ لیا تو
میزبان نے کہا کہ اچھا حضرت! میں اس خیال سے باز آجاتا ہوں یہ کھانا صرف اللہ کے لئے ہے
تو حضرت نے کھانا شروع کیا پھر چند لقموں کے بعد کہا کہ یہ تو اللہ کے لئے ہے تو گیارہویں تو
حضرت رک گئے، دو تین مرتبہ ایسا کیا مگر گیارہویں کا نام جب صاحب دعوت لیتا تو حضرت رُک
جاتے کیونکہ سمجھتے تھے کہ ان جاہلوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ گیارہویں ہم نہ دیں تو رزق میں کمی
آجائے گی۔

خلیل کا معنی محبت میں خلل ورخنہ نہ ہونا

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خالص دوست بنالیا ہے جو اللہ تعالیٰ ہی سے محبت
رکھتا تھا یہاں تک کہ اپنے بیٹے کو بھی بحکم الٰہی ذبح کرنے کا مصمم قصد کرلیا تھا یہ خالص محبت ہے
اور خلیل کا معنی بھی یہی ہے کہ جس کے محبت میں کوئی خلل ورخنہ نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیل بنایا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔

زمین وآسمان کا مالک اللہ ہی ہے

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا: جس وقت ہم
ابراہیم علیہ السلام کے تابع ہو گئے اور ابراہیمؑ خدا کے خلیل ہیں تو گویا ہم نے اپنے اپنے ارادوں کو
فنافی اللہ کردیا لہٰذا زمین اور آسمان ہماری حمایت کریں گے کیونکہ ان چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ
ہی ہے اور اس کی طرف سب کو لوٹنا ہے، اب اگر انسان اس کے ساتھ خود بخود دوستانہ تعلق پیدا
کرلے تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔

رکوع 19

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ

اور تجھ سے عورتوں کے نکاح کی رخصت مانگتے ہیں کہہ دے اللہ تمہیں ان کی اجازت دیتا ہے

وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ

اور وہ جو تمہیں قرآن سنایا جاتا ہے سو ان یتیم عورتوں کا حکم ہے

الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ اَنْ

جنہیں تم نہیں دیتے جو ان کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور چاہتے ہو

تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ

کہ ان سے نکاح کرو اور کمزور لڑکوں کے بارے میں ہے اور یہ کہ

تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ

یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو تم نیکی کرو گے پس

اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ

تحقیق اللہ اسے جاننے والا ہے۔ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے لڑنے یا

بَعْلِهَا نُشُوزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

منہ پھیرنے سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں

يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۗ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَاُحْضِرَتِ

کسی طرح صلح کر لیں اور یہ صلح بہتر ہے اور دلوں میں حرص

الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے موجود ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا

اعمال کی پوری خبر ہے۔ اور تم عورتوں کو ہرگز برابر نہیں رکھ سکو گے

بَیْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ

اگر چہ اس کی حرص کرو سو تم بالکل ہی ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ

فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

دوسری عورت کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ

بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں

كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا ﴿۱۳۰﴾

تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے پروا کر دے گا اور اللہ وسعت کرنے والا حکمت والا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ

اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے

وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اور ہم نے پہلی کتاب والوں کو اور تمہیں حکم دیا ہے کہ

وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا

اللہ سے ڈرو اور اگر ناشکری کرو گے تو جو کچھ آسمانوں میں ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے پرواہ

حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ

تعریف کیا ہوا ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں سب اللہ ہی کا ہے اور

كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا

اللہ کارساز کافی ہے۔ اگر چاہے تو اے لوگو تمہیں لے جائے

النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

اور اوروں کو لے آئے اور اللہ اس پر

قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

قادر ہے۔ جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اللہ کے ہاں

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا

دنیا اور آخرت کا ثواب ہے اور اللہ سننے والا

۱۹ ع ۸ ۱۲ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

دیکھنے والا ہے۔

رکوع (۱۹)

خلاصہ: مسائل ملک داری

ماخذ: (۱) وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا (النساء:۱۲۷)

(۲) وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۱۲۸)

(۳) وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:۱۲۹)

(۴) وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا (النساء:۱۳۰)

سیاست مدنیہ ملک گیری و ملک داری

مسائل ملک داری کی تفصیل سورت بقرہ میں گزر چکی ہے اسے پیش نظر رکھا جائے، سورت بقرہ میں اصلاح عرب پیش نظر ہے، اس میں تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ کے دو باب ہیں، آٹھویں رکوع کے نصف اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ

بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا (النساء: ۵۸) سے سیاست مدنیہ کا باب شروع ہوتا ہے اور اس کے بھی دو حصے ہیں ملک گیری و ملک داری یہاں تک ملک گیری تھا اور اب آگے سے ملک داری آ رہی ہے مسائل ملک داری کی جو تمہید میں نے سورت بقرہ میں بضمن كللم راع وكلكم مسئول عن رعيته الامام راع ومسئول عن رعيته والرجل راع فی اهله وهو مسئول عن رعيته والمرأة راعية فی بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها والخادم راع فی مال سيده ومسئول عن رعيته قال وحسبت ان قد قال والرجل راع فی مال ابيه ومسئول عن رعيته وكلكم راع ومسئول عن رعيته (البخاری ح :۸۵۳) ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا، امام نگران ہے اور اس سے رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا اور تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

راعی صغیر و کبیر کی کشیدگی میں ایک ہی طرح قانون سے رہنمائی

راعی صغیر و راعی کبیر کے تعلقات کی کشیدگی و اصلاح میں ایک ہی طرح قانون رائج کیا جا سکتا ہے اور مشابہت ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے لی تھی والمسائل المستنبطة بالاعتبار والتاويل ہیں ولايقال لها التفسير فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر ہر آیت کے ہر فقرے سے سیاسی مسائل کا اعتبار ضروری نہیں جہاں سے مناسب ہو وہاں نشاندہی ہوگی کہ اس آیت کے اس حصے سے فلاں سیاسی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔

یتیم کی طرح رعایا پر بھی پوری شفقت سے حکومت کی جائے

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا: اے نبی! تجھ سے عورتوں کے مہر اور میراث کے بارے میں حکم پوچھتے ہیں، کہہ دے اللہ تمہیں ان کی اجازت دیتا ہے اور وہ جو تمہیں قرآن میں سنایا جاتا ہے یعنی تمہیں اس سے پہلے تلاوت کی گئی ہے يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۱) وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا (النساء: ٤) جس طرح یتیم لڑکیوں کو نکاح میں لا کر عدل وانصاف کا لحاظ لازمی ہے تاکہ ان پر کوئی تعدی اور ظلم نہ ہونے پائے تو اسی طرح رعایا پر بھی پوری شفقت سے حکومت کی جائے جس میں بے انصافی کی بو نہ آنے پائے، ایسا نہ ہو کہ صرف اپنی مطلب برآری کے لئے عہدہ اپنے پاس رکھے بلکہ اس میں قوم کی بہبود کا بھی خیال رکھے۔

یتیموں کا کفیل اور قوموں کا راعی دونوں کا انصاف کا پابند ہونا

فرمایا کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو، یہاں سے ایک مسئلہ مستنبط ہوتا ہے جس طرح ایک شخص یتیم کا کفیل بن جاتا ہے اسی طرح ایک شخص مختلف قوموں کا راعی وسرپرست وسربراہ بنتا ہے جس طرح یتامیٰ کے ساتھ انصاف برتنے کا حکم ہے اسی طرح راعی کو تمام مختلف الانواع والاقوام رعایا کے ساتھ رعایت وانصاف کرنا ہوگا، ذمی بھی اسلامی حکومت میں رہ سکتے ہیں۔

مسلم اور غیر مسلم رعیت میں برابر کا سلوک

سلطنت اسلامیہ میں غیر مسلم اقوام نصاریٰ، یہود وہنود بھی رہ سکتے ہیں، راعی کبیر تمام اقوام کے ساتھ سے انصاف کا سلوک کرنے کا ذمہ دار ہے، اس ایک لفظ سے خدا جانے کتنے مرحلے طے ہوجائیں گے، مثلاً واٹر ورکس (پانی، بجلی گیس وغیرہ) ہے تو غیر مسلم کو بھی مسلمانوں کی طرح دینا پڑے گا وکذلك ضروریات اخری للحیاۃ مثلاً مسجدیں حکومت بنائے گی اور مندر و گرجوں کی حفاظت بھی کرے گی۔ دین کا مسئلہ الگ ہے تم کلمہ وقرآن پڑھتے ہو وہ (ذمی) نہیں پڑھتے مگر مابہ البقاء والحیاۃ (لازمی ضروریات زندگی) کو تو تمہیں مہیا کرنا پڑے گا، ان کو مساوی درجہ دینا پڑے گا اور عقل بھی یہی چاہتی ہے اور جو تم نیکی کروگے اللہ اسے خوب جانتے ہیں، پس اگر تم یتیم بچیوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہو اور اچھی جگہ بھی ان کیلئے مہیا کرتے ہو اور ان کے مال میں تصرف بھی نہیں کرتے تو اللہ تمہاری اس نیک نیتی اور بھلائی سے خوب واقف ہے اس کی تمہیں ضرور جزا دے گا۔

زوجین کا معاہدۂ ازدواجی وراعی اور رعایا کا شرائط میں ترمیم کیلئے مصالحت وطریقہ کار

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا: اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے لڑنے یا منہ پھیرنے سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے سرکشی کرنے اور جدا کرنے سے کیونکہ صلح کرنا نیکی اور خیر کا کام ہے اور خصومات اور جھگڑے بری بات ہے تو اس سے بھی ایک مسئلہ مستنبط ہوتا ہے، زوجین کا باہمی معاملہ ''معاہدہ ازدواجی'' ایسا ہے جیسا راعی ورعایا کا معاہدہ اگر ازدواجی تعلقات اور معاہدہ کے بعد کچھ مناقشات پیدا ہوں تو شرائط میں ترمیم واضافہ کر کے ان کے درمیان صلح کرانا اچھا ہے۔

اسی طرح راعی اور رعایا میں اگر اختلاف ہو تو صلح بہتر ہے۔ صلح کا طریقہ یہ ہے کہ جانبین تھوڑا نرم ہو جائیں اس لئے صلح کرتے وقت جانبین میں ہر ایک کو نرم ہونا چاہئے کیونکہ ہر ایک کی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ میرا مطلب پورا ہو جائے اور اس کے مدعا میں کوئی فرق نہ آجائے، اسی طرح نکاح میں اگر عورت کے بعض حقوق چھوڑنے سے میاں بیوی میں اتفاق رہ سکتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً (دوسرے کے حقوق میں تخفیف) مہر میں کمی یا اضافہ یا نفقہ میں کمی اور زیادتی وغیرہ اسی طرح جب راعی اور رعایا کا باہمی تعلق پیدا ہوا اور ایک چیز پر معاملہ طے ہوا، اب دیکھا تو راعی اچھا نکلا یا رعایا اچھی نکلی تو معاہدہ تنخواہ وغیرہ میں کمی بیشی کر سکتے ہیں، مصالحت بعد المعاہدہ ہو سکتی ہے یہاں بھی ایک دوسرے کے حقوق میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

ہر نفس میں حرص کی موجودگی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کے طبائع میں حرص وبخل رکھی گئی ہے، قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شخص میں کمزوری ہوتی ہے اور اسی طرح ہر شخص کی خوبی سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور نقائص کو نظر انداز کیا جائے تو راعی کی خوبیوں کو دیکھنا چاہئے، ماقبل میں صلح کی طرف رغبت دلائی ہے اب فرمایا وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ''ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ فائدہ ہو عورت اپنا فائدہ اور شوہر اپنا فائدہ ڈھونڈتا ہے'' که نفس هر کسی می خواهد که نفع مار ازیاده می آید بمقابل ما، زن نفع خویش را زیاده میخواهد وشوهر نفع خویش را

شوہر، بیوی، راعی و رعایا سب کا حسن سلوک کو مدنظر رکھنا

اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صلح کرلیں بحسب حال مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کو تنگ نہ کریں، اللہ سے ڈریں کیونکہ وہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے، حسن سلوک کو مدنظر رکھو، تعلقات کا تعین ہونے کے بعد آپس میں احسان کو مدنظر رکھا جائے کہ دوسرے کے ساتھ حسن سلوک رہے، مثلاً عورت مہر میں کمی کردے یا شوہر عورت کے مہر کو بڑھا دے کیونکہ وہ بھی اپنے محلہ کی عورتوں کی ہم پلہ ہے۔

الاعتبار والتاویل

اس آیت میں مسئلہ مستنبطہ الاعتبار والتاویل یہ ہے کہ اگر راعی اور رعایا کے درمیان کشیدگی ہوجائے، مثلاً رعایا نے راعی کے ساتھ پانچ سو روپے کا وعدہ کیا تھا مگر آغاز کار کے بعد رعایا کہتی ہے کہ بھائی پانچ سو ہم ادا نہیں کرسکتے اور راعی کہتا ہے کہ پھر وعدہ کیوں کیا؟ تو اس صورت میں بحسب حال صلح کرلیں راعی اور رعایا ایک دوسرے پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، رعایا کی توفیق اور راعی کے خرچ کو دیکھا جائے، اگرچہ صلح کے وقت احضار شح فی الانفس کی وجہ سے ہر ایک کا خیال ہوگا کہ میری بات زیادہ مانی جائے پر اگر راعی اور رعایا میں سے جس نے دوسرے پر احسان کیا تو یہ ضائع نہیں ہوگا۔

آخرت کے مدارج میں بڑھنے کی حرص محمود ہے

ایک چھوٹے بچے کو لے لیجئے! اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ میری ہی جھولی میں پڑ جائے، بڑے بڑے تو بجائے خود بچے کے حرص کی یہ حالت ہے کہ اپنے بھائی بہنوں کا حصہ بھی خود ہی سمیٹ لینا چاہتا ہے، حدیث میں ہے کہ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (البخاری:٦٤٣٦) "آدمی کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تب بھی وہ تیسری کو تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر قبر کی مٹی (یعنی اس کی حرص گور تک رہتی ہے) اور خداوند (حرص مذموم سے) اس بندہ کی توبہ قبول کرلیتا ہے جو توبہ کرے۔"

ملازم پیشہ کو لیجئے! جب تنخواہ ۷۵/ روپیہ ماہوار تھی تو بھی یہی کہتے تھے کہ ہائے ہائے! پوری نہیں پڑتی۔ جب سو روپے ماہوار ہوگئی تو بھی یہی پکارتے رہے، پھر جب ۱۵۰/ روپیہ ماہوار

ہوگئی تو بھی یہی صورت حال رہی جتنی آمدنی بڑھتی گئی اتنی حرص بڑھتی جائے گی، پہلے شہر میں رہتے تھے، اب کوٹھی بنالی ہے، کوٹھی کیلئے مستقل، دھوبی، بھنگی اور مالی کی ضرورت ہے، ان سب کی رہائش کے لئے کوٹھی میں مستقل رہائش چاہیے، جتنی آمدنی بڑھتی گئی اتنا خرچ بڑھتا گیا، گویا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، دنیا کی حرص مذموم ہے اور آخرت کا محمود۔

بڑا اسدا ون بڑا دکھ پاون

ہادی کی صحبت میں یہ تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے، کسی نے ٹھیک کہا ہے، بڑا اسدا ون بڑا دکھ پاون مثلاً ایک شخص کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ان سب کے ہاں بھی اولاد ہے یہ شخص دادا اور نانا تو بن گیا مگر کبھی ایک بیٹا بیمار ہے تو دکھ کبھی بہو بیمار ہے تو دکھ کبھی پوتا بیمار ہے تو دکھ غرضیکہ اس کو سب کا دکھ ہے بزرگوں کی باتیں تجربات پر مبنی ہوتی ہیں، بڑا اسدا ون بڑا دکھ پاون والا مقولہ بالکل ٹھیک ہے، ادھر کی حرص دکھ کا باعث بنتی ہے، قرب الی اللہ کی حرص میں دکھ ہے ہی نہیں، اس میں سکھ ہی سکھ ہے جتنی کسی کی برادری ہوگی اتنا ہی اس کو دکھ ہوگا، برادری والے کسی کو سکھی دیکھ ہی نہیں سکتے، کوئی اپنی رانوں کا قیمہ بنا کر اس کے کباب بھی برادری کو کھلائے گا تو بھی یہ راضی نہ ہوں گے، کوئی کہے گا مرچ زیادہ تھی، کوئی نمک نہ ہونے کی شکایت کرے گا کیونکہ یہ سب طمع کے یار ہیں، بے طمع کے یار یا اللہ تعالیٰ یا سید المُرسَلِینَ خَاتَمُ النَّبِیِّینَ رَحمَۃٌ لِّلعَالَمِینَ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ اور یا پھر اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھا اللہ والوں کو فقط اللہ کا نام پیارا ہوتا ہے۔

حضرت امروٹیؒ کی محبت

حضرت امروٹیؒ کو مجھ سے بڑی محبت تھی حالانکہ وہ سید اور میں ایک امتی، وہ سندھی اور میں پنجابی، میں نے کبھی ان کو ایک روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کہیں سے ۲۵ روپیہ دلوادیتے تو ان کی خدمت میں ایک رات کیلئے حاضر ہوجاتا تھا، اس زمانہ میں آٹھ روپے آنے والے کا کرایہ ہوتا تھا تین روپیہ راستہ کا خرچ اور باقی بیوی بچوں کو دے جاتا تھا، جب میں حاضر ہوتا تو پھولے نہ سماتے اور فرماتے میرا بیٹا آگیا۔ وہ اس لئے مجھ پر اتنی شفقت فرماتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہ صرف اللہ کا نام پوچھنے آتا ہے، اندر ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ گندم کی روٹی اور مکھن بھیجو، لاہور سے احمد علی آیا ہے، میری واپسی پر ہماری اماں سے فرماتے کہ میرے بیٹے نے جانا ہے میٹھی روٹی پکادو، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس شفقت کا مجھ پر بے حد اثر تھا، مجھے حضرتؒ سے

عشق تھا، عربی میں کسی نے کہا اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلٰثَةً یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرُ الْمُحَجَّبَا (تیری) نعمتوں نے (اے میرے محسن) میری تین چیزوں کو تیرا بنا دیا ہے، میرا ہاتھ (تیرے شکر لئے اٹھتا ہے) اور میری زبان (تیرا شکر ادا کرتی ہے) اور میرے سینہ میں پوشیدہ دل (جو ہے وہ بھی تیرا شکر ادا کرتا ہے) اسی طرح حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی مجھ پر بے حد شفقت فرماتے تھے وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے، وہ بہت کم بولتے تھے ان کی تربیت کا اور طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اگر ایک قدم بھی اٹھ جائے تو وہ دنیا کے تمام زر و جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ادھر جتنا بڑھیں گے اتنا زیادہ سکھ ہوگا۔

ترقی کی راہ میں تین درجے

پہلا درجہ عقیدت کا ہے، عقیدت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ سچا ہے میرا خدا سچا ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے، میرا قرآن سچا ہے میرا اسلام سچا ہے، یہ جذبہ دیہاتیوں کے اندر ہوتا ہے۔ مہاراجہ کشمیر کے خلاف جب احرار نے ایجی ٹیشن شروع کی تو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد سیالکوٹ سے ۲۱ آدمیوں کا جتھا جاتا تھا۔ یہ سب دیہات کے رضا کار تھے دوسرے دن مہاراجہ نے ہاتھ جوڑ دیئے دیہاتیوں کی یہ عقیدت بلا دلیل ہوتی ہے۔

دوسرا درجہ بصیرت بالدلائل کا ہے۔ یہ جید علمائے کرام کو حاصل ہوتا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں احکام شریعہ کے مصالح بیان فرمائے ہیں اس کے پڑھنے سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے، اس بلند پایہ کتاب کو سمجھنے کے لئے تمام علوم ظاہری سے فارغ ہونا ضروری ہے اس کو پڑھانے کے لئے علوم باطنی کی بھی ضرورت ہے۔

تیسرا درجہ بصیرتِ باطنی کا ہے، یہ چیز بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو حاصل تھی، آپؒ فرماتے ہیں کہ چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں آپس میں شکر رنجی پیدا ہوگئی، میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی میں نے دیکھا کہ میری دعا آسمان پر گئی اس نے بارگاہِ الٰہی میں قبولیت پائی اور ایک نورانی نکتہ کی شکل میں واپس آئی اور ہماری مجلس پر آ کر اس نے پھیلنا شروع کیا جوں جوں وہ روشنی پھیلتی گئی دلوں سے کدورت نکلتی گئی اور طبیعتیں صاف ہوتی گئیں آگے فرماتے ہیں وَکُلُّ ذٰلِكَ بِمَرْاٰی مِنِّیْ اور یہ سب کچھ میری نگاہوں کے سامنے تھا، یہ شاہ صاحبؒ کی بصیرتِ باطنی ہے، شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو بصیرتِ باطنی پیدا ہو جاتی ہے میں ہمیشہ عرض

کیا کرتا ہوں کہ طالب صادق کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت ضروری ہے۔ بصیرت باطنی پیدا ہوجائے تو اسلام کے ہر حکم میں نور اور خلافِ اسلام تمام چیزوں میں ظلمت نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی برکت سے یہ درجہ حاصل ہوجاتا ہے۔

تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو اسلام سے عقیدت نہیں

مسلمانوں میں سے انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو اسلام سے عقیدت نہیں ان کے دل میں حاملینِ دین کی کوئی عزت نہیں وہ ان کیلئے ''مُلا'' کے توہین آمیز لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ ''مُلا'' کیا کہتا ہے؟ وہ صرف کتاب وسنت کا پیغام پہنچاتا ہے اس قسم کے جو لوگ مر گئے ہیں ان کی قبریں دیکھئے! کہیں جہنم کا گڑھا تو نہیں بنی ہوئیں، سندھ میں ایک ولی اللہ تھے وہ فرماتے تھے، میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں، اس علاقہ میں ایک عالم تھے جن کا اسم گرامی مخدوم جعفر رحمۃ اللہ علیہ تھا، وہ ایک مرتبہ مخدومؒ کے پاس آئے اور ان کی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے اور دریافت کیا کہ اب بھی اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے انہوں نے فرمایا ہاں! مخدوم جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بس معلوم ہوگیا کہ آپ ان آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد مخدومؒ فرمایا کرتے تھے۔ اگر جعفر نہ ہوتا تو مخدوم مرتا کافر۔

اگر اللہ تعالیٰ بصیرتِ باطنی عطا فرمادے تو پھر ہر چیز ذاکر نظر آتی ہے۔ حلال اور حرام میں تمیز پیدا ہوجاتی ہے بعض چیزیں بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام ہوتی ہے مثلاً چوری کی بکری کا گوشت بظاہر حلال لیکن حقیقت میں حرام ہے۔ بصیرتِ باطنی سے اس کا بھی پتہ چل سکتا ہے، میں جب کسی کو کوئی خاص چیز پڑھنے کو بتلاتا ہوں تو لاہور کا گوشت، دودھ اور گھی چھڑوادیا کرتا ہوں، لاہور کی یہ تینوں چیزیں بعض اوقات مشتبہ ہوتی ہیں۔

عورتوں میں عدل وانصاف میں برابری کرنا فرض ہے

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا: یہاں عبارت النص یہ ہے کہ اگر ایک سے زائد عورتیں آپ کے نکاح میں ہیں تو عورتوں میں من کل الوجوہ ظاہراً وباطناً محبت میں مساوات کا سلوک کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے، ہاں! عدل وانصاف کرنا تمہارے اوپر فرض ہے اور رہی محبت تو یہ غیر اختیاری ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا

فرماتے تھے کہ اے اللہ! میرے اختیار میں جو ہے اس میں تو میں نے برابری کی ہے لیکن جو میرے اختیار میں نہیں یعنی محبت پر میرا مواخذہ مت کرنا کیونکہ دل کا جھکاؤ تیرے اختیار میں ہے میرے قبضہ میں نہیں ہے، اگر تم چاہو تب بھی ایسا مساوی سلوک نہیں کر سکتے، اب پورا میلان بھی ایک طرف نہ کرو کہ دوسرے کو کَالْمُعَلَّقَةِ (لٹکی ہوئی) رکھ چھوڑو اور ایک کے ساتھ سارا تعلق ہو۔

مسلم راعی کا مختلف اقوام سے مساویانہ سلوک

اس آیت سے مستنبط بالاعتبار والتاویل یہ ہے کہ اگر راعی کبیر کے ماتحت کئی قسم کی رعایا ہوں مثلاً مسلمان ہوں اور نصاریٰ یہودی، ہندو ذمی ہو کر اکٹھے رہتے ہوں تو راعی کا دلی تعلق ضرور مسلمانوں کے ساتھ ہوگا اور ان کی حمایت زیادہ ہوگی، یہ ہو نہیں سکتا کہ تمام رعایا مسلم و غیر مسلم کو ایک جیسے رکھیں لیکن ایسا بھی نہ کریں کہ مسلمانوں ہی کے ہو جائیں اور ذمیوں کی بالکل خبر تک نہ لیں چاہے کوئی انہیں مارے پیٹے یا لڑکیاں ان سے اغوا کر کے لے جائیں، افغانستان مسلمان مملکت ہے میں نے وہاں خود دیکھا ہے کہ ہندو بڑے ٹھاٹھ باٹ سے زندگی گزارتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ ظاہراً اور باطناً دوسرے کے ساتھ وہی سلوک تو ناممکن ہے۔

اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری

مگر غیر مسلم اقوام بھی ایسی نہ ہوں کہ ان کا کوئی سہارا ہی نہ ہو، حکومت ان کی جان و مال کی حفاظت قانون کے ذرائع سے کرائے گی انہیں کَالْمُعَلَّقَةِ نہ چھوڑے گی بلکہ حقوق میں پوری مساوات کا خیال رکھے گی پس اگر تم اصلاح اور پرہیزگاری کرتے رہو یعنی تمام کاموں میں صلاحیت کے ساتھ چلنے کا اہتمام رکھو اور اختیاری امور میں عورتوں کے درمیان مساوات رکھو اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم میں جو بے اختیاری محبت میں تفاوت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ بخشے گا کیونکہ وہ بخشنے والی مہربان ذات ہے۔

میاں، بیوی، راعی اور رعیت میں بلا وجہ علیحدگی پر تنبیہ

وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا: اگر زوجین میں کسی صورت سے نباہ نہ ہو سکے "دونوں کی طبائع مختلف ہونے کی وجہ سے" تو تفریق کرنا جائز ہے مثلاً بعض عورتیں دیندار ہوتی ہیں اور بعض غیر دیندار اگر عورت غیر دیندار ہو اور دیندار نہیں بن رہی ہو اور یہ چاہتی ہے کہ مرد بھی بے دین بن جائے تو اگر تفریق کریں گے تو بے دین عورت کو بے دین

مرد ملے گا اور دیندار آدمی کو دیندار عورت ملے گی الارواح جنود مجندة طبائع میں فرق ہے تو آپس میں فیصلہ کر دیں اللہ تعالیٰ نے طبائع مختلف پیدا کیں ہیں، دونوں ہم مزاج جوڑے کہاں مل جائیں گے اگر طبائع میں جلال غالب ہو، میاں بھی مغلوب الحال اور بیوی بھی مغلوب الحال تو روز روز جوتم بیزار ہو گے۔ پس اگر آپس میں صلح نہ ہو سکے اور زوجین تفریق کر کے جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و وسعت سے ہر ایک کو ہم خیال اور ہم ذوق زوج دلا دے گا مثلاً عورت مرد کے ساتھ اس لئے رہنا پسند نہیں کرتی تھی کہ یہ داڑھی والا ہے، اگر داڑھی منڈائے تو گزارا کروں گی ورنہ میں نہیں رہ سکتی اور مرد کہتا ہے کہ تو کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت شریفہ کو تیرے لئے چھوڑوں اور شہوت رانی کروں؟ جا اپنا کام کر یا مرد بے دین داڑھی منڈا اور یورپ زدہ ہے اور عورت نیک ہے تو کہتی ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلو گے تو گزارہ کروں گی ورنہ عطائے تو بلقائے تو بخشیدم تو اللہ فرماتے ہیں کہ میں قادر اور ذو وسعت ہوں، تفریق کے بعد ہر ایک کو ہم ذوق زوج دے دوں گا۔

الاعتبار والتاویل

اب اس مسئلہ سے مستنبط مسئلہ یہ ہے کہ اگر راعی کبیر اور رعایا کبیرہ کے درمیان ایسی مخالفت آئی صلح نہ ہوئی اور استعفیٰ دے کر جدا ہو گئے، یعنی راعی اور رعایا کی طبائع معاہدہ کے بعد آپس میں نہ ملیں تو راعی بھی علیحدہ ہو جائے، اُس کیلئے اللہ دوسری راہ نکال دیگا اور رعایا کو دوسرا راعی مل جائیگا کیونکہ اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے پرواہ کر دیگا اور اللہ وسعت والا اور حکمت والا ہے، ہر جگہ اللہ کے اوصاف میں سے اس وصف کا ذکر ہوتا ہے جو موقع سے مناسب ہو

کارساز ما بفکر کار ماست　　　فکر ما در کار ما آزار ماست

زمین وآسمان کی تمام چیزیں قدرت الٰہی کے قبضے میں

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا: ہم ذوق کا ملانا کوئی مشکل کام نہیں، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے، چونکہ زمین اور آسمان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی آدمی خدا کے قانون پر عمل کرنے کیلئے نکلے اور اسے دنیا میں کوئی جگہ کام کرنے کی نہ ملے۔

حیلے بہانوں سے تفریق انسانیت کے خلاف

ہم نے پہلے سے بھی لوگوں کو یہی نصیحت کی جب تک ممکن ہو سکے مصالحت سے نباہ ہو، حیلے بہانے بنا کر تفریق کرنا کوئی انسانیت نہیں ہے، عورت بلاوجہ جھگڑے نہ کرے اور مرد بلاوجہ اسے مار کر گھر سے نہ نکالے، خدا سے ڈرو سوا چھا ہی کرو کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ عورت کا فرض ہے مرد کا ادب کرے ''تو تو میں میں'' کرنا ہر بات کا جواب دینے سے مرد کو غصہ آئے گا خدا نے مدارج پیدا کئے ہیں رعیت کو راعی کا لحاظ کرنا چاہئے اب عورت راعی بن کر اپنے مرد کو رعیت بنائے تو یہ ناجائز ہے۔

کفران نعمت سے اپنا ہی نقصان کرنا

خدا سے ڈرتے ہوئے اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو گے اور اس کا انکار کرو گے اور کام کرنا چھوڑ دو گے تو وہ چونکہ آسمان وزمین کا مالک ہے اس لئے تمہاری جگہ کسی اور کو کام کرنے کیلئے پیدا کر دے گا، اس کیلئے یہ کرنا کوئی بعید نہیں پس تمہارا کفر کرنا اس کی بادشاہت کیلئے مضر نہیں ہو سکتا، جیسے تمہارا شکر وتقویٰ کچھ اس کے لئے نافع نہیں ہے اور یہ وصیت جو اس نے فرمائی ہے یہ محض رحمت سے فرمائی ہے کسی حاجت سے نہیں فرمائی اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ (ابراھیم :۸) کفر سے مراد کفر باللہ جو مشہور ہے وہ نہیں بلکہ کفران نعمت مراد ہے۔ لہٰذا اگر تم اس کی اطاعت نہ کرو گے تو اسے کیا پرواہ ہے؟ اس کی تو سب دنیا تعریف وتسبیح کرتی ہے وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (اسراء: ٤٤) اس کا کیا بگڑے گا اس کا شکریہ کرنے والے سارے جہاں میں ہیں۔

احکام خداوندی کی تعمیل کرنے والوں کے لئے اللہ ہی کافی

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا :اگر خدا کے احکام کی تعمیل کرو گے تو وہی کارساز ہے، میرے مولا بگڑی کو بنانے والے ہیں، ایسے شخص کو ہر جگہ سے مدد ملتی ہے کیونکہ آسمان اور زمین خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے، پھر تمہارے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے، اگر تم خدا کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارا کارساز ہو جائے گا۔

دھمکی نہیں قدرت رکھتا ہے

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا: تم خدا تعالیٰ کے قانون کی عزت کرنا اپنا فخر سمجھو، اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ تم اللہ تعالیٰ پر احسان کرر ہے ہو، اگر تم خدا کی نافرمانی ومخالفت پہ تُل جاؤ تو خدا اس پر قادر ہے کہ تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے اور دوسری تابعدار قوم کو آباد کردے تم سب کا ستیاناس کردے اور تم سے زمین کو پاک کر دے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸) یہ دھمکی نہیں بلکہ اسے قدرت حاصل ہے وہ کرسکتا ہے، تم سے پہلی قومیں یعنی عاد وثمود وغیرہ کو دیکھو، زلزلے سے جس طرح کوئٹہ غرق ہوا، ساری نسل اس وقت وہاں تباہ ہوگئی اب نئے سرے سے پھر آباد ہوگئی، جب دب گیا تو کسی کو ملبہ اٹھانے کی ہمت نہیں تھی جب وہ اپنے جلال پر آئے تو کوئی نہیں بچ سکتا۔

بیک وقت دنیا اور آخرت کی عزت حاصل کرنے کا طریقہ

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًاۢ بَصِیْرًا: اس پورے رکوع کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی نافرمانی نہ کرو، اب جب کوئی اپنی شان وآن پر ڈٹا رہے گا تو وہ دنیا کا طالب ہے یعنی اگر تمہیں دنیاوی عزت کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں آؤ، وہیں سے مانگو، اللہ تعالیٰ کیلئے کام کرو تمہیں دنیاوی عزت خود بخود مل جائے گی، خدا تعالیٰ بھی راضی ہوجائے گا اور دنیاوی عزت بھی حاصل ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ بیک وقت اس کے ہاں سے دونوں حاصل ہو سکتے ہیں اگر محض دنیاوی وجاہت کے حصول کے لئے کیا تو اللہ تعالیٰ یقیناً ناراض ہوگا اور دنیاوی اعزاز کا حصول بھی یقیناً نہیں ہوسکے گا اور آخرت بھی برباد ہوجائے گی ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔

رکوع 20

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اللہ کی طرف گواہی دو

لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ ۚ

اگرچہ اپنی جانوں پر ہو یا اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں پر

إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا۟

اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے سو تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی

ٱلْهَوَىٰٓ أَن تَعْدِلُوا۟ ۚ وَإِن تَلْوُۥٓا۟ أَوْ تُعْرِضُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ

نہ کرو اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے

كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟

سب اعمال سے باخبر ہے۔ اے ایمان والو! اللہ

بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ

اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر

رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن

نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی اور جو کوئی

يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ

اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن

الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کا تو وہ شخص بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ بے شک وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا

ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے رہے

كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ انہیں راہ

سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾

دکھائے گا۔ منافقوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا

الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ

ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں سو ساری عزت اللہ ہی کے

جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا

قبضہ میں ہے۔ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ کی

سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا

آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو ان کے ساتھ نہ

تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ

بیٹھو یہاں تک کہ کسی بات میں مشغول ہوں ورنہ تم بھی ان

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ

جیسے ہو جاؤ گے اور اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں

وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ﴿١٤٠﴾ الَّذِيْنَ

ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔ وہ منافق

يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

جو تمہارے متعلق انتظار کرتے ہیں پھر اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح ہو تو کہتے ہیں

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل جائے

نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ

تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے. اور کیا ہم نے تمہیں

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ

مسلمانوں سے بچا نہیں لیا سو اللہ تمہارا اور ان کا قیامت میں فیصلہ کرے گا

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اور (وہاں) اللہ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ہرگز

سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾ ع

غالب نہیں کرے گا۔

رکوع (۲۰)

خلاصہ: (۱) تلقینِ استقلال
(۲) بے استقلالی کے آثار
(۳) اس کے پانچ بڑے نتائج

ماخذ: (۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء ۱۳۵)

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا (النساء ۱۳۷)

(۳) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَاۙ ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (النساء ۱۳۸-۱۳۹)

پہلا فرض ہر حالت میں انصاف کی پابندی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا: سورۃ النساء کی ابتدا میں تدبیر منزل اور سیاستِ مدنیہ کا ذکر تھا جس کے دو باب تھے ملک گیری اس کے بعد میاں بیوی کے متعلق ذکر آیا تو بالاعتبار والتاویل ملک داری سے تعبیر کیا جسے تفسیر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ انسان کا پہلا فرض جو اس آیت میں مذکور ہے کہ جس چیز کو وہ انصاف سمجھے اس کا ہمیشہ پابند رہے اگرچہ جان و مال جائے

لیکن آن نہ جائے اور اس پر قائم رہنا چاہیے، اگر چہ پابندیٔ انصاف میں والدین اور باقی اعزہ کٹ جائیں، قولِ مرداں جانے دارد جب خدا کا پورا کرر ہے ہو تو پورا ہو کر رہو ورنہ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ بن جائے گا۔

غنی اور فقیر کی دو توجیہ

اس میں دو توجیہیں ہیں ، اول: اگر چہ غنی ہو یا فقیر ہو دونوں حالتوں میں انصاف سے کام لو، دوم: یہ کہ مشہود علیہ کو تمہاری شہادت سے فائدہ ہو لہٰذا وہ شہادت کا محتاج ہے تو اس صورت میں فقیر ہو گیا یا تمہاری شہادت کا محتاج نہیں کہ تمہاری شہادت سے سچ بول کر اس کو نقصان ہوتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں شہادت ٹھیک ادا کر دو، بڑے آدمی کے رعب سے مت گھبراؤ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ ہم سے ناراض ہوگا تو نفع منقطع ہو جائے گا اور نہ غریب آدمی پر ترس کھا کر اس کی رعایت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ تمہاری بنسبت اولیٰ ہے اور تم سے زیادہ ان کی مصلحتوں کا دانا ہے، پس اگر ان کے خلاف گواہی دینا مصلحت نہ ہوتی تو حکم نہ دیتا۔ عدالت میں بطور شہادت کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی کہ فتنہ انگیز باشد پر عمل کرے کیونکہ اگر وہ محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تجھ سے زیادہ قریب ہے۔ اگر بچانا چاہے تو بچا سکتا ہے لہٰذا جھوٹ مت بولو اور نہ گواہی کو چھپاؤ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اگر چہ اس کو اس میں نقصان ہو۔

مسلمانوں کو تلقینِ استقلال

مسلمانوں کو تلقینِ استقلال ہے کہ خواہش کے تابع نہ بنو، اصل راستہ سے ہٹنے میں اپنی خواہش کے تابع نہ بنو یعنی کسی کی محبت و بغض تم کو اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ اپنی شان و امور میں عدل چھوڑ دو بلکہ مطلب پرست ہو کر اصول چھوڑ دو گے تو کوئی کیا کہے گا اور کوئی کیا؟ اس قسم کی لغزش بھی بعض وقت ہوتی ہے تو مسلمانوں کو تلقینِ استقلال ہے کہ اگر تم نے پیچیدہ الفاظ میں اظہار کیا کج بیانی کی یا پہلو تہی کی یا اس قانون سے اعراض کر گئے یعنی گواہی ادا کرنے سے انحراف کر گئے تو تم کو تمہارے کئے ہوئے کا بدلہ ملے گا جیسا کرو گے ویسا بھرو گے والی بات ہوگی تو اس وجہ سے تم کو اس کا بدلہ دینا پڑے گا، نیکی کا ثواب اور بد کا عذاب، تو جو کام بھی تم کرو گے خواہ وہ چھپا ہوا ہو یا ظاہر ہو ان سب کو اللہ جانتا ہے اگر تم اس کے قانون کی خلاف ورزی کر کے ترقی کرنا چاہو گے تو وہ پیچھے ہٹا دے گا۔

ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا

داوموا علی الایمان (ایمان پر ثابت قدم رہو) جہاں تلقین استقلال برآمد ہوتا ہے وہ یہ فقرہ ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تحصیل کا احترام رکھو، ان چیزوں کو نظر انداز کرنے سے انسان بھٹک جاتا ہے، ہم سب انبیاء علیہم السلام کا احترام کرتے ہیں اور اتباع فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں، ملائکہ عظام کے ذریعے جو حکم ہے اسی کے متبع ہیں، کسی کی مخالفت نہیں کرتے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ (البقرۃ:۹۷) "کہہ دو جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو سو اسی نے اتارا ہے وہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر ان کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے ہیں اور ایمان والوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔"

قانونِ الٰہی سے مبرّا عقلمند اور فلاسفر بھی اعلیٰ درجہ کا بداخلاق

جو شخص قانون الٰہی اور فرائض انسانیت سے مبرا ہو وہ اگرچہ اعلیٰ درجہ کا عقلمند اور فلاسفر کہلائے لیکن وہ اعلیٰ درجہ کا بداخلاق ہوگا، اس کو شریف کہنا ہی غلط ہے پرانے زمانے کے فلاسفروں کا عموماً یہی حال تھا کیونکہ وہ اللہ کا انکار کرتے تھے، فرشتوں کا بھی، کتب آسمانی کا بھی، رسولوں کا بھی اور روزِ آخرت کے دن کا بھی تو ایسا آدمی گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ راستہ سے بھٹک کر دور چلا گیا۔

دین کی حقیقت

اس آیت میں ایمان داروں کو ایمان لانے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد استقامت علی الدین ہے یعنی اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اسی لیے آپ کو دینِ الٰہی کا چہرہ دکھانا ضروری ہے تاکہ اپنا دین اس نورانی آئینہ میں دیکھ کر درست کرلیں اور بارگاہِ الٰہی میں سچے مسلمان بن کر سرخرو ہو کر پہنچیں۔

دوطرفہ تعلقات

انسان کے تعلقات دوطرفہ ہیں، ایک طرف اس کا تعلق اپنے خالق سے ہے اور دوسری طرف مخلوقات سے ہے مثلاً ماں باپ اور ان دونوں کے باعث اس کے تعلقات ددھیال اور ننھیال کے دونوں خاندانوں سے ہو جاتے ہیں پھر جس طرح انسان کا فرض منصبی ہے کہ اپنے خالق کو راضی رکھے اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے کہ ان دونوں خاندانوں کے متعلقہ فرائض اور ذمہ داریوں کو نبھاتا رہے۔ جس طرح خالق کو راضی نہ رکھنے کی صورت میں یہ مجرم ہو جاتا ہے اسی طرح مخلوق کے تعلقات کا حق ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی یہ مجرم ہو کر بارگاہِ الٰہی سے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ایک فرق

ہاں خالق اور مخلوق کے تعلقات کا حق ادا کرنے میں ایک فرق ضرور ہے کہ خالق کی اطاعت اور فرمانبرداری تو ہر حالت میں ہر آن میں فرض عین ہے، اس کی حکم عدولی مرتے دم تک حرام ہے اور مخلوق کی اطاعت کرنے میں ایک شرط ہے کہ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق یعنی مخلوق کی اطاعت اس وقت نہیں کی جاسکتی جبکہ خالق کی اس میں نافرمانی ہو مثلاً ہمارے والدین یا رشتہ دار ایک خلاف شریعت کام کرتے ہیں اور ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس میں ضرور شرکت کرو ایسی صورت میں ہم ہرگز ان کی یہ فرمائش نہیں مانیں گے، خواہ ساری برادری ناراض کیوں نہ ہو جائے بلکہ ایسے موقع پر ان کی نافرمانی کرنا ہمارا فرض ہوگا۔

عقیدۂ توحید

خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کا سنگ بنیاد یہ ہے کہ اسے وحدہ لاشریک له معبود مانا جائے، اس عقیدہ کو صحیح طور پر ذہن نشین کریں تاکہ توحیدِ خداوندی کا نور ذہن میں مکمل طور پر آجائے اور شرک کی بو بھی دل کے کسی پردہ میں رہنے نہ پائے کیونکہ اسی عقیدہ پر دین کی ساری بنیاد ہے اور اسی عقیدہ کے صحیح ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی اور اسی پر انسان کی نجات موقوف ہے۔

نفاق، عدمِ استقلال کے آثار

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر کریں پھر ایمان لائے پھر کفر کریں پھر کفر میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ انہیں راہ دکھائے گا۔
یہاں سے عدم استقلال کے آثار بیان کئے جاتے ہیں اور اس کے آثار میں سے پہلا نتیجہ نفاق ہے جس کی سزا عذاب الیم ہوگی اور نفاق کے آثار سے يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ (کافروں کو دوست بناتا ہے) یعنی بے استقلالی کے آثار ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں جب ان کو صحیح راستہ پر استقامت نہیں ہے تو مغفرت اور ہدایت کے نتائج کیسے نکل سکتے ہیں؟ یہاں تک کہ اس نفاق میں اسے موت بھی آجائے کیونکہ کسی شخص کی توبہ اس کی موت کے بعد قبول نہیں ہوتی اور نہ اس کو اللہ تعالیٰ بخشے گا کیونکہ ان لوگوں نے کفر میں حد سے تجاوز کیا۔

منافقین کو عذاب الیم کی خوشخبری

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا: دشمنان اسلام سے دوستی کر کے دو چار پیسے تو لے آؤ گے مگر لوگ کہیں گے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، ہر گلی کے یار ہیں تو اس وجہ سے اِن کو خوشخبری دی جارہی ہے عذاب الیم کی کیونکہ یہ لوگ اجتماعیت میں نقصان کرتے ہیں۔

دشمنان اسلام سے دوستی

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا: نفاق کا دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ لوگ بجائے مومنوں کے دشمنان اسلام سے دوستی رکھیں گے، اس وجہ سے وہ اُن سے دوستی کرتے تھے کہ کافر اس وقت زیادہ تھے اور مسلمان تھوڑے بھی تھے اور محتاج بھی۔

کفار سے اپنی عزت کی تمنا اور امید

یہ نفاق کا تیسرا نتیجہ ہے یعنی جس وقت مسلمانوں سے تعلق نہیں رہا تو کفار سے اپنی عزت کے خواہاں ہوں گے لیکن ان بے وقوفوں کو یہ سمجھ نہیں آتا کہ عزت تو صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے اور یہ کافر تو خود عزت نہیں پاتے تو دوسروں کو کیا عزت دیں گے؟ یہ لوگ مال و دولت میں اپنی عزت پاتے ہیں لیکن مال و دولت میں عزت کہاں؟ عزت تو وہی ہے جو اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ ہو مال و دولت وغیرہ سے عزت نہیں خریدی جاسکتی۔

آیاتِ الٰہی پر تمسخر سن کر خاموش رہنا

وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا : یہ نفاق کا چوتھا نتیجہ ہے کہ اگر تم تذبذب کرو تو تم پر فردِ نفاق لگے گی کہ تم منافق ہو اور کافروں کے ساتھ ملنے میں کیا ہوگا ذلت اور رسوائی اور لوگوں میں بدنامی، اگر تم نے ان کے ساتھ دوستی رکھی تو تم پر نفاق کی فردِ جرم لگے گی اور اس دوستی کا نتیجہ کیا ملے گا؟ یہ کہ تم کافروں کی مجالس میں بیٹھو گے کفار استہزاء و تمسخر تمہارے دین کے ساتھ کریں گے اور تم خاموش و بے غیرت بن کر بیٹھو گے لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر تم مستهزئين على الدين کے ساتھ بیٹھے تو تم بھی انہی کی طرح محسوب ہو گے، پس بیٹھنے والا بھی کافر ہوگا اگر ان کی حرکت پر راضی ہوا کیونکہ شیطان ہر وقت گھات میں ہے پس شاید کہ شبہ میں پڑ جائے اور ان کی باتوں پر راضی ہو جائے ورنہ گناہگار تو ضرور ہوگا کیونکہ نہ بیٹھنے اور نہ سننے پر تو قادر تھا پھر خواہ مخواہ سنتا رہا اور خوف سے مجبوراً بیٹھا رہا تو شاید گناہ سے بچ جائے گا، اللہ کافروں اور منافقوں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے کیونکہ دونوں دنیا میں کفر اور ٹھٹھا کرنے پر مجتمع تھے۔

مسلمانوں کی فتح پر منافقین کی چاپلوسی اور دوستی کا اظہار

اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ: وہ منافق جو تمہارے متعلق انتظار کرتے ہیں کہ کب ایسا حادثہ پیش آئے گا کہ اسلام مٹ جائے اور کفر مسلط ہو جائے تو یہ اسی انتظار میں ہوتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور مالِ غنیمت حاصل ہوا تو یہ لوگ تم سے چاپلوسی اور دوستی کا اظہار کرتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ یعنی ہم بھی تو تمہارے ساتھ دین میں اور جہاد میں شریک تھے، پس ہم کو بھی مالِ غنیمت میں حصہ دو، یہ مالِ غنیمت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی شکست پر خوشی کا اظہار

منافقین، زود جہین پھر یہ کام کریں گے کہ وہ مسلمانوں کی شکست کو خوشی کی نگاہ سے

دیکھیں گے، یہ نفاق کا پانچواں نتیجہ ہے یعنی جس وقت اسلام اور اہل اسلام سے حقیقی تعلق نہیں بلکہ محض منافقانہ ہے تو ہزیمت اہل اسلام پر اظہار مسرت کرتے ہیں اور کفار سے جا ملتے ہیں اور ان کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تم کو مومنین سے بچایا ہے، اس لئے کہ ہم نے ان کا ساتھ چھوڑا اور ہم نے اُن کو ایسی بات بتائی کہ وہ ڈر کے مارے بھاگ گئے اور ہم نے تمہاری خبریں ان کو بھیجیں ہمارا تم پر احسان ہے تو حاصل یہ نکلا کہ ان کا مقصد ہی صرف مال و دولت حاصل کرنا تھا۔

اللہ عدل وانصاف کا فیصلہ فرمائے گا

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: اللہ تعالیٰ تمہارا اور اُن کا قیامت میں فیصلہ کرے گا کہ تم میں اہل اسلام کون ہیں اور منافق کون ہے؟ اور اہل اسلام کی جگہ جنت ہے اور اہل کفر جہنم رسید ہوں گے لہٰذا تمہارا اور منافقوں کے درمیان فیصلہ ظاہر ہے کیونکہ اللہ ہر چیز سے باخبر ہے وہ انصاف کا فیصلہ فرماوے گا وہ تمہاری بدباطنی کو خوب جانتے ہیں۔

کافر کو مسلمان پر بالادستی نہیں

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا: اللہ تعالیٰ نے مومنین پر کبھی کافروں کا تسلط پسند نہیں فرمایا، پس دنیا میں اگرچہ کافروں کا غلبہ ہو مگر ایسا غلبہ نہ ہوگا کہ مسلمانوں کو جڑ سے ختم کرسکیں، ہاں! جہاں بھی مسلمانوں نے شکست کھائی تو اپنی غلطی سے کھائی ہے، بعض مفسرین اس آیت کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ روز قیامت کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ ہوگی، اسی طرح کسی مسلمان غلام کو اگر ذمی نے خریدا تو اصح قول کے مطابق یہ بیع صحیح نہیں، اسی طرح مسلمانوں کے مال پر کافر اگرچہ مسلط ہو جائے لیکن وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا، اسی طرح کافر کے بدلے مسلمان کو نہ قتل کیا جائے اور اسی طرح کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف قبول نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ دنیا کے معاملات میں بھی کافر مسلمان پر غالب نہیں ہو سکتے۔

شامت اعمال سے حکومت چھن گئی

اورنگزیب عالمگیرؒ کی وفات کے بعد ایک سو سال کی تاریخ پڑھ کر دیکھئے کہ اسلام نے ہم پر بال برابر بھی ظلم نہیں کیا بلکہ ہم نے اسلام کو چھوڑ دیا اور ہماری حکومت ہم سے چھن گئی۔

رکوع 21

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج وَإِذَا

منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور جب وہ

قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ

نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاتے ہیں

وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ

اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔کفر اور ایمان کے درمیان

ذَٰلِكَ ۖ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ

ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے

اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اللہ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہ پائے گا۔اے ایمان والو!

تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ

أَتُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾

کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَن

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے تو ان کے واسطے

تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَ

کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور

اعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ

اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کیا تو وہ لوگ

الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا

ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت

عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ

بڑا ثواب دے گا۔(اے منافقو) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو

وَآمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾ لَا يُحِبُّ

اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے۔ اللہ کو کسی کی

الجزء ٦

اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ وَ

بڑی بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں۔ مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور

كَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ﴿١٤٨﴾ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ

اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔اور اگر تم نیک کام اعلانیہ کرو یا اسے خفیہ کرو یا

تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا

کسی برائی کو معاف کر دو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا

قَدِيرًا ﴿١٤٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَ

قدرت والا ہے ۔بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ

ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً

الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب

مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ

تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں پر

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ

ان میں سے کسی کو جدا نہ کیا ان لوگوں کو اللہ جلد ان کے

اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع ٢١ ع ١١

ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رکوع (۲۱)

خلاصہ: (۱) نقائص المنافقین (خداع، کسل، ریاء، تذبذب)

(۲) مقاطعة عن الكفار

ماخذ: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ○ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا (النساء: ۱۴۲-۱۴۴)

امراض منافقین

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا: اس آیت میں منافقین کے امراض ونقائص بیان ہورہے ہیں، منافق وہ ہیں جو دل میں بے ایمانی رکھتے ہیں اور بظاہر مسلمان بن کر دکھاتے ہیں، منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا مطلب یہ ہے کہ وہ زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اندر سے ہمارے حال سے کوئی واقف نہیں ہے، پس دنیا میں اُن کے مکر کی اطلاع دے کر سب میں رسوا فرماتا ہے اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں ڈالا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت میں ہر مؤمن ومنافق پر نور ڈالا جائیگا جس کی روشنی میں وہ چلے گا یہاں تک کہ جب پل صراط تک پہنچے گا تو منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومنین اپنے نور میں گزر جائیں گے، اسی طرح ایک آیت یہ بھی ہے یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (الحدید: ۱۳)

منافقین کا کسل وریا کا مرض

مقصد تو نماز کا سمجھتے ہیں کہ حضور بارگاہِ الٰہی ہے مگر یہ محض ریاء للناس پڑھتے ہیں یعنی نماز دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں اپنے قول وفعل کو اس غرض سے ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ دیکھیں اور نماز میں سستی بھی کرتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ منافق کی نماز یہ ہے کہ جب وقت مکروہ ہو جاتا ہے تو یہ اٹھ کر جلدی جلدی ٹھونگے مار لیتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں تا کہ مسلمانوں کا ہم پر شبہ نہ ہو جائے نماز کو سمجھ بوجھ کر پڑھتے ہیں نصلی کماتصلون یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں یعنی نماز اللہ کے لئے نہیں پڑھتے ریا کاری کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ اس واسطے فرمایا کہ ان کی غرض فقط لوگوں کو دکھلانا ہے اور اس قلیل کو بھی اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے ادا کرتے تو یہ ذکر کثیر ہوتا تو اگر مسلمان ایسی نماز پڑھے تو یہ منافق کے مانند ہوگا کیونکہ اُس نے ذکر الٰہی میں جلدی بھی کی اور تقلیل بھی۔

منافقین کا تذبذب

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا: منافقین کو جس طرف پلہ بھاری معلوم ہونے لگے اس طرف ہو جاتے ہیں یعنی جس طرف اُن کو فائدہ ہو اس طرف زیادہ زور لگاتے ہیں، مکمل طور پر ایک طرف نہیں ہوتے یعنی تذبذب میں ہوتے ہیں کہ ہر بار کسی جانب مائل ہوا تو وہاں سے ہٹ گیا اور دور ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فرمایا کہ منافق کی مثال جیسے وہ بکری جو دو ریوڑوں کے بیچ میں متردد ہے کہ کبھی اِس طرف آتی اور ماری جاتی ہے اور کبھی اُس طرف جاتی اور ماری جاتی ہے، نہیں جانتی کہ دونوں میں سے کس کے پیچھے لگ جاوے تو جسے اللہ گمراہ کردے اُس کے واسطے رہنمائی ہرگز نہیں یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور راہ نجات سے دور کر دیا تو پھر اس کا کوئی ہادی اور راہ راست پر لانے والا نہیں ہوگا اور نہ اس کو آفات سے نکالنے والا کوئی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ (الانبیاء: ٢٣)

مقاطعة عن الكفار والمنافقين

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا: یہ مقاطعة عن الكفار ہے، فرمایا کہ اے ایمان والو! تم

مسلمانوں کو چھوڑ کر اعدائے اسلام (منافق ہو یا کافر) سے دوستی نہ رکھو کیونکہ یہ منافقوں کا شیوہ ہے، اس لئے ممانعت ہے اگر منع نہ ہوتے ہوتو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر الزام عائد ہوگا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو تم پر واضح حجت قائم کرنے کا موقع ملے کہ میرے دشمنوں سے ملتے تھے میں تمہاری مدد کیوں کرتا اور کیوں کروں؟ مخلص مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ تم یہ غلطی نہ کر بیٹھنا کہ کافروں کے ساتھ تعلق قائم کرلو پھر اللہ تعالیٰ کو تم پر حجت قائم کرنے اور صریح الزام کا موقع ملے گا کہ تم نے میرے دشمن سے یاری رکھی اس لئے میں نے تمہارے سر سے ہاتھ کھینچا۔

اخلاص فی الایمان ان سے دوستی کا روادار نہیں

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا: بذریعہ ربط آیات کے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار سے مؤدت (دوستی) کرے گا وہ منافق ہے کیونکہ اخلاص فی الایمان کفار کے ساتھ دوستی کا ہرگز متقاضی اور روادار نہیں تو منافق کی سزا یہ ہوئی کہ وہ دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے، ان کا انجام بھی یہی ہوگا یعنی وہ جہنم کی تہہ میں ہونگے، حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دوزخ کی تہہ میں آگ کے صندوق میں ہوں گے جو اُن پر دُکھتے ہوں گے، ایک روایت میں ہے کہ صندوق ایسے بند ہوں گے جن میں کھلنے کی جگہ معلوم ہی نہ ہوگی اور اسی طرح ان کے واسطے کوئی مددگار نہ ہوگا یعنی ایسا مددگار کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو بچانے والا ہو کوئی نہیں ملے گا تو جتنا جرم اتنی سزا۔

مومنینؒ کے مدارج

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ أَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ أَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا: توبہ عن النفاق کی وصالحوا المومنین فی الظاهر والباطن واخلصوا دينهم لله یہ مومنوں کے کھاتے میں شمار کئے جائیں گے، توبہ ان چیزوں سے ہوگی جس کی وجہ سے عدم نصرت الٰہی کا اعلان ہوا اور وہ موالات بالکفار ہے جو مستلزم نفاق ہے اور نفاق مستلزم عدم نصرت خداوندی ہے اور اعتصام جس کا معنی ہے چنگل سے مضبوط پکڑنا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یوں ہے کہ اللہ پر پورا بھروسہ رکھے اور اسی طرح اپنے دین کو اللہ ہی کیلئے اختیار کرے ریا سے پاک، پس عمل صالح ان کو نافع ہوگا اگرچہ قلیل ہو، آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے اخلص دينك يكفك القليل من العمل تو

حاصل یہ نکلا کہ نفاق سے توبہ کرنا اور نیک عمل اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اس سے مقدر میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی اور اسی طرح ریا سے دین کو خالص و پاک کرنا۔ مومنین کے بھی تو مدارج غیر متناہیہ ہیں بعض کالبرق گزریں گے بعض کالریح (تیز ہوا) وغیرہ مومنین کے مدارج ہیں منافقین بھی توبہ کرنے سے اس فہرست میں آجائیں گے، اگرچہ اس درجہ کو تو نہ پہنچیں گے جنہوں نے ساری عمر ایمان خالص میں گزاری۔

شکرگزاروں کے لئے قانون الٰہی کے پابند بن جانے پر کوئی سزا نہیں

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا: اگر تم شکرگزار ہوکر قانونِ الٰہی کے پابند بن جاؤ تو پھر نہ کوئی جرم عائد ہوگا نہ سزا ملے گی بلکہ اعمال صالحہ کی برکت سے کئی گنا زائد اجر عطا ہوگا، اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ذات ہے ہر نفع وضرر سے پاک ہے اگر تم اس کا شکریہ ادا کروگے اور ایمان لاؤگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا کیوں دے گا، وہ عذاب دے کر خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ تو عذاب سے بچا کر خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دینے سے اس کی سلطنت میں نہ کچھ بڑھ جائے گا اور نہ کوئی نقصان ہوگا، اللہ قدر دان ہے جاننے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کے اعمال کا شکریہ ادا کرتا ہے، بایں طور جیسے بندے ایک دوسرے کو شکریہ سے نفع پہنچاتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ ان کو چھوٹے فعل پر ثواب جزیل عنایت فرماتا ہے۔

معایب پھیلانے سے مسلمانوں کی اہانت

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا: منافقین کو توبہ کرنے کی ترغیب دی ہے اب مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ان کے سوء نفاق ومعایب (عیوب) سابقہ کو ڈھونڈ کر ان کی اشاعت نہ کریں کہ انظروا الی هذا الرجل كان قبل ذلك منافقا فلما زجره الله صار مسلما وغير ذلك اگر تم اس طرح اشاعت کروگے تو اس میں مسلمانوں کی اہانت ہوگی غیر مسلم تو یہ گمان کریں گے کہ ایسے بد اخلاق ہیں اور ایک دوسرے کو تکلیف دینے والے ہیں ہاں! جس پر ظلم ہوجائے یا کوئی بھاری صدمہ پہنچائے وہ فریاد کرسکتے ہیں، دادرسی کرنے والے کے پاس فریاد کرنے کے حقدار ہیں یعنی حاکم کے پاس تو ایسا اظہار جائز ہے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق میں بددعا کی تو اس نے بدلہ لے لیا، اسی طرح ایک آیت میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سَبِيۡلٍ (الشوریٰ: ٤١) بہرحال! اللہ سننے والا جاننے والا ہے اس میں ظالم کو تحذیر (خبردار کرنا) ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے کیونکہ وہ جو ایذا پہنچاتا ہے اس سے وہ باخبر ہے اور مظلوم کو تنبیہ ہے کہ جس قدر ظلم ہوا ہے اس سے تجاوز نہ کرے یعنی جتنا ظلم ہوا ہے اُس کے بقدر اس کا بدلہ مانگو اس سے زیادہ نہیں۔

مجرم پر پردہ ڈالنے اور معاف کرنے کا حکم

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا: اس آیت میں اخلاق کی تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر تم اس مجرم کو معافی علی الاعلان دے دو یا در پردہ یا کسی سے ذکر نہ کرو بلکہ دل میں معاف کر دو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے گناہ معاف کر دے گا، یعنی اگر تم نیک نیتی سے معاف کر دو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنام نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے۔

کلامِ الٰہی کی تاویلیں گھڑنے والے کافر ہیں

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ: جو لوگ بظاہر مسلمان ہوں قرآن حکیم مانتے ہوں لیکن اپنی طرف سے اس کی تاویلیں گھڑ لیتے ہوں کہ کلامِ الٰہی کی ایسی شرح کی جائے کہ جس میں جہاد کا ذکر نہ آنے پائے اور کہیں کہ لڑنے مرنے میں دنیا کی تباہی ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ لوگ کفر اور ایمان کے درمیان کوئی راستہ اختیار کرنے کے آرزومند ہیں یا چاہتے ہیں کہ قرآن حکیم تورات اور انجیل میں سے صرف اپنے مطلب کی باتیں اخذ کر لیں اور ایسے انتخاب کو اس دعویٰ کی بنا پر جائز قرار دیتے ہیں کہ سب کتابیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں، یہ لوگ یقیناً کافر ہیں اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

منافقین عند اللہ پکے کافر مگر نقائص پر پردہ اس لئے کہ مسلمان بدنام نہ ہوں

وَيَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَكۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے اور بعضوں کے منکر ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں حالانکہ اس کے بیچ میں تو راہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تب ہی ہو گا جب تمام رسولوں پر ایمان لائیں اور جو شریعت وہ لائے ہیں اس کی اجمالاً اور تفصیلاً تصدیق کریں اگر ان میں سے کسی جز کا بھی انکار کیا تو ایمان کامل نہ رہا جو گمراہی کے سوا کچھ

نہیں تو ان لوگوں کی حقیقت ایک مثال سے سمجھیں یعنی ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک گھڑا پانی کا ہو اس میں ایک تولہ پیشاب ڈال دیا جائے تو نتیجہ اخس ارذل کے تابع ہوتا ہے وہ کفر ایسا حلول کر جائے گا کہ سب ایمان کی چیزوں کو بھی کفر میں بدل دے گا، تو حاصل یہ نکلا کہ اس آیت سے منافقین کے نقائص بیان کئے جاتے ہیں اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ منافقین عنداللہ پکے کافر ہیں اگرچہ بظاہر لوگوں کے نزدیک مسلمان ہیں اور انکے نقائص اس لئے نہیں پوشیدہ رکھے جاتے کہ یہ مسلمان ہیں بلکہ اس لئے تا کہ باقی مسلمان بدنام نہ ہوں۔

قرآن کے بعض حصوں پر ایمان اور بعض کا انکار کرنے والے کا حکم

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا: اس قسم کی تفریق کرنے والے اور کتابِ الٰہی کے بعض حصوں پر ایمان لانے والے اور بعض کا انکار کرنے والے پکے کافر ہیں، ان کے کفر میں کوئی شک نہیں یہ کفر میں پورے ہیں کیونکہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود ونصاریٰ ہیں چونکہ یہود تورات کو تو مانتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں مگر عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو نہیں مانتے اور نصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کرتے ہیں تو اس لئے ان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تفریق بین الرسل سے اجتناب

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا: جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور تفریق بین الرسل نہ کریں بلکہ سب کی تصدیق کریں اور جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو پورا نہیں مانتے ہیں اور اس میں انتخاب (پسند ناپسند) نہیں کرتے ہیں اور جو شرع نبی علیہ السلام نے بیان فرمائی اس کو بھی پوری طرح تسلیم کرتے ہیں اگر یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوتے تو ان کی تعلیم کو بھی پورا مان لیتے جس طرح وہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پورا مان رہے ہیں تو یہ سچے مومن ہیں۔

رکوع 22

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ

اہل کتاب تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو ان پر آسمان سے لکھی ہوئی کتب

السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا

اتار لائے سو موسیٰ سے اس سے بڑی چیز مانگ چکے ہیں اور کہا

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

ہمیں اللہ کو بالکل سامنے لا کر دکھا دے ان کے اس ظلم کے باعث ان پر بجلی ٹوٹ پڑی پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

بہت سی نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد بچھڑے کو بنا لیا پھر ہم نے

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا

وہ بھی معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو بڑا

مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ

رعب دیا تھا۔ اور لوگوں پر طور اٹھا کر ان سے عہد لیا۔ اور

قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ

ہم نے کہا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور ہم نے کہا کہ

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

ہفتہ کے بارے میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے پختہ

غَلِيظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم

عہد لیا۔ پھر ان کی عہد شکنی پر اور اللہ کی آیتوں سے منکر ہونے پر

بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ

اور پیغمبروں کو ناحق خون کرنے پر اور اس کہنے پر

قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا

کہ ہمارے دلوں پر پردے رہے ہیں انہیں سزا ملی پردے نہیں بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر کفر کے سبب

يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥٥﴾ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ

سے مہر کر دی ہے سو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے ۔اور ان کے کفر اور

عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا

مریم پر بڑا بہتان باندھنے کے سبب سے ۔اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے

الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ

مسیح عیسی مریم کے بیٹے کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا

وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ

اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جن لوگوں نے

اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ

اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ

بے محض گمان ہی کی پیروی ہے انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا ۔بلکہ اسے اللہ

اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ

نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ

میں کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا۔ اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلْمٍ

قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہو گا۔ سو یہود کے گناہوں

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ

کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کر دیں جو ان پر حلال تھیں

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

اور اس سبب سے اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے۔

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

اور ان کو سود لینے کے سبب سے حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے اور اس سبب سے کہ

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ

لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے اور ان میں سے جو کافر ہیں ہم نے ان کے لیے دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور مسلمان ہیں

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ

سو مانتے ہیں اس کو جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے

مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ

اور نماز قائم کرنے والے اور زکو دینے والے اور اللہ اور

الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

قیامت پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم

سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۲ ۱۰

بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

رکوع (۲۲)

خلاصہ: نقائص اہل کتاب

ماخذ: يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ
فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ
مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا
مُّبِيْنًا ○ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا
مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا○ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا
قَلِيْلًا(النساء:۱۵۳۔۱۵۵)

نقائص اہل کتاب

(۱) لایعنی سوالات (۲) طلب رؤیة الاله فی الدنیا (۳) صحیح تعلیم پانے کے بعد بچھڑے کو خدا بنانا (۴) نقض میثاق (۵) کفر بآیات اللہ (۶) قتل انبیاء علیہم السلام (۷) غلف علی القلوب: (قلوب پر مہر لگنا) (۸) حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم باندھنا (۹) ظلم کی وجہ سے پاک چیزوں کا حرام ہونا (۱۰) لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنا (۱۱) سودخوری (۱۲) لوگوں کے اموال ناحق کھانا۔

لایعنی سوالات

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ

ذٰلِكَ: اے نبی! یہ آپ سے الواح کتاب چاہتے ہیں یعنی اہل کتاب تم سے یکبارگی مجموعہ (قرآن) چاہتے ہیں، تھوڑا تھوڑا کر کے نہیں جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اُتری، اسی طرح وہ چاہتے تھے لیکن یہ سوال اُن کے ایمان لانے کیلئے نہیں تھا بلکہ یہ تعنتاً یعنی سرکشی اور عداوت سے ایسی باتیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے بھی اِس سے بڑا سوال کیا تھا تو اس سے ظاہر ہوا کہ کفر میں ان کا قدم کہاں تک جما ہوا ہے۔

طلب رؤیت الٰہی فی الدنیا

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ :ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی ذات ہمارے سامنے لا کر دکھا دے کیونکہ اُمت کا یہ کام ہے کہ تجویز آپ خود کریں پیغمبر سے کہیں کہ خدا اِس کی تعمیل کرے اور خدا کو اپنا تابع بنانا ظلم ہے شرم نہیں آتی...... ع حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی کہ ایسی باتیں کرتے ہو اور ایسی چیز کا سوال کرتے ہو جو تمہارے واسطے محال ہے اللہ کی ذات کو دنیا میں اِن آنکھوں سے دیکھنا محال ہے کیونکہ ان میں اتنی استعداد نہیں کہ اللہ کو دیکھ سکیں، ان کے اس ظلم کے باعث ان پر بجلی ٹوٹ پڑی یعنی ان کے ایسے گستاخانہ سوال پر ان پر عذاب نازل ہوا یعنی آسمان سے آگ اُتری جس نے اِن کو مار ڈالا ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے آواز آئی جس سے ان کے دل پھٹ گئے۔

تعلیم صحیح پانے کے بعد بچھڑے کو خدا بنانا

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا: پھر بہت سی نشانیاں پہنچنے کے بعد اور تعلیم صحیح پانے کے بعد بھی اُنہوں نے بچھڑے کو خدا بنایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ان تک پہنچنے کے بعد بھی بچھڑے کو معبود بنایا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:۱۷۹) حقیقت میں یہ جانوروں سے بھی بدتر ہو چکے تھے یہ بچھڑا ان کو اتنا اشرف معلوم ہوا کہ اس کو یہ پوجنے لگے، پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارعب بنا دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ تمہاری معافی یہ ہے کہ تم جانوں کو توبہ میں قتل کر دو یعنی تمہاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کرو۔

کوہ طور اٹھانے کا پختہ وعدہ

وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا: ان لوگوں پر کوہ طور اٹھا کر ان سے عہد لیا کہ وہ اس پر عمل کرنے کا عہد و پیمان کریں اگر نہ کریں تو پہاڑ ان پر ڈال دیں تا کہ وہ خوف سے اس کو قبول کریں اور مضبوطی سے پکڑیں اور ہم نے کہا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں لیکن ان سرکشوں نے اس حکم کو بھی نہیں مانا اور چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے چلے تا کہ سر جھکا کر نہ ہو اور ہم نے کہا کہ ہفتہ کے بارے میں زیادتی نہ کرو اور اُن سے پختہ عہد لیا یعنی ہفتہ کے روز جو مخص عبادت کیلئے ہے اس میں حد سے تجاوز مت کرو اور نہ اس روز مچھلیوں کا شکار کرو بلکہ اس روز صرف اور صرف عبادت کرو مگر یہ لوگ مچھلیوں کا شکار تو نہیں کرتے لیکن حوض میں بند کر کے اگلے روز جمع شدہ مچھلیاں پکڑ لیتے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لاترتکبوا ماارتکبت الیہود فتستحلوا محارم اللّٰہ بادنی الحیل(تفسیر القرآن العظیم،ج ۱،ص۱۰٤) یہود کی طرح حرکتیں نہ کرو اس طرح معمولی حیلوں بہانوں سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر بیٹھو گے، پس ہم نے اُن سے پختہ عہد لیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے توڑ دیا یہ سب تو اُن کی گستاخیوں اور بدعہدیوں کا بیان تھا جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مابعد کے پیغمبروں کے ساتھ کیں۔

نقض میثاق

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ: ای لعناهم بسبب نقضهم ہم نے ان کو ملعون کیا بسبب انکی عہد شکنی کے اور میثاق یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو ظاہر کریں مگر انہوں نے تحریف کی اور چھپایا

کفر بآیات اللہ

وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ: اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کرنے پر وہ آیات جو تورات میں لکھی تھی جو عیسیٰ علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صِدق نبوت پر دلالت کرتی تھیں۔

قتل انبیاء علیہم السلام

وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ: اور پیغمبروں کے ناحق خون کرنے پر جن کے قتل کرنے کا کوئی سبب نہیں بلکہ انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات اور عداوت کی وجہ سے پیغمبروں کا خون کیا۔

غلف علی القلوب (قلوب پر مہر لگنا)

وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ: اور اُس کے یہ کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں جس میں کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہیں یہ وہ طنز وطعن سے کہتے تھے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوئے ہیں تمہاری بات ان میں نہیں سماتی، اس کو اللہ تعالیٰ نے رد کیا۔

نقائص اہل کتاب

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر کفر کے سبب مہر ثبت کر دی ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یہ کفر میں راسخ ہو چکے ہیں ان کے دل سیاہ ہو چکے ہیں جسمیں کوئی چیز سمانہیں سکتی، پس یہ لوگ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے، اس میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ ہے کہ ان میں بہت کم لوگ ایمان لاتے ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ لوگ پورا ایمان نہیں لاتے یعنی بعض انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لانا کفر ہے تو خدا کی پھٹکار اُن پر پڑتی ہے اور نورِ ایمان اور فراست اللہ تعالیٰ نے سلب کر دی، ان کے دل مسخ ہو چکے ہیں، ان کی عقل پر پردے پڑے ہیں، یہ سب نقائص اہل کتاب ہیں۔

مریمؑ پر بہتان عظیم باندھنا

وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا: ان کے کفر کا سبب یہ ہے کہ یوسف نجار کے ساتھ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم لگاتے ہیں کیونکہ یہود نے حضرت مریم پر (جو پاک بندی تھی) زنا کی تہمت لگائی حالانکہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدا کیا۔

عیسیٰ بن مریم نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا: ان کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اُنہیں قتل کیا اور نہ اُنہیں سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انہی کا مفسد ساتھی تھا جو سراغ رساں تھا اللہ تعالیٰ نے فقط اس کے چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی، پس یہود نے اسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام گمان کر کے قتل کیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اوپر اٹھالیا اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں، انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا، خود بھی مذبذب ہیں اس بارے میں انہیں بھی آپس میں صحیح واقعات کا علم نہیں، محض گمان ہی کی پیروی کرتے تھے، لیکن یہ لوگ اس گمان سے اس کی پیروی کرتے جو انہوں نے اپنے خیال میں گھڑ لیا تھا، حالانکہ انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا اور یہ لوگ عدم قتل کو یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہو اور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہے پس مشکوک تھے۔ قتل کے واقعہ کی تاریخ یہ کہتی ہے کہ کوئی جاسوس جس نے بادشاہ کو خبر دی کہ فلاں جگہ عیسیٰ علیہ السلام چھپے ہیں، فقط وہی اس میں ہیں اور کوئی نہیں، خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا اور یہی جاسوس اسی اندھیرے نما غار میں داخل ہوا، لوگوں نے اُسے عیسیٰ سمجھا اور اسے سولی پر لٹکایا اور اُسے پکڑ کے کشاں کشاں لے گئے......

ع از مکافات عمل غافل مشو

سنیچر کی رات شروع ہوئی تھی اور سنیچر کے دن سولی دیتے تھے اس لئے عجلت ہی عجلت میں غروب آفتاب سے قبل اُسے سولی پر چڑھایا، تحقیق ہوئی نہیں وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح مع الجسد اٹھالیا

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا : ای مع الجسد اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا، اگر مطلق روح کا رفع ہو تو رفع روحانی تو کافر کی بھی ہے اس کے لئے آسمانی دنیا کے دروازے نہیں کھلتے تو پھینک دی جاتی ہے اور مسلمان کی روح سبع سمٰوات سے اوپر چلتی ہے بحث مافی النزاع تو رفع مع الجسد ہی ہے اِلَيْهِ میں ہ کا ضمیر تو روح مع الجسد ہی کے لئے ہے۔ وہاں ضروریات بقاء حیات تو ان کی ہیں ہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہیں یطعمنی ربی ویسقینی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ان کے مربی نے زبردستی کھانا شروع کرادیا کہ یہ انسانیت نہیں ہے روحانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اسے اٹھائے رکھے، وہاں ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی، اگر عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن نے انہیں گرفتار کیا، سولی پر لٹکایا وغیر ذلك تو اس میں عَزِیْز ہونے میں کیا بات تھی یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ غالب ہے۔ حکمت اور دانشمندی تو یہی ہے کہ "چاہ کنند

راجاہ ودر پیش'' اپنے ہی آدمی کو دشمن سمجھ کر سولی پر چڑھایا، کیسے عزیز ہونے کا رنگ دکھایا اور اگر فقط رفع روحانی تھی تو پھر بھی عَزِیْزًا کہنے کی ضرورت یہاں نہ تھی، نقائص اہل کتاب کے ذیل میں عیسیٰ کے متعلق اہل کتاب کے عقائد باطلہ بھی آگئے۔

نزولِ عیسیٰ سے منکرین کا لغویات رفع ہونا

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا: عیسیٰ علیہ السلام کا جب مشرقی مینار دمشق پر نزول ہوگا تو پھر یہ لوگ اسے مانیں گے، عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے لغویات رفع ہو جائیں گے کہ ماقتلناہٗ بعض موتہ کی ضمیر موت کل یہودی واھل الکتاب کی طرف راجع کرتے ہیں کہ جب تک انہیں مان نہ لیں تو روح نہیں نکلتی لیکن یہ توجیہ محقق نہیں بلکہ دجال کے ظاہر ہونے کے بعد اسے قتل کردیں گے، یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ بیشک حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں، مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰؑ یہود و نصاریٰ کے اعمال ظاہر کریں گے وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصف: ٦) قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے یعنی اہل کتاب پر اُس چیز کے گواہ ہوں گے جو اس وقت انہوں نے کی کہ نصاریٰ پر یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے راہ توحید سے خلاف کر کے میرے حق میں افراط کیا جس سے میں بَری ہوں۔

ظلم کی وجہ سے پاک چیزوں کا حرام ہونا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا: اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے یہودیوں پر حلال اور طیب چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لئے حلال تھیں اور یہ اس وجہ سے حرام کر دیں کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا نیز وہ کثرت کے ساتھ یہ کام بھی کرتے رہے کہ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے تھے اور اللہ کے نبیوں کو جھٹلاتے اور اپنے نفسوں کو اور دوسروں کو ان کی اتباع سے روکتے اور اس قسم کے نقائص وظلموں کی وجہ سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کر دیں۔

سود خوری

وَّ اَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ: اسی طرح ان کی سود خوری کے سبب سے حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا، سود کے موجد بھی یہی لوگ تھے، پہلی شریعتوں میں بھی سود حرام تھا اور آج بھی حرام ہے۔

لوگوں کے مال ناحق کھانا

وَ اَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا: یہ اس سبب سے کہ وہ لوگوں کے مال کو ناحق کھاتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا قطعی حکم ہے وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ (البقرة:١٨٨) مگر یہ لوگ باز نہیں آتے تھے تو ان میں سے جو کافر ہیں ہم نے ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہود میں سے خدا پرست اور راسخ فی العلم بھی ہیں

لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَ الۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ وَ الۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا: اس آیت میں بتایا کہ سارے اہل کتاب ان صفات سے متصف نہیں ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا کیونکہ جو ان میں سے علم میں پختہ ہیں اور مسلمان ہیں جیسے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو ایمان لا چکے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو دل سے ماننے والے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بھی خیالات کے پکے ہیں، خرافات وتذبذب ان میں نہیں اور اصحاب بصیرت ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں تجھ پر جو نازل ہوا ہے اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوا یعنی تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں کسی کا انکار نہیں کرتے اور اسی طرح جو نماز قائم کرنے والے اور زکوۃ ادا کرنے والے ہیں یعنی ٹھیک طرح نماز کی ادائیگی کرتے ہیں اور زکوۃ کی ادائیگی میں بھی تاخیر نہیں کرتے اور یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لانے والے ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے یعنی جنت کی نعمتوں سے نوازیں گے، یہ ان کا بدلہ ہوگا بسبب ان کے نیک اعمال کے۔

رکوع 23

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّينَ

ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسی نوح پر وحی بھیجی اور ان نبیوں پر

مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ

جو اس کے بعد آئے اور ابراہیم اور اسماعیل

وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ

اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب

وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ

اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور ہم نے داؤد کو

زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ

زبور دی۔ اور ایسے رسول بھیجے جن کا حال اس سے پہلے ہم تمہیں سنا چکے ہیں

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ

اور ایسے رسول جن کا ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور

مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ ۚ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

اللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام فرمایا۔ ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ

تاکہ ان لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ لیکن اللہ اس پر

يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

شاہد ہے جو تم پر نازل کیا کہ اسے اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے بھی گواہ ہیں

يَشْهَدُوْنَ ۭ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اللہ گواہی دینے والا کافی ہے۔ بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا

کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکا وہ بڑی دور کی گمراہی میں

بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ

جا پڑے۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کیا اللہ انہیں کبھی نہیں

اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾

بخشے گا اور نہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا۔

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَ كَانَ

مگر دوزخ کی راہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

اللہ پر یہ آسان ہے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے

جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا

ٹھیک بات لے کر رسول آ چکا سو مان لو تاکہ تمہارا بھلا ہو

لَكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اور اگر انکار کرو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ

زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اے اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى

تم اپنے دین میں حد سے نہ نکلو اور اللہ کی شان میں سوائے پکی بات کے نہ کہو

اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

بے شک مسیح عیسی مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ

اور اللہ کا ایک کلمہ ہے جسے اللہ نے مریم تک پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڗ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا

سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑ دو

لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ

تمہارے لیے بہتر ہو گا بے شک اللہ اکیلا معبود ہے وہ اس سے پاک ہے

وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى وقف لازم

اس کی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ ع

اور اللہ کارساز کافی ہے۔

رکوع (۲۳)

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ادیان سابقہ سے اصولاً متحد ہے۔

ماخذ: اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (النساء: ۱۶۳)

اختلاف صوری سے اختلاف ذاتی لازم نہیں آتا۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا: شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں فرمایا ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کا دین اصولاً متحد ہے، جیسے عبادات بدنیہ تھیں، ہم میں بھی ہیں كَمَا حرف تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصولاً متحد ہیں، اسی طرح سب کی تعلیم کا اصل اصول توحید، رسالت، مجازات ہی ہے مگر صورتیں مختلف ہیں یعنی قربانی، مالی اور بدنی کی ہر ایک کی صورتیں شریعت کی مختلف ہیں، مثلاً یہود سے زکوٰۃ دسواں حصہ لیا جاتا تھا اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیسواں حصہ لیا جاتا ہے اور یہود کیلئے غنیمت حلال نہیں تھی اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غنیمت بھی حلال ہے، علی ھٰذا القیاس اور اس سے اختلاف ذاتی لازم نہیں آتا ہے لہٰذا امم سابقہ یعنی یہود اور نصاریٰ کو شریعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے بلکہ تسلیم کرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں تمام انبیاء کا ذکر نہیں

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا: اللہ نے ایسے رسول بھیجے جن کا حال اس سے پہلے ہم تمہیں سنا چکے ہیں اور ایسے رسول جن کا ہم نے تم سے بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جتنے انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے

اس کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن ان کی تعداد اور نام وغیرہ معلوم نہ ہونے میں کوئی نقص نہیں جتنے معلوم ہوں سوائے ایک آگاہی کے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ کسی قوم کو اس کی طاقت سے زیادہ علم نہیں دیا جاتا لہٰذا عرب چونکہ ارض مقدس (شام، مصر، اردن، لبنان، فلسطین، عراق) کے انبیاء علیہم السلام سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے تھے اس لئے قرآن شریف میں فقط انہیں کا ذکر آیا ہے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خاص طور پر کلام فرمایا یعنی بغیر حجاب کے موسیٰ علیہ السلام سے باری تعالیٰ نے کلام کیا اور یہ فضیلت خصوصی موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔

مبشر و منذر رسول

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا: وہ انبیاء علیہم السلام انذار و تبشیر کے لئے آتے ہیں مان جانے والوں کیلئے مبشر اور ان سے انکار کرنے والے کے لئے منذر رہوتے ہیں۔ مُّبَشِّرِیْنَ تبعین کی ہمت کو چست کرنا۔ مُنْذِرِیْنَ خطا کاروں کی ہمت کو توڑنا۔

انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے تمام عقدوں کا حل

تمیز تو اللہ تعالیٰ نے کرادی ہے اور اسکی تائید خارجی کیلئے تاکید مزید کی جاتی ہے تاکہ پھر کوئی یہ نہ کہے کہ صاحب! اس قانون پر عمل کرنے کیلئے فلاں فلاں چیزیں مانع تھیں اس لئے ہم نے عمل نہیں کیا۔ انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کے بعد تمام عقدے حل ہوجاتے ہیں فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ (المائدۃ:۱۹) اللہ نے اتمام حجت کردی اب تمہارے پاس کوئی بہانہ نہ رہا کیونکہ اللہ غالب حکمت والا ہے مخلوق کی مصلحت سے خوب واقف ہے کوئی کام بغیر مصلحت کے نہیں ہوتا۔

ملاءِ اعلیٰ کا انسان سے تعلق کی نوعیت

لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو چیز نازل ہوئی ہم نے اپنے علم سے نازل فرمائی اس میں ترمیم واضافہ کمی وبیشی کی ہرگز ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اس کی جامعیت پر کافی شافی ہے مگر جس کو خدا سمجھ دے اور تمہاری ہمت افزائی کیلئے یہ کافی ہے کہ فرشتے بھی اس کی تحسین کرتے ہیں اور وہ بھی گواہی دیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہارے لئے یہی راستہ ہے اور ملاءِ اعلیٰ بھی انسان کے لئے یہی راستہ تجویز کرتے ہیں اور ملاءِ اعلیٰ کا تعلق انسان کے ساتھ ایسا ہے جیسا دماغ کا تعلق

باقی بدن کے ساتھ ہے یعنی جیسے دماغ انسان کیلئے مدبر ہے، اسی طرح ملاء اعلیٰ بھی انسان کیلئے مدبر ہیں لہٰذا ملاء اعلیٰ انسان کے سود وفلاح اور بہبودی کیلئے ایک راستہ تجویز کرتے ہیں اور پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ یہ راستہ تجویز شدہ قبول ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے موافق منظور فرما لیتا ہے۔

اللہ کے راستے سے روکنے والے دور کی گمراہی میں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا: اس آیت میں اُن لوگوں کے لئے شدید وعید ہے جنہوں نے خود بھی کفر اختیار کیا اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکا یہ لوگ نہ خود ایمان قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو ایمان قبول کرنے دیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے پس جو اس مسلم التعظیم والفائدہ تعلیم سے انکار کریں اور قرآن کی نشر واشاعت میں سدِ راہ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کبھی امداد نہیں کرے گا۔

کفر، ظلم اور اعراض کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا: ایسے ظالموں کی کبھی مغفرت نہیں ہوگی اور نہ ایسے لوگ ہدایت پائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون یعنی قرآن حکیم سے دشمنی کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں اور جب یہ لوگ قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو ان کو صرف دوزخ کا ہی راستہ بتایا جائے گا تا کہ اس میں داخل ہو جائیں یعنی جو اصل راستہ سے اعراض کرتے ہیں ان کے لئے جہنم کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے، کافروں کی مغفرت نہ فرمانا اور ان کو ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈال دینا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے آسان ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ قادرِ مطلق ہے اس میں اس کو کوئی مشقت نہیں ہے۔

تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم آپؐ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لاؤ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا: خطاب لجميع الناس و اهل الدنيا (تمام انسانوں اور اہل دنیا کو خطاب ہے) قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی باتیں فرما رہے ہیں جن کو اصولاً تم بھی مانتے ہو اور ٹھیک

جانتے ہو تو سید ھے ہو کر فرمانبرداروں کی فہرست میں داخل ہو جاؤ فَاٰمِنُوْا بھذا الحق یکن خَیْرًا لَّکُمْ (اس کے حق میں ایمان لے آؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا) اس کفر سے جس میں تم پڑے ہو کیونکہ وہ سراسر گمراہی ہے، پس تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم ایمان لاؤ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کے آئے وہ حق ہے، تمہارے انکار کرنے سے اس کی سلطنت میں کون سا فتور (کمی) آئے گا آسمان وزمین اُس کے قبضہ میں ہیں کوئی بھی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے جب وہ چاہے گا تو ایسے طریقہ سے تمہیں عذاب میں پھنسائے گا کہ تمہیں پتہ ہی لگنے نہ پائے گا۔

یہود کے بعد عیسائیوں کو التفات

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ: یہاں تک خطاب کا روئے سخن یہودیوں کو تھا یہاں سورت ختم ہونے لگی تو التفات عیسائیوں کی طرف ہوا جو اِن کے چھوٹے بھائی ہیں اور گمراہ ہیں، ان کو توجہ ہوئی تا کہ اہل کتاب کی تبلیغ مکمل ہو جائے۔

اہل کتاب کا غلو

تمام ادیان اصولاً متحد ہیں فقط اختلاف صوری ہے تو اہل کتاب کا شریعت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف ہونا یہ ان کا غلو ہے اور یہ آیت جواب سوالِ مقدر کا ہے کوئی شخص اعتراض کرتا ہے کہ تمہارا تو دعویٰ ہے کہ تمام ادیان سماوی اصولاً متحد ہیں حالانکہ یہود اور نصاریٰ تثلیث کے قائل ہو گئے ہیں اور اصل تمام ادیان سماوی کی توحید تھی، اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ اہل کتاب کا غلو ہے اور انسان اعتدال کا نام ہے اور اگر بہیمیت اور ملکیت میں افراط وتفریط ہو جائے تو انسان انسانیت کاملہ سے نکل جاتا ہے۔

صوفیاء کے ہاں افراط وتفریط

اس لئے مسلک انبیاء علیہم السلام ایک معتدل مسلک ہے، جس پر ایک انسان یعنی شاہ وگدا چل سکتا ہے، بخلاف مسلک صوفیائے کرام کے، چونکہ مسلک صوفیاء میں افراط وتفریط ہوئی اس لئے اس کو ہر ایک انسان نہیں نبھا سکتا، جیسے پاس انفاس (ہر سانس کے ساتھ اللہ کا لفظ جاری ہونا) وحبس دم (سانس کو قابو میں رکھنا) یا بعض صوفیائے کرام تہذیب نفس کیلئے چلے بتلاتے ہیں۔

عقیدہ تثلیث کا ابطال

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ : جب تم نے حق بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے رسولوں پر اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں یعنی ایک اللہ اور دوسرا عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرا حضرت مریم علیہا السلام، پس اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے وہ ان سب چیزوں یعنی فرزند وغیرہ سے منزہ و پاک ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اِنْتَهُوْا عن عقیدة التثلیث یکون خَيْرًا لَّكُمْ تم تثلیث اور شرک وغیرہ کو چھوڑ و اور صرف تم اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لاؤ اور اس کے انبیاء علیہم السلام پر اور کتابوں پر ایمان لانا تمہارے لئے یہی بہتر ہے، بلاشبہ اللہ اکیلا معبود ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور وہ اولاد سے بھی پاک ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص: ۱-۴)

عقیدہ ابنیت کا ابطال

حدیث قدسی ہے کہ اللہ فرماتے ہیں ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کیلئے یہ جائز نہ تھا اس نے مجھے گالی دی اور اس کو یہ بھی درست نہ تھا میری تکذیب تو اس قول سے کی کہ اول تخلیق کی طرح دوبارہ اللہ تعالیٰ تخلیق نہیں کرے گا، حالانکہ اول تخلیق سے دوبارہ تخلیق میرے لئے دشوار نہیں اور گالی اس قول سے دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنالیا حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے احتیاج ہوں، نہ میری اولاد، نہ میں کسی کی اولاد، نہ میرا کوئی مثل ہے، حالانکہ بیٹا تو باپ کے جنس سے ہوتا ہے جب وہ مختار کل ہے، صمد ہے تو بیٹا بھی ایسا ہونا چاہئے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

تمام عالم کے لئے اللہ کارساز وکافی ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا: جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے یعنی تمام مخلوقات کا وہ اکیلا مالک ہے اور جو چیز ملک ہو وہ کیسے بیٹا ہوگا؟ اس لئے کہ ان دونوں میں منافات ہے، بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ یہ صرف بہتان عظیم و غلط بات ہے جو عیسیٰؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اللہ کارساز اور کافی ہے، اس میں تنبیہ ہے کہ اللہ کی طرف ایسی نسبت کرنا بڑا ظلم ہے، جو اس میں نہیں پایا جاتا یعنی بیٹے کی نسبت حالانکہ وہ تو حیّ وقیوم اور کارساز ہے یعنی تمام عالم کیلئے وہ کافی ہے اس کو اولاد کی ضرورت نہیں اور اولاد کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ باپ کا ہاتھ بٹائے اور اس کا قائم مقام بن جائے۔

رکوع 24

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا

مسیح خدا کا بندہ بننے سے ہرگز عار نہیں کرے گا اور نہ مقرب

الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

فرشتے اور جو کوئی اس کی بندگی سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا

پھر ان سب کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا۔ پھر جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کیے ہوں گے انہیں تو ان کا پورا

اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ

ثواب دے گا اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے

اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۬

انکار کیا اور تکبر کیا انہیں درد دینے والا عذاب دے گا

وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا

اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار

نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ

نہیں پائیں گے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اتاری ہے سو جو لوگ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ

اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا انہیں اللہ اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا

مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾

اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ

تجھ سے حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں

امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا

حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے اس کے تمام

تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا

ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس بہن کا وارث ہو گا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو

اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً

اور اگر دو بہنیں ہوں تو انہیں کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا اور اگر چند وارث بھائی بہن ہوں

رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ

مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملے گا

اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾ ع ۲۴ ۵ ۴

اللہ تم سے اس لیے بیان کرتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

رکوع (۲۴)

خلاصہ: اہل کتاب کے انبیاء علیہم السلام تو غالی نہیں تھے لہٰذا وہ تو اس تعلیم کے حامی تھے جس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حامی ہیں۔

ماخذ: لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَ مَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا(النساء:۱۷۲)

عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ کو عبدیت سے انکار نہیں

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَ مَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا: گزشتہ آیات میں اللہ نے اہل کتاب کے کفر کا تذکرہ کیا کہ یہودیوں نے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا اور عیسائیوں نے دین میں تجاوز کیا اور اللہ کے بندے مسیح کو معبود مانا، کوئی ابنیت کے عقیدے کے قائل ہوئے تو کسی نے تثلیث کو اپنا لیا اور کوئی انسانوں میں اللہ کے حلول کو تسلیم کر بیٹھے، مگر اللہ نے فرمایا یہ سب باطل عقیدے ہیں، اللہ کی ذات اولاد سے پاک ہے اس کے لئے بیٹا ہونا عیب کی بات ہے لہٰذا نہ عیسیٰ علیہ السلام کو عبدیت سے انکار ہے نہ ملائکہ کو (جنہیں یہ بیٹیاں بیٹے سمجھتے ہیں) تو وہ اور جن کو تم خدا بناتے ہو اور اسی طرح جو کوئی اس کی بندگی سے انکار اور تکبر کرے گا تو وہ سب خدا کے ہاں جائیں گے، پھر وہاں پوچھے جائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ اب کون حامی بھرے وہاں سبھی تو ہیں غلام اور عبد تو سب فرمائیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ معلوم ہو جائے گا کہ کوئی بھی سوائے اللہ کے معبود نہیں۔

غلو سے باز آنے والوں کے لئے فضل الٰہی

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ: جو لوگ اس غلو سے باز آ کر دین اسلام کے پیرو ہو جائیں گے اور اچھے کام کریں گے وہ یقیناً اجر کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا، وہ زیادت ایسی ہوگی کہ

وہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور نہ کسی کان نے اُسے سنا ہو اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا تصور گزرا اور وہاں پر سب سے افضل رضوان الٰہی دیدار باری تعالیٰ ہے، پس ان بندوں کی زندگی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

انکار اور تکبر کرنے والوں کی سزا

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا: جن لوگوں نے بندگی سے انکار کیا اور تکبر میں مبتلا ہو گئے خدا کی بڑائی اور بندگی اختیار کرنے میں اور ضد و عناد پر اُڑے رہے تو وہ ایسے عذاب میں مبتلا ہوں گے جس میں وہ بے موت کے جلا کریں گے اور ختم نہ ہوں گے بِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ بہت برا ہے ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا اور اللہ کے عذاب سے کوئی نجات نہ پائے گا، اللہ تعالیٰ تمہاری دستگیری اور رہنمائی ہر معاملہ میں فرمائے گا پس جس غیر اللہ کی وہ عبادت کرتے تھے وہ بھی ان کے کسی کے کام نہ آسکے گا کیونکہ یہ لوگ اللہ کے پنجے میں آئے ہیں۔

بھیجے گئے نور اور برہان سے فائدہ اٹھاؤ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا: اے لوگو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے صحیح طریقہ الہام کیا گیا ہے، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، ہر ضرورت کیلئے اس میں روشنی کی چمک پڑتی ہے اس سے مراد قرآن حکیم ہے جو حق و باطل کی تمیز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر قطعی دلیل ہے پس اس نور پر صدق دل سے یقین کرو اس لئے کہ یہ تمہارے حق میں بڑی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنی رحمت و فضل سے دستگیری و رہنمائی فرمانا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ یَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا: اب جو اس نور سے فائدہ اٹھائیں گے اور اچھی طرح سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر لیں گے ان کو اپنی رحمت اور فضل سے حصہ دلائے گا یعنی جنت نصیب فرمائے گا، جہاں انہیں رہنمائی کی ضرورت پیش آئے گی اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری و رہنمائی فرمائے گا اور عذاب سے نجات پا دیں گے۔

کَلٰلَۃ کا ذکر رہنمائی کی نظیر کے طور پر

یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ اِنِ امْرُؤٌا ہَلَکَ لَیْسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَہٗٓ اُخْتٌ فَلَہَا نِصْفُ مَا تَرَکَ وَہُوَ یَرِثُہَآ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہَا وَلَدٌ فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَہُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ وَ اِنْ کَانُوْٓا اِخْوَۃً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ: اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی ایک نظیر بتلائی جاتی ہے کہ مسلمانوں کو باوجود یہ کہ قانونِ میراث پہلے مل چکا ہے لیکن جب ایک صورت کے متعلق ان کی تشفی نہیں ہوئی اور سوال کرتے رہے تو قرآنی حکم کے ذریعے ان کو مفصل جواب دیا جاتا ہے علی ہذا القیاس آئندہ جب کبھی مخلص مومنوں کو کوئی ضرورت پیش آئے گی تو اگرچہ سلسلہ وحی منقطع ہوا ہے لیکن ایسے بندے اللہ تعالیٰ ہمیشہ مہیا فرمائے گا جو کتاب وسنت سے اخذ کرکے خلق خدا کی رہنمائی کرسکیں، آیت میں کَلٰلَۃ کے متعلق سوال ہے یعنی کَلٰلَۃ وہ آدمی جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع ہوں، کَلٰلَۃ مرد بھی ہوسکتا ہے اور عورت بھی ہوسکتی ہے تو آیت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتاء طلب کرتے ہیں کَلٰلَۃ کے حکم کے بارے میں تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کَلٰلَۃ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو، نہ لڑکا نہ لڑکی اور نہ والد ہو بلکہ اس کی ایک بہن ہو تو اُسے اُس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو یعنی اُس بہن کا کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہو، پس اگر دو بہنیں ہوں تو انہیں کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا اور اگر دو سے زیادہ ہوں تب بھی یہی حکم ہے اور اگر چند وارث بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملے گا یعنی بھائی کو بہن سے دو چند ملے گا، اللہ تعالیٰ یہ اس لئے تمہیں بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

کَلٰلَۃ کی تین قسمیں

کَلٰلَۃ کی تین قسمیں ہیں، (۱) عینی (۲) علاتی (۳) اخیافی

پہلے اخیافی کا حکم گزرا ہے یہاں عینی اور علاتی کا ذکر ہے، سورۃ نساء میں کَلٰلَۃ کا ذکر آیا تھا، یہاں کَلٰلَۃ کے ورثاء کے حصص بتائے کہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ہر شعبہ حیات میں خدا کے عبد بن جاؤ اسکے بھیجے ہوئے ضابطہ حیات پر کاربند رہنے کی صورت میں اس کی رحمت کے قابل بن جاؤ گے، اسلئے کَلٰلَۃ کے اس حکم کا جسکا انہوں نے استفتاء کیا ہے، اس کا تفصیلی جواب دیا گیا۔

سورة المائدة

سورۃ مائدہ کا خلاصہ

اس سورت کا موضوع اصلاح عرب ہے، اصلاح تمام اقوام عالم کو ہے لیکن محل نزول کے وقت جو قوم مد نظر تھی وہی مد نظر ہے کذا اجاب الشیخ فی سوالی (1)

سورہ مائدہ کی وجہ تسمیہ

اما وجه التسمية بسورة المائدة فهوانها السورة التوحيد إيضا التى تحدثت عن مائدة طلب الحواريون من عيسىٰ عليه السلام أن يسالها ربه، الحواريون هى جمع حوارى الحواربعيسىٰ عليه السلام كالأنصارى لمحمد صلى الله عليه وسلم وأصل الحوارى فى اللغة الأبيض النقى اللون وكانت العرب مسمىٰ نساء المدن حواريات لبياضهن ثم استعمل الحوارى بمعنى النقى الخالص فى غيراللون ولهٰذا اطلق اللفظ على خلصاء عيسىٰ عليه السلام صفت قلوبهم عن الكفروالنفاق وبادروا إلى الايمان به فتلقواعنه......وبثهم فى القرىٰ ومرة فى سورة آل عمران ومرة فى سورة الصف۔

آخری نازل شدہ سورت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المائدة من آخرالقرآن نزولاً فاحلوا حلالها وحرموا حرامها (مشكل الآثار للطحاوى)

---

(1) رفیق درس مولانا سید شیر علی شاہ مرحوم ومغفور دس شوال تک شریک درس تھے مگر دار العلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کے آغاز اور داخلوں کی وجہ سے وہ مزید نہیں ٹھہر سکتے تھے حضرت والد ماجد نے انہیں اجازت دینے کا خط لکھا تھا جو بخوشی دے دی، مولانا نے اختتام درس پر ذی الحجہ میں آ کر امتحانات میں شرکت کی، اس ارشاد سے دونوں مشائخ کے باہمی تعلق و احترام پر روشنی پڑتی ہے، فرمایا: ''برادرم شیر علی شاہ کو دس شوال کو جانے کی اجازت دیتا ہوں فرمایا کہ آج تک میں نے کسی کو بخوشی اجازت نہیں دی مگر ان کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کیونکہ حضرت مولانا نے لکھا ہے اور ان کا احترام ہمارا فرض عین ہے ان کی حکم کی تعمیل ضروری ہے اس لئے شاذ صورت ہے اس لئے بخوشی اجازت دیتا ہوں پھر حضرت والد صاحب کا خط پڑھ کر سنایا۔ ہمارے بھی ادب واحترام کے بزرگ ہیں، حضرت مولانا عبدالحق صاحب خدا ان کو سلامت رکھے۔

رکوع 01

سورة المائدة

رُكُوعَاتُهَا ١٦	سُورَةُ الْمَائِدَةِ ٥ مَدَنِيَّةٌ ١١٢	آيَاتُهَا ١٢٠

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

المنزل ٢

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُمْ

اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو تمہارے لیے چوپائے

بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي

مویشی حلال ہیں سوائے ان کے جو تمہیں آگے سنائے جائیں گے

الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ﴿١﴾

مگر شکار کو احرام کی حالت میں حلال نہ جانو اللہ جو چاہے حکم دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ

اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور نہ حرمت والے مہینے کو

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ

اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اور نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے

الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا

پڑے ہوئے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کی طرف آنے والوں کو جو اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی ڈھونڈتے ہیں اور

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

جب تم احرام کھول دو پھر شکار کرو اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو کہ تمہیں

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ

وقف لازم

حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى

اور آپس میں نیک کام اور پرہیز گاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم پہ مدد

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

السلام

نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

دینے والا ہے۔ تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ

حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ جو گلا گھوٹ کر

الْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ

یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مرگیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو

اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ

مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ

تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ

کر جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں آج تمہارے دین سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

کافر ناامید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے

اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ

ڈرو آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ

پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ

اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا چیز حلال ہے کہہ دو

اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور جسے شکار پر دوڑنے کی تعلیم دو

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّاۤ

کر انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے سو اس میں سے کھاؤ

اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا

جو وہ تمہارے لیے پکڑ رکھیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ

بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آج تمہارے واسطے سب

الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ

پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ

اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے اور تمہارے لیے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

اور ان میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جب

قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ

ان کے مہر انہیں دے دو ایسے حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ

مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ

بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے اور جو ایمان سے منکر ہوا

ع ۱ ۵ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

تو اس کی محنت ضائع ہوئی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

رکوع (۱)

خلاصہ : ایفائے عہد الٰہی کی تشکیل اور دورۂ تبلیغ

ماخذ: (۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ (المائدۃ: ۱)

(۲) حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (المائدۃ: ۲)

عقد اور عقود میں ساری شریعت کا سمٹ آنا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ :العقدیکون بین المتعاقدین متعاقدین میں ایک طرف بندہ ایک طرف خدا، پھر تعمیم کرلیں گے جمیع عقود کو لیکن محل نزول کے لحاظ سے عقد باللہ مراد ہے، عقد گرہ بستن گرہ کشادن، عقد دو عقد کرنے والوں میں ہوتا ہے، عقود کی کئی قسمیں ہیں، عقد باللہ، عقد بالرسول، عقد بالملک، عقد بالسلم (یعنی بیع و شراو غیرہ عہد کرنا)

عقد باللہ یہ ہے کہ عبدیت کا حق اس طور پر ادا کیا جائے کہ کوئی لقمہ بغیر اجازت الٰہی کے اندر نہ جائے تو یہی ایفائے عہد کی تشکیل ہے اور آگے تفصیل ہے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام تو عہد باللہ کی خاطر حلال کھا کر حرام سے بچو۔ عبادت بندہ اور رب کے درمیان ہے یہ عقد بالعبدیۃ ہے، محمد رسول اللہ ہے اور میں اس کا امتی ہوں یہ عقد بالرسالۃ ہے، قرآن منزل من اللہ ہے یہ عقد بالقرآن ہے، اسلام سے عقد یہ ہے کہ ہم اس کا اتباع کریں گے یہ میرا والد ہے عقد بالأبوۃ ہے، یہ میری بیوی ہے میں اس کا شوہر ہوں، عقد بالزوجیۃ ہے یہ میرا بھائی اور یہ میری بہن ہے یہ عقد بالأخوۃ ہیں۔ اس طرح اب اس کو پھیلاتے جائیے سب عقود ہیں، کچھ عقد معبودیت، کچھ عقود زوجیت، کچھ عقود اخوت ابنیت، جب عقد مان لیا تو ان قواعد کے مناسب

حق ادا کرے گا جب ھذا ابی کہا تو فیجب علیه احترام الوالد فیحصل له النجاۃ بذلك
اور اس کیلئے خدا نے جو احکام دیئے ہیں مثلاً فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا (بنی اسرائیل:۲۳) اسکی تعمیل وایفاء کریگا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)
زوجین واولاد اس میں آ گئے وغیر ذلك اب آپ اس کو پھیلاتے جایئے، ساری شریعت دریا کی
طرح کوزے میں بند ہو جائے گی، فیقول اللّٰہ تعالیٰ اوفوجمیع العقود اللتی عقد تم بہٖ
والمراد ھھنا ایفاء العقد باللّٰہ تعالیٰ لان تفصیل الذی یجیء بعدذلك ھوالتفصیل
ایفاء العقد باللّٰہ تعالیٰ ایفائے عہد الٰہی کی تشکیل ایفائے عہد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حرام
فرمایا ہے اس کو اپنے آپ پر حرام کرے اور جو حلال فرمایا ہے اس کو حلال سمجھے۔

اہل عرب کے ہاں گوشت ذریعہ بقا

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ
اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ: بھیمة سے بھیڑیا، گیدڑ وغیرہ حرام چوپائے خارج ہیں، انعام اونٹ،
بیل، بھیڑ، بکری کو کہا جاتا ہے کیونکہ بھینس عرب میں نہیں ہوتی، ان کے کھانے میں ایسی پابندی
کرو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا ایک لقمہ بھی حلق کے اندر نہ جائے اور جس وقت پابندی کی یہ
کیفیت ہوگی تو قلب میں رضائے الٰہی کا جلوہ پیدا ہوگا اور اہل عرب سے گوشت کا چھڑوانا ایسا ہے
جیسا کہ ہندوستانی سے اناج چھڑوانا کیونکہ اہل عرب کا اکثر معاش گوشت پر ہے، اناج وہاں کم
پیدا ہوتا ہے اور گوشت کی قسمیں جتنی چاہیں چھڑوائیں اور یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی قربانی ہے کیونکہ
عرب سے گوشت چھڑوانا گویا مابہ البقاء چھڑوانا ہے اور جس وقت انہوں نے یہ چیزیں چھوڑیں تو
اللہ کی غلامی کا پکا عہد کر لیا اور جو چیزیں وہ استعمال کرتے تھے وہ چھڑوائی جاتی ہیں اور ایفاء بالعقود
کی تلقین کر کے چیزیں شمار کی جاتی ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ تم کو ایفائے عہد سفر اور حضر دونوں میں
کرنا پڑے گا پہلے سفر کا بیان کیا جاتا ہے پھر حضر کا اور سفرِ حج کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اکثر لوگوں کو
اس کا اتفاق پڑتا ہے لہٰذا شکار کو احرام کی حالت میں حلال نہ جانو یعنی احرام کی حالت میں شکار کرنا
اور شکاری کی مدد کرنا جائز نہیں، اللہ جو چاہے حکم دیتا ہے حلال کرنا اور حرام کرنا جو چاہتا ہے حکم
کرتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ جس چیز کا حکم کرے اس میں ان کی حکمت ہوتی ہے۔

مومنوں کو شعائر اللہ کے احترام کا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ: امر ونہی کے مخاطب تو ایماندار ہی ہو سکتے ہیں، اس میں نہ یہودی نہ نصرانی نہ مجوسی ہیں تو فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو یعنی جس چیز کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو حرام سمجھو اور جس کو حلال کیا ہے اس کو حلال سمجھو، جو چیزیں اللہ کی عظمت اور معبودیت کے لئے علامات اور نشانات خاص قرار دیئے گئے ہیں ان کی بے حرمتی مت کرو، مفسرین نے دو معانی لکھے ہیں:

اول: مشرکین بیت اللہ کی زیارت کے لئے جاتے تھے تو مسلمانوں کو خیال ہوا کہ ان کو راستے میں لوٹ لیا کریں تو یہ آیت نازل ہو کر منع کر دیئے گئے۔

دوم: شعار شدہ (حرم کے اندر قربانی کرنے والے اونٹ کے کوہان کو اس لئے زخمی کر کے نشاندار بنانا کہ یہ قربانی کا جانور ہے) اونٹوں کو لوگ پکڑ کر ذبح کر لیتے یا پاس رکھ لیتے تو اس سے منع کیا گیا۔

حرمت والے مہینے میں لڑائی اور قربانی کے جانوروں کی بے حرمتی سے اجتناب

وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ: حرمت والے مہینے کی بے حرمتی نہ کرو اور حرمت والے مہینے چار ہیں جن میں لڑائی کرنا جائز نہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب، یہ چار مہینے ہیں ان میں لڑائی حرام ہے اور اسی طرح قربانی کے جانوروں کی بے حرمتی بھی نہ کرو اور حرم میں ذبح ہونے والے جانور کو یعنی ہدی کے جانوروں سے تعرض نہ کرو، ہدی کے جانور وہ ہیں جو اللہ کی نیاز کے لئے حرم کی طرف لے جائے جاتے ہیں اور اسی طرح نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے باندھے ہوں، جس طرح جانوروں کے گلے میں لوگ جوتے وغیرہ لٹکاتے ہیں یا اونٹ کی گردن میں باندھتے ہیں یہ علامت ہدی ہونے کی تھی تو ان سے بھی تعرض نہ کرو کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کئے جا رہے ہیں۔

بیت اللہ شریف کی طرف قصد کرنے والے محترم لوگ

وَ لَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا: بیت اللہ شریف کی طرف قصد کر کے جانے والے لوگ بھی محترم ہیں، تو اس لئے فرمایا کہ حرمت والے گھر کی طرف آنے والوں کا، مطلب یہ ہے کہ حلال مت سمجھو ان لوگوں کو جو بیت الحرام کا

قصد کرنے والے ہیں یعنی ان سے لڑائی جھگڑے مت کرو کیونکہ یہ محترم ہیں اور یہ اپنے رب کا فضل اور اسی کی خوشی ڈھونڈتے ہیں، اسی طرح جب تم احرام کھول دو اور حلال ہو جاؤ تو پھر شکار کرنے کی اجازت ہے اب تم پر شکار کرنے کی کوئی پابندی نہیں۔

اہل عرب کو متعلقات بیت اللہ کے بارے میں خطاب، اعلیٰ قربانی کا حکم

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا: تمہارے لئے اس قوم کی دشمنی ''جو کہ تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی'' اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو، مطلب یہ ہے کہ جس قوم نے تم کو مسجد حرام اور عمرہ ادا کرنے سے روکا تھا، اس پر تم غصہ ہوئے تو یہ غصہ تم کو اس قوم پر ظلم کرنے کے واسطے آمادہ نہ کرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ، امر و نہی کے مخاطب تو ایماندار ہو سکتے ہیں غیر مسلم اشہر حرام کا کیا احترام کریں، براعۃ استہلال (علم بدیع کی اصطلاح میں صفت براعت استہلال کا معنیٰ یہ ہے کہ کلام منثور یا منظوم کے شروع میں ایسے الفاظ لائے جائیں جو آئندہ مضمون کے مناسب ہوں) کے طور پر کہا گیا کیونکہ عرب کو خطاب ہے اور ساری چیزیں بیت اللہ کے متعلق آ رہی ہیں وہ چیزیں آ رہی ہیں جن کا تعلق عرب و متعلقین خانہ کعبہ سے ہو سکتا ہے۔

نیکی میں ایک دوسرے سے تعاون

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى: آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو یعنی ایک دوسرے کا نیک کاموں میں تعاون کرو جس کام پر ثواب کا وعدہ ہے اس کے کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

گناہوں پر تعاون کرنے سے ممانعت

وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ: گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو یعنی جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس میں کسی کی مدد نہ کرو بلکہ اس کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہے تو مدد ہوئی مگر ظالم کی کس طرح مدد کی جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکو یہی اس کی مدد ہے (بخاری: ح ۲۴۴۴) ایک اور حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِثم کے بارے میں سوال کیا

گیا کہ اِثم کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرے دل میں کھٹکے اس کو چھوڑ دو، پھر پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس کی برائیاں رنج دیں اور بھلائیاں خوش کریں، اللہ سے ڈرو یعنی جس چیز کا حکم کریں اس کی اطاعت کرو اور اس کو مانو اور جس سے منع کرے اس سے منع ہو جاؤ تو مطلب یہ ہوا کہ جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو اتق المحارم تکن اعبدالناس وهو معكم این ما کنتم محرمات سے بچو، تم عبادت گزار بن جاؤ گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، جو اس کی نافرمانی کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی ہو۔

حرام وممنوعات

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ: عقد باللہ کو پورا کرنے اور اس کو نبھانے کیلئے ان چیزوں سے رُک جاؤ جو حرام اور ممنوعات ہیں اور ان ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کرنا اور ان کو استعمال نہ کرنا، ان میں مذکورہ اشیاء کا ذکر آیت میں ہے۔ اَلْمَيْتَةُ ہر وہ جانور جو شرعی طریقے سے ذبح کئے بغیر مر جائے تو وہ مردار کہلایا جائے گا اس کا کھانا حرام ہے، وَالدَّمُ خون کا ذکر اس سے دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون مراد ہے، وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا ہر ہر جز ناپاک اور نجس العین ہے اس کا گوشت ہو یا چربی یا کوئی بھی جز ہو ان سب کا کھانا حرام ہے، وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور اسی طرح وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اس کا کھانا حرام ہے وَالْمُنْخَنِقَةُ اور وہ جانور جس کا گلا گھونٹ کر مار دیا جائے اس کا کھانا بھی حرام ہے، وَالْمَوْقُوْذَةُ جس جانور کو لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مار کر ہلاک کر دیا جائے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے وَالْمُتَرَدِّيَةُ یعنی وہ جانور جو کسی اونچی چوٹی یا بلندی سے گر کر مر جائے اس کا کھانا بھی حرام ہے وَالنَّطِيْحَةُ وہ جانور جو کسی تصادم یا آپس کی لڑائی سے مر گیا ہو تو اس کا کھانا بھی حرام ہے وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اور اسی طرح وہ جانور بھی جس کو کسی درندے شیر اور بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا ہو اس کا کھانا بھی حرام ہے، حرام چیزوں کی مذکورہ قسموں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ جسے تم نے ذبح کر لیا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے، پھر فرمایا کہ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور جو نصب (اصنام وہ

مورتیاں جن کی اہل عرب عبادت کیا کرتے تھے) پر ذبح کیا جائے اس کا کھانا بھی حرام ہے، وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اور اسی طرح یہ بھی حرام کیا گیا کہ تقسیم کرو تیروں کے ذریعے سے، اہل عرب کا طریقہ تھا کہ تیروں کے ذریعے اونٹ کا گوشت تقسیم کیا کرتے تھے اور یہ ان کے ہاں ایک قسم کا جوا تھا، یہ سب گناہ ہیں۔

مسلمانوں کی کامل اطاعت سے کافر مایوس ہوجائیں گے

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ: جس وقت اس درجہ کے تابع فرمان الٰہی بن جاؤ کہ اور باتیں تو درکنار تم کھانے پینے میں ایک دانہ بھی اللہ کی مرضی کے بغیر استعمال نہ کرواتے اتنے پابند رضائے الٰہی ہوجاؤ تو کافر مایوس ہوجائیں گے کہ یہ لوگ اتنے مضبوط، مستقل مزاج اور پابند رضائے الٰہی ہیں تو انہیں اللہ کی راہ سے ہٹانا لالچ وخوف میں لانا مشکل ہے تو مایوس ہوجائیں گے تو اس لئے فرمایا کہ ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو یعنی کفار سے مت ڈرو اہل ایمان صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، حدیث میں ہے کہ میری امت میں ایک گروہ برابر کافروں پر غالب رہے گا وہ کبھی مغلوب نہ ہوگا، خواہ ان کی کوئی مدد کرے یا نہ کرے ان کو کچھ ضرر نہ پڑے گا۔ (مسلم: ح ۱۹۲۰)

آیت کا ربط

جب مسلمانوں کی جماعت وجم غفیر اس بات کا عادی ہوجائے اور عقد باللہ کو اس درجہ مضبوطی سے پکڑیں گے تو کفار مایوس ہوجائیں گے کہ اس قوم کو گرانا مشکل ہے (یہی ربط ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ)

تکمیل دین

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا: آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کرچکا یعنی احکام اور فرائض کو پورا کیا اور اسی طرح میں نے تم پر اپنا احسان پورا کردیا یعنی تمہیں غلبہ عطا کیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بڑی عظیم نعمتوں سے نوازا اور ان کے دین کو کامل کردیا، یہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں، پس حاصل یہی ہے اسلام کا کہ "گردن نہادن" ہر عمل حیات پابند رضائے الٰہی ہوجائے انسان فانی عن مرادنفس ہوجائے باقی برضائے الٰہی مستغنی عن

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ؏ الخلق محتاج الی اللہ ہو جائے…………

پھر کافر کا نا امید و مایوس ہونا یقینی ہے اور یہی ہے دین کی تکمیل کہ جب کھانا پینا بھی تابع رضائے الٰہی ہو جائے تو باقی چیزیں بدرجہ اولیٰ تابع ہو جائیں گی، اطاعت تو یہی ہوتی ہے جب اس درجہ اسلام میں پختہ کار ہو جائیں تو کافر ہم سے مایوس ہو جائیں گے۔

اصلی اور نقلی اسلام کی تلاش

ہر عقل مند کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ نقلی کے بجائے اصلی اور کھوٹی کے بجائے کھری چیز تلاش کر کے لے، جب دنیا کی چند روزہ ''فانی اور بے وفا'' زندگی کی ضروریات میں انسان کھری اور اصلی چیز کا متلاشی اور خواہشمند ہے تو اسلام جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور جس کی برکت سے قبر کے عذاب سے بچنا ہے اور جس کی برکت سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنی ہے اور جس کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی پینا ہے اور اس پانی کے پینے سے پچاس ہزار سال کے دن کی پیاس بجھانی ہے اور جس اسلام کی برکت سے دوزخ کے اوپر پل صراط پر صحیح وسلامت پار اترنا ہے اور جس کی برکت سے دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچنا ہے، کیا ان برکتوں والے کھرے اسلام کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے؟ یاد رکھیں! کہ اگر کسی کے پاس کھرے اسلام کی بجائے کھوٹا اسلام ہوگا تو اوپر ذکر کی ہوئی برکتوں میں سے ایک برکت بھی نصیب نہیں ہوگی بلکہ کھوٹے اسلام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، عذاب قبر میں مبتلا ہو جاؤ گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی نہیں پی سکو گے پل صراط سے پار نہیں جا سکو گے اور جنت میں پہنچنے کے بجائے جہنم میں جا گرو گے۔

کھرا اسلام

کھرا اسلام وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔''

کھرے اسلام کے مکمل ہونے کی تاریخ

گزشتہ آیت میں اسلام کے مکمل ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ آیت ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ

جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دن عرفات کے میدان میں تشریف فرما تھے۔ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعلان کے بعد کل ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے ہیں۔ اصلی اور کھرا اسلام وہی ہے جو اس اعلان تک مکمل ہو چکا ہے اور قیامت تک اصلی اسلام یہی سمجھا جائیگا اس کے بعد جو چیزیں نئی ایجاد کر کے اسلام کا جزو بنائی جائیں گی، وہ اسلام بناوٹی اور کھوٹا ہوگا۔

کھرے اور کھوٹے اسلام کی دکانیں

یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہی چیز کی کئی دکانیں ہوتی ہیں بعض دکاندار اپنی دکان میں کھری چیز رکھتے ہیں اور بعض دکاندار اس چیز کی کھوٹی جنسیں رکھتے ہیں، مثلاً دکاندار بعض تو اصلی گھی جو دودھ سے برآمد ہوتا ہے وہ بیچتے ہیں اور بعض بناوٹی گھی بیچتے ہیں اور دونوں دکاندار گھی فروش کہلاتے ہیں مگر ایک کے ہاں کھرا اور دوسرے کے ہاں کھوٹا، بعینہ اسی طرح علمائے دین کی مثال ہے، ایک قسم علماء کی وہ ہے جو قرآن مجید کے پیش کئے ہوئے اسلام کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو پیش فرماتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا اصلی اسلام کے سانچے میں ڈھلا ہوا نمونہ بنا کر دکھاتے ہیں، مثلاً یہ حضرات لوگوں کو تلقین کرتے ہیں کہ پانچ وقت نماز پڑھنا، مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی چیز ہے اور جو آدمی نماز نہیں پڑھے گا اسے مومن مسلم نہیں بلکہ مومن فاسق کہا جائے گا اور مثلاً اس جماعت کے علمائے کرام لوگوں کو یہ تلقین کریں گے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھا کرو علاوہ اس کے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھا کرو اور ان وظائف کے پڑھنے کا فائدہ یہ بتلائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اسے بہشت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر والے وظیفہ کا یہ فائدہ بتلائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ وظیفہ پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ان حضرات کے مقابلے میں علمائے کرام کی ایک دوسری دکان ہے وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ نماز کے بعد مندرجہ بالا وظیفہ پڑھا کرو اور اسی وظیفہ کو سمجھو کہ اصلی مسلمان کی یہی علامت ہے اور جو شخص نماز کے بعد یہ وظیفہ نہ پڑھے گا وہ وہابی ہے یعنی بے ایمان ہے اس کے ساتھ سلام و کلام نہیں کرنا چاہئے۔

مسلمان کا فرض

ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی ایمانداری سے خود فیصلہ کرے کہ علماء کی دونوں دکانوں میں سے کس کے پاس اصلی اسلام ہے اور کس کے پاس نقلی اور بناوٹی۔

مستثنیات کا ذکر

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ: اضطراری حالات میں مستثنیات بھی ہیں اب اس کی اجازت اور استثناء کی صورتیں بیان کی جارہی ہے تو فرمایا کہ جو شخص بھوک سے ایسا مجبور ہو کہ جان پر بن رہی ہو اور اس کے پاس حلال چیزوں میں سے کھانے کو کچھ نہ ہو اور گناہ کی طرف میلان طبعی بھی نہ ہو، مجبوراً کچھ تھوڑا سا کھالے یعنی جب بھوک سے بالکل بیتاب ہو جائے تو اس کو کھانے کی اجازت ہے، حرام اشیاء کو بقدر ضرورت کھانے سے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ پس جب اس قدر پابندی ہو اور ہر عمل حیات محدود رضائے الٰہی ہو اور یہ رضائے مستمرہ ہو پھر من کان للہ کان اللہ لہ کا حکم صادق آئے گا یا نہیں؟ جس کو یہ نعمت نصیب ہوئی اس سے اللہ راضی ہوگا وہ نجات اور بہشت کے راستے پر جارہا ہے لیکن افسوس! کہ ہم میں اس درجہ کی پابندی نہیں رہی، چاہئے تو یہ کہ ہر لحظہ حیات تابع رضائے الٰہی ہو جائے، نکاح پڑھاتے ہیں مسلمانوں سے اور باجے بجاتے ہیں مشرکوں سے ......

ع ہم وہ مست قلندر ہیں کبھی مسجد میں کبھی مندر میں

ہم اللہ کے تابع نہیں ہیں الا ماشاء اللہ، اکثریت تابع ہے اپنے نفس کی، نفس اگر کہے کہ یہ دین کا کام کرلو تو کوئی کام کریں گے عموماً اکثریت خواہشات نفس کو رضائے الٰہی پر ترجیح دیتی ہے۔

تعلیم و تکمیل روح کے بعد تبلیغ کی ضرورت

یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ

اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ: عقیدۂ تفویض وتسلیم کے بعد ہر معاملہ میں اللہ کی رضا وحکم کو معلوم کرنا ہوگا یا نہیں؟ یہی ترتیب ہے، اس آیت سے پہلے روح کی تعلیم ہو چکی ہے کہ اصل غرض یہ تھی کہ عرب میں یہ جذبہ پیدا کر دیا جائے کہ مرضی الٰہی کے سوا پیٹ میں ایک لقمہ بھی اندر نہ جانے پائے اور یہ قاعدہ ہے کہ انسان کو اپنی تکمیل کے بعد تعلیم کا دروازہ کھولنا پڑتا ہے، ورنہ اس پر کتمان علم کا فرد جرم لگ جائے گا لہٰذا مسلمانوں کے دین کی تکمیل تو ہو چکی۔ چنانچہ خود ہی ارشاد ہو رہا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ اور اب دورہ تبلیغ کے لیے باہر نکلنا پڑے گا اور چونکہ تبلیغ الأقرب فالاقرب کو ہوتی ہے اور مسلمانوں کے سب سے اقرب اہل کتاب ہیں ان کو سب سے پہلے تبلیغ کرنا موزوں ہے۔

سفر تبلیغ میں حلال وحرام

جس وقت تبلیغ کیلئے نکلے گا تو مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے کہ اس دورہ تبلیغ میں ہمارے لئے کون سی چیز حلال ہے تو فرمایا جاتا ہے کہ جتنی ستھری اور عمدہ چیزیں ملیں وہ استعمال کرو یعنی حلال اور پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ اور سدھائے ہوئے جانوروں سے شکار کرو اور اسکا کھانا بھی جائز ہے یعنی وہ جانور جس کو تم نے تربیت دی ہے اس طریقے سے جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے۔

شکاری جانور کے شکار کی حلت وحرمت میں تمیز

فرمایا کہ اس میں سے کھاؤ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں، بشرطیکہ اس شکاری جانور نے اس سے نہیں کھایا ہو، اگر خود اس نے کھایا ہو تو تم اس کو مت کھاؤ وہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے، حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اپنا سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑ دے، درآں حالیکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو تو جو شکار وہ تیرے لئے پکڑ کر رکھے اس کو کھاؤ حضرت عدیؓ نے کہا کہ اگرچہ مار ڈالے؟ فرمایا! کہ ہاں! اگرچہ مار ڈالے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہیں ہے شریک نہ ہو گیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہیں پڑھا پھر اگر اس نے اس میں سے کھا لیا تو اس میں سے مت کھاؤ کیونکہ خوف ہے کہ اس نے شاید اپنے لئے شکار کیا ہو اور جب تم شکار کو پکڑنے کے لئے اپنے سدھائے ہوئے جانور کو چھوڑو تو اس پر اللہ کا نام پڑھ لیا کرو کیونکہ اس سے وہ تمہارے لئے حلال ہو جائے گا، پس اللہ سے ڈرتے رہو یعنی اللہ نے جو حدود مقرر کی ہے اس میں تجاوز مت کرو، بے شک اللہ جلد

حساب لینے والا ہے، وہ ہر چیز سے باخبر ہے علام الغیوب ہے، وہ بندے کے ہر حال سے واقف ہے ظاہری ہو یا باطنی سب کو جاننے والا ہے۔

حلت وحرمت کا قصہ

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ: محرمات کا سلسلہ ختم ہوا، اب شکار کے جانوروں میں بھی حلت وحرمت کا قصہ چلتا ہے اس کا بیان ہے تو فرمایا گیا کہ پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور طعام سے مراد اہل کتاب کا ذبیحہ یعنی وہ تمہارے لئے حلال ہے اور اسی طرح کھانا ان کیلئے حلال ہے یعنی تم اپنے کھانے میں سے ان کو کھلا سکتے ہو اور اسی طرح تمہارے لیے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں اور ان میں سے وہ پاک دامن عورتیں بھی جس کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے یعنی اہل کتاب میں وہ عورتیں جو پاک دامن ہیں اُن سے نکاح کرنا تمہارے لئے جائز ہے، تو جب ان کے مہر انہیں حوالہ کر دو اس حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ تعلقات رکھنے والے، مطلب یہ ہے کہ ان کو مہر دو نکاح کے واسطے نہ کہ بدکاری کے واسطے اور نہ چھپی آشنائی کے واسطے۔

قانون الٰہی کا انکار باطل ہے

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون کا انکار کرے گا تو اس کا عمل باطل ہوگا، اس کی محنت ضائع ہوگی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا کیونکہ وہ صحیح راستے سے بھٹک گیا تو جو آدمی اللہ کی معرفت اور یقین عطا فرمانے پر اس کا شکر ادا نہ کرے تو وہ اعلیٰ درجے کے ایمان سے گر گیا۔

رکوع 02

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھو لو

وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا

اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو

بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ

اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم

جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

ناپاک ہو تو نہا لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

یا کوئی تم میں سے جائے ضرورت سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ

اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تم پر

اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ

تنگی کرنا نہیں چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا

لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

شکر کرو۔اور اللہ کا انعام جو تم پر ہوا ہے اسے یاد کرو اور

مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

اس کا عہد جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا

وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧

اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ

اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے

بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا

کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو انصاف کرو

تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ

اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تم کرتے ہو بے شک اللہ اس سے خبردار ہے۔ اللہ نے ایمان والوں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩

اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ

الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

دوزخی ہیں۔اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو

عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں کو

ع فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١

اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

رکوع (۲)

خلاصہ: (۱) طریقہ تمیز طیبات

(۲) اور تاکید ایفائے میثاق

(۳) التزام عدل کی تلقین

ماخذ: (۱) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدہ: ٦)

(۲) وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (المائدہ: ٧)

(۳) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدہ: ٨)

ربط آیات

پہلے رکوع میں کھانے پینے کی چیزوں کی بحث تھی، طیب چیزوں کی اجازت دی گئی اور آگے وضو کا حکم فرمایا:

نظافت طبع کے لئے جسمانی اور روحانی طہارت کی ضرورت

التزام طہارت سے طبیعت میں اطمینان لطافت ونزاہت پیدا ہوتی ہے، جس قدر طہارت کا التزام ہوگا اتنی ہی لطافت ونزاہت پیدا ہوگی اور حلال وحرام میں امتیاز کی استعداد پیدا ہوگی اور نظافت طبع کے لئے طہارت ضروری ہے اور طہارت سے مراد طہارت جسمانی اور روحانی دونوں ہیں یعنی جسمانی اور روحانی نظافت طبع کے لئے موقوف علیہ ہے کہ نظافت طبع تب حاصل ہوگی جب یہ دونوں طہارتیں حاصل ہو۔

طریقہ تمیز طیبات

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ: نماز کے لئے غسل ووضو کی تلقین کی گئی ہے کہ جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے دھولو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو، وضو کا طریقہ بھی بتایا پھر اگر پانی نہ ملے تو بصورت عذر تیمم کی اجازت دی گئی ہے، اس میں التزام طہارت ہے کہ مطہر چیزوں کو کھاؤ گے تو طریقہ تمیز طیبات حاصل ہو جائے گا، ذکر نعمت الٰہی ہوگا اور تم قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ ہوں گے، لوگوں کی اکثر یہ شکایتیں آتی رہتی ہیں کہ کل سے طبیعت بگڑی ہے نہ نماز میں توجہ، نہ لطف، نہ ذکر میں لذت ورغبت وغیرہ کوئی کہتا ہے کہ طبیعت پرسوں سے بگڑی ہے، کیوں بگڑی ہے؟ کرتے ہیں اللہ اللہ۔ ادھر سے اجابت آتی ہے اجابت کا محل قلب ہے اور قلب میں پاکیزگی چاہیے۔

اکل حرام کا اثر ظلمت ہے

جب کسی نے حرام کھایا ہو تو حرام کا اثر ظلمت ہے تو نور اور روشنی قلب مدہم پڑ جاتی ہے یہ چیزیں بھی سمجھانے سے آتی ہیں انہیں تو تمیز ہے ہی نہیں، میں فوراً کہہ دیتا ہوں کہ تم نے حرام کھایا ہوگا، تم نے غلطی سے کھانا کھایا جس میں زہر ملا ہوا تھا، اب یہ خودکشی بارادہ نہیں ہوئی، مگر خودکشی ہوئی تو سہی زہر اپنا اثر تو دکھائے گا جرم نہیں ہے مگر حرام اثر دکھائے گا، لطافت اور نورانیت میں کثافت آجائے گی، حلال میں نور ہے اور حرام میں ظلمت ہے۔ تم نے غلطی سے دودھ میں سنکھیا پیا، مجرم نہیں ہو لیکن اس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہے گا، لاہور میں اکثر چیزیں حرام کی ہوتی ہیں فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (الحج : ٤٦) دل

کی آنکھیں اور چیز ہیں، ظاہری آنکھیں اور چیز۔ علماء بھی کتابیں پڑھتے ہیں مگر معاف فرمائیں یہ چیز مربی کی طویل صحبت وتزکیۂ باطن سے پیدا ہوتی ہے اگر چہ آپ لوگوں میں بھی ہونگے......

ع تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بزرگوں کا کمال ادب

مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے اس مرتبہ جلسے میں میری اطلاع کے بغیر میرا نام تقریر کے لیے تہذیب اخلاق وتزکیہ نفس کا عنوان رکھ کر شائع کیا العالم لا یتمیز ولا یتزکیٰ إلا بصحبة المرشد (عالم تمیز اور تزکیہ بغیر صحبت مرشد کے نہیں کرسکتا) اور تمیز اللہ کے پاک نام سے پیدا ہوتی ہے، اولیاء کے قدموں کی خاک سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاج میں نہیں، کیا ان بادشاہوں کو تمیز ہے؟ اور جب تمیز ہو جائے تو حلال کھائے گا، حرام سے بچے گا اور عبادة اللہ کا رجحان پائے گا لیکن......

مدتی این مثنوی تاخیر شد
مہلتی بایست تا خون شیر شد

اس کے لئے ریاضت اور محنت کی ضرورت ہے طالب صادق اور شیخ کامل ہو، یہ میری مرئیات (دکھائی دینے والی چیزیں) ہیں ظنیات نہیں، عقیدت اور ادب واحترام میں فرق نہ آنے پائے، یہ تجربہ ہے، ورنہ وہ رابطہ بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت مدنیؒ کی مجلس میں کمال ادب

میں تین تین گھنٹے حضرت مدنیؒ کے سامنے خاموش باادب بیٹھتا تھا، کامل کے سامنے دل اور باطن میں ادب کر کے بیٹھنا الگ طریقہ ہے اور ظاہراً بیٹھنے کا بھی طریقہ اور ہے کأنّ علی رؤسنا الطیر (گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں) حضرت مدنیؒ میرے پیر اور مرشد نہیں تھے مگر میں ان کا ادب شیخ کی طرح کرتا تھا، ایک دفعہ حضرت کو کہیں باہر جانے کی ضرورت آئی تو فرمایا احمد علی! میں نے کہا حاضر ہوں فرمایا میری جگہ بیٹھ جاؤ وہ پہچانتے ہیں۔ ایک اللہ والے کو ناراض کرنا کوئی آسان بات ہے اس کی پھٹکار اس طرف سے پڑتی ہے من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب (البخاری: ح ٦٥٠٢) جس نے میرے ولی سے عداوت کی تو میری طرف سے اعلان جنگ ہے، میں تمام اولیاء اللہ اور چاروں سلسلوں کے خاندانوں کی عزت کرتا ہوں۔

حلال وحرام میں تمیز کے لئے طویل صحبت چاہیئے

طریقہ تمیز طیبات (حلال چیزیں) جو تم نے عرض کیا تو تمہاری سمجھ میں آیا؟ تم سنا؟ یاد رکھو! اس اللہ کے پاک نام کی برکت سے عجائبات ہیں، جاہل تو جاہل رہے اور عالم اس کی وجہ سے جاہل ہو جاتے ہیں هذا المقام من الحلال والحرام میں، چالیس سال اہل اللہ کے قدم میں رگڑے رہو تب جا کر یہ مقام کہیں حاصل ہوگا حدیث شریف میں ہے: اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله (الترمذی: ح٣١٢٧) وهذه الفراسة كسبى تحصيله بعد مدة طويلة یہ بینائی محنت اور کسب سے بڑی مدت کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ علم غیب نہیں۔

پانی نہ ملنے پر تیمم کا حکم

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ: وهذا ايضاً تلقين للنظافة نظافت کی تلقین ہے کہ اگر تم ناپاک ہو تو غسل کرو یعنی تمام بدن کا دھونا واجب ہے اور اگر تم بیمار ہو یعنی ایسی بیماری جس کی وجہ سے پانی نقصان پہنچاتا ہو اور اسی طرح اگر تم مسافر ہو یعنی سفر کی حالت میں پانی کا ملنا مشکل ہو اور اسی طرح تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یعنی کسی وجہ سے وضو ٹوٹا ہو اور اسی طرح یا تم میں سے کوئی عورتوں کے پاس گیا ہو یعنی لمس کی وجہ سے وضو ٹوٹ گیا ہو تو ان تمام صورتوں میں کوئی صورت پیش آئے تو اب کیا کرنا ہوگا؟ تو آگے فرمایا: پانی تلاش کرنے کے بعد بھی نہ ملا یا مرض کے نقصان کی وجہ سے تو اب پاکی کا حکم یہ ہے کہ پاک مٹی سے تیمم کرلو، اب تیمم کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ پاک مٹی سے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح کرو کیونکہ مٹی باعث طہارت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے التراب طهور المسلم اس کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں آپ پڑھ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے ہر حدث (ناپاکی) سے خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔

اتمام نعمت کیا ہے؟

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ: التميز بين الكفر و الإيمان التميز بين الشرك والتوحيد، التميز بين الحلال والحرام حاصل ہو جائے اور نظافت ولطافت آ جائے یہ اتمام نعمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تکمیل نعمت دخول جنت اور نجات دوزخ ہے

تاکید ایفائے میثاق

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ: تاکید ایفائے میثاق کا ذکر ہے کہ اللہ کا انعام جو تم پر ہوا ہے نعمت اسلام کا تو اُسے یاد کرو اور اس کا عہد بھی جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے، تم نے تمام معبودان باطلہ سے بیزاری کا وعدہ کیا ہے اس کے پابند رہو اور اس پر قائم رہنا، کہیں کسی دوسرے سے عبودیت کا تعلق نہ بنا بیٹھنا، نہ کسی دوسرے کا بندہ بننا، اس میں یاددہانی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے عہد کیا تھا، اللہ سے عہد توڑنے سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے، اس سے عہد شکنی مت کرو، ورنہ سخت سزا کے مستحق بن جاؤ گے۔

التزام عدل اور بے اعتدالی سے بچنے کی تلقین

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کیلئے کھڑے ہو جاؤ، حقوق الٰہی ادا کرنے میں اور انصاف کے ساتھ شاہد رہو اعطاء کل ذی حق حقہ ہر حقدار کو اس کا حق پہنچاؤ ظلم و زیادتی سے بچو، خدا تعالیٰ کے عہد کے ایفا کے بعد تاکید کی جاتی ہے کہ خلق خدائے تعالیٰ کے ساتھ سلوک میں اعتدال سے ہٹنے نہ پاؤ، خواہ دشمن ہی سے واسطہ پڑ جائے، تم عدل پر قائم رہو یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، وہ خبیر ہے اس سے ڈرو اور اُس کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جو کام تم کرتے ہو خواہ وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر ہو ان سب سے وہ باخبر ہے اس سے بچ نہیں سکتے۔

اللہ کے وعدے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ: جس نے عہد کا ایفاء کیا اور تعلق بالخالق اور تعلق بالمخلوق کو ٹھیک بنایا اور اچھے کام بھی کئے تو وہ لوگ مغفرت اور اجر عظیم پائیں گے، اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کیلئے مختلف لوگوں سے وعدے کئے ہوئے ہیں مثلاً ایمان والوں سے وعدہ ہے کہ ان کو بڑا اجر دیا جائے گا بشرطیکہ ان میں صحیح ایمان ہو جو ایمان اور اسلام حدیث میں آیا ہے وہ ملاحظہ ہو، حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے، ناگہاں ظاہر ہوا ہم پر ایک آدمی جو نہایت سفید

کپڑوں والا تھا، نہایت سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کا اثر نظر نہیں آرہا تھا، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا پھر اپنے دونوں گھٹنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق خبر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی اس بات کی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو حج بیت اللہ کا کرے، اگر وہاں جانے کی توفیق ہو، کہا تو نے سچ کہا ہے، ہم نے تعجب کیا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، کہا کہ مجھے خبر دیجئے! ایمان کس چیز کا نام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ کی تقدیر پر اچھی اور بری تقدیر سب اسی کی طرف سے ہے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

منکرین ومکذبین کے لئے عذاب جہنم

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ: ماقبل کی ضد ہے تصویر کے دونوں رُخ دکھا دیئے اگر تکذیب احکام الٰہی کروگے علماً، عملاً یا لساناً تو اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ تو وہ دوزخی ہیں خواہ وہ دنیا میں کتنے ہی عیش وآرام میں رہے ہوں ان کیلئے جہنم ہی ہوگا۔

انعاماتِ خصوصی کا تذکرہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ فَکَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡکُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ: اے مسلمانو! تم تجربہ کر چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی وجہ سے اس نے تمہیں کئی دفعہ دشمنوں کی نرغے سے بچایا، لہٰذا آئندہ بھی اس کی رضا کے پابند رہو گے تو وہ اسی طرح تمہاری امداد فرمائے گا، مثلاً ایک واقعہ سنایا اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ انعامات عمومی کے بعد خصوصی نعمت کا تذکرہ کیا کہ جب لوگوں نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے، پس اللہ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

رکوع 03

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے

اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ

بارہ سردار مقرر کیے اور اللہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم

اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ

نماز کی پابندی کرو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاؤ گے

وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

تم سے دور کر دوں گا اور تمہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

نیچے نہریں بہتی ہیں پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد کافر ہوا

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

وہ بے شک سیدھے راستے سے گمراہ ہوا۔ پھر ان کی عہد شکنی

مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ

کے باعث ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا وہ لوگ

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ

کلام کو اسکے ٹھکانے سے بدلتے ہیں اور اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ

اور تو ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا مگر تھوڑے ان میں سے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾

سو انہیں معاف کر اور درگزر کر بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے بھی ہم نے عہد لیا تھا

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

پھر وہ اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی پھر ہم نے ان کے درمیان ایک دوسرے کی دشمنی

وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ

اور بغض قیامت تک کیلئے ڈال دیا اور اللہ ان کا کیا ہوا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

انہیں جتلا دے گا۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ

جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ۗ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور بہت سی چیزوں سے درگزر کرتا ہے بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے

نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝١٥ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ

روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اسے جو

رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اس کی رضا کا تابع ہو اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے

النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٦ لَقَدْ

روشنی کی طرف نکالتا ہے اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ بے شک وہ

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ

کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ تو وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

کہہ دے پھر اللہ کے سامنے کس کا بس چل سکتا ہے اگر وہ چاہے

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ

کہ مسیح مریم کے بیٹے اور اس کی ماں اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے

مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ

جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۚ قُلْ

یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہہ دو

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ

پھر تمہارے گناہوں کے باعث وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے بلکہ تم بھی اور مخلوقات

خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَلِلّٰهِ

کی طرح ایک آدمی ہو جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَاِلَيْهِ

اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے اور اسی کی طرف

الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

لوٹ کر جانا ہے۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا پیغمبر آیا جو تمہیں صاف صاف

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا

بتلاتا ہے ایسے وقت میں رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ کہنے لگو

جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ

کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا سو تمہارے پاس خوشخبری دینے والا

ع ۸ وَّنَذِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع

اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رکوع (۳)

خلاصہ: نقضِ عہدِ میثاق کے نتائج (یہود کے بھی نقض عہد کے نتائج اور نصاریٰ کے بھی نقض عہد کے نتائج تمہارے سامنے آ گئے ہیں)

ماخذ: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (المائدہ: ۱۳)

قصص امثال عبرت

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ: اللہ تعالیٰ نے یہود سے میثاق کی شرطیں طے کیں کہ اگر وہ ان شرطوں کو پورا کریں گے تو ان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے، یہود کے قصے وغیرہ یہ سب امثال عبرت کے لئے ہوتے ہیں یعنی قصے بنی اسرائیل کے سناتے ہیں اور مقصد امت محمدیہ کو سبق دینا ہے اور نقض عہد سے ڈرایا جا رہا ہے نقض عہد والوں کے نمونے دکھا کر کہ اگر تم نے بھی نقض عہد کیا تو یہی سلوک تمہارے ساتھ بھی ہوگا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (الاحزاب: ۶۲) اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار بارہ قوموں کیلئے مقرر کئے، ہر قوم کا الگ سردار تھا پس سردار نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کی تھی تا کہ وہ لوگ ایمان اور تقویٰ پر رہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی تمہارا معاون اور مددگار ہوں، جب یہ سب امور ادا کرو گے تو فرمان الٰہی ہے کہ میں تمہارے گناہوں کو تم سے ضرور

دور کروں گا، پس جہنم سے بے خوف ہو جاؤ اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور یہ انعامات تب ہوں گے جب تم اطاعت الٰہی کروگے۔

شرائط میثاق

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ عبادات بدنی اور عقائد کا عہد کہ نماز جو بدنی عبادت ہے اس کو قائم کرنا وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ عبادات مالی وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، یہود چونکہ رسولوں کو جھٹلاتے تھے اس لئے فرمایا کہ نماز وزکوۃ تب قبول ہوگی جب رسول پر ایمان ہو وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ رسولوں کی مدد اور تعظیم کرنا یعنی رسولوں سے دشمنوں اور کافروں کو رد کروگے اور بری بات ان سے دور کروگے وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے یعنی راہ جہاد میں خرچ کروگے اور اس آیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر غریبوں ومسکینوں کو مال دوگے، پس اگر اس عہد کی عہد شکنی یا خلاف ورزی کی تو پھر جو کوئی بھی تم میں سے اس کے بعد کافر ہوا وہ بیشک سیدھے راستے سے گمراہ ہوا یعنی راہ مستقیم جو ایک باریک راستہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے اُسے واضح کردیا کیونکہ ذرا بھی کوئی اس سے بھٹکا تو وہ شیطانی راہ پر جارہا ہے، جس کا نمونہ جہنم کا پل صراط ہے تو جو صراط مستقیم پر رہا وہ وہاں اس پل پر سے گزر جائے گا۔

شرائط میثاق کے اہم نکات

(۱)	إقامة الصلوة	(۲)	إيتاء الزكوة
(۳)	إيمان بالرسل	(۴)	توقير الرسل
(۵)	إعطاء القرض الحسن		

نقض عہد کی سزائیں

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً : معاذ اللہ انہوں نے عہد الٰہی کو توڑا، یہ اب اس نقض عہد کے نتائج ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل سزائیں پائیں۔

لعنت

لَعَنّٰهُمْ: لعنت خداوندی یعنی اللہ نے انکو اپنی رحمت سے دور دھکیل دیا پھر اسکا بھی کوئی ٹھکانا ہے؟

قساوت قلبی

وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً: قساوت قلبی الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (البخاری:۵۲) جسم میں ایک لوتھڑا ہے، جب وہ درست رہا تو سارا جسم درست ہوگا اور اگر وہ فاسد ہوگیا تو پورا جسم فاسد ہوگا اور خبردار کہ وہ قلب (دل) ہے، جب دلوں کو پتھر بنا دیا تو ہدایت کا کوئی نور اندر نہیں جا سکتا خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (الحج:۱۱)

تحریف آیات کا مرض

یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ: تحریف کلمات کا مرض پھر پھٹکار اللہ کی یہ ہے کہ مراد الٰہی کی طرف سیدھے نہیں جائیں گے بلکہ الٹے جائیں گے، یاد رکھو! کوئی محقق عالم آپ کو ہدایت کرتا ہوا ملے تو بڑی نعمت ہے ورنہ ان بہتر (۷۲) ملعون فرقوں میں حضرت مولانا وبالفضل اولانا القاب والے، صاحبزادہ اور حضرت صاحب تم بھی شامل ہوگے، یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو محقق کے سامنے بٹھائے اور وہ کتاب وسنت پڑھائے ٹھیک راہ پر چلائے، ورنہ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبراو ذراعاً بذراع حتی لو دخلو حجر ضب تبعتموھم، قلنا یارسول اللہ! الیھود والنصاریٰ قال فمن (البخاری: ج۱۰۷۳۲)

"یقیناً ایسا ہوگا کہ تم (میری امت کے لوگ) اگلی امتوں کے طریقوں کی پیروی کروگے، بالشت برابر بالشت اور ذراع برابر ذراع (بالکل ان کے قدم بہ قدم) یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو اس میں بھی تم ان کی پیروی کروگے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہود ونصاریٰ (مراد ہیں) آپ نے فرمایا تو اور کون؟"

حضرت صدیقؓ جیسے عاشق ایک لاکھ سے زائد انبیاء علیہم السلام میں کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئے، نہ فاروق اعظم جیسا خادم، کیا کسی نے بھی وصال کے بعد یا زندگی میں سجدہ کیا ......

ع آہ چہ دلاور است دزدے کہ بہ کف چراغ دارد

تعلیم الٰہی کے ایک حصے کو پس پشت ڈالنا

وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ: اہل کتاب نے لفظی تحریف سے زیادہ معنوی تحریف کی ہے، انہوں نے کلام الٰہی کے مطالب ومعانی کو غلط رنگ میں پیش کیا اور اس طرح وہ ہدایت الٰہی سے

مستقل طور پر محروم ہو گئے، انہوں نے تعلیم الٰہی کے ایک حصے کو پس پشت ڈالا اور اس نصیحت سے نفع نہیں اٹھایا یعنی وہ اس چیز سے فائدہ اٹھانا بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی اور اسی طرح یہ لوگ حنفی بن کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

میت کے چار حقوق میں از خود اضافہ کیا

شریعت نے میت کے چار حقوق یعنی ادائے قرض، وصیت، کفن، وراثت کے علاوہ خیرات کا بھی کوئی نمبر رکھا ہے، یتیم بلک رہے ہیں اور یہ خیراتیں اور ختم قرآن کھاتے ہیں، میت کے مال سے کئی دن تک فاتحہ، سوئم اور چہلم کی صورتوں میں کھا رہے ہیں اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (النساء: ۱۰) کوئی نہ کوئی تو محلہ میں مرتا رہے گا اور یہ یتامیٰ کا مال خیراتوں کی شکل میں کھاتے رہیں گے، دل سے دعا کرتا ہوں یا اللہ! یہ تیرے بندے ہیں ان کو ہدایت دے تیرے رسول کے امتی بھی ہیں اور مجھ سے بھی وابستہ ہیں۔

خیانت کے عادی ہونا

وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ: آپ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت (تحریف) سے بھی مطلع ہوتے رہیں گے، جب بھی وہ کلام الٰہی کی تحریف کریں گے تو آپ وقتاً فوقتاً اس پر مطلع ہوتے رہیں گے، فرمایا کہ سارے اہل کتاب ایک جیسے نہیں بلکہ بعض مسلمان ہو گئے ہیں، ہاں! اکثر ان میں خائن ہیں۔ پس انہیں معاف کرو اور درگزر کرو کیونکہ یہ لوگ اب نیکی پر قائم ہیں، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

نصاریٰ کا نقض میثاق اور قلوب میں عداوت اور بغض کا پیدا ہونا

وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ: اب اللہ نے نصاریٰ کے متعلق فرمایا کہ اپنے آپ کو نصاریٰ کہلانے والے، جن لوگوں نے نصاریٰ ہونے کا دعویٰ کیا تو ہم نے ان سے پختہ عہد لیا لیکن انہوں نے بھی نقض میثاق کیا توحید کے سبق کو چھوڑ کر پیغمبروں کو خدا بنایا اور انجیل میں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا جو عہد لیا تھا تو اس سے بھی وہ انکار کر بیٹھے پھر وہ اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انجیل میں کی گئی تھی، انہوں نے بہت بڑا حصہ بھلا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا اور عہد توڑ کر شرک اختیار کرنے لگے۔

نصاریٰ کا باہمی بغض وعداوت کی مثالیں دو عالمی جنگیں

فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ سَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ: قلوب میں عداوت اور بغض کا پیدا ہونا عداوت عام ہے۔ عام زندگی میں ہو یا مذہبی زندگی میں یا سلطنت کی زندگی میں تو اسی طرح ابھی دو جنگوں میں کروڑوں لوگ تباہ ہوئے ہیں، آسمانوں کی فضاؤں میں جہازوں کے ذریعے سے لڑتے ہیں، بم پھینکتے ہیں، زمین پر بھی لڑتے ہیں، سارے بے ایمان جرمن انگریز سب عیسائی ہیں وہ لڑتے ہیں خدا کی پناہ۔ پس! اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک دوسرے کی دشمنی اور بغض قیامت تک کیلئے ڈال دیا یعنی ان کے دل میں جو خواہشات آتی ہیں اسی کو اپنا دین مانتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر بھی کرتے ہیں جس سے بغض وعداوت بھی پیدا ہوتی ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو بتا دے گا کہ جو کچھ وہ دنیا میں کرتے تھے یعنی جو غلط کام کئے اس کی سزا دے گا۔

تجدید میثاق تمہارے لئے ضروری ہے

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ :اے اہل کتاب! تمہارے اسلاف کی نقض میثاق کی وجہ سے انہوں نے یہی نقصانات اٹھائے، اب تم کو چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ کیونکہ اس نے تم پر بہت سی چیزیں ظاہر کیں، جنہیں تم کتاب سے چھپاتے ہو، رجم کی آیات کو تم چھپاتے تھے، ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس نے رجم کے حکم کا انکار کیا تو اس نے قرآن کا انکار کیا تاکہ ان نقصانات سے بچ جاؤ۔ تجدید میثاق تمہارے لئے ضروری ہے بہرحال! اللہ تعالیٰ بہت سی چیزوں سے درگزر کرتا ہے یعنی بہت سوں کو بیان نہیں کرتے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو یعنی جن میں کوئی مصلحت نہ ہو ان کو چھوڑ دیتے، مصلحت والی بات کو بیان فرماتے۔

نور سے مراد

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ: بلاشبہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشن اور واضح کتاب آئی ہے، نُوْرٌ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لے سکتے ہیں اور نُوْرٌ سے مراد ایمان بھی لے سکتے ہیں اور اسی طرح نُوْرٌ سے مراد قرآن مجید بھی لے سکتے ہیں، قرآن مجید کو اس آیت میں دو القاب سے ملقب فرمایا ہے، ایک نُوْرٌ اور دوسرا مُّبِیْنٌ لہٰذا فیصلہ یہ ہے کہ جس انسان

نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا معاملہ درست کرنا ہو تو وہ قرآن مجید کی روشنی میں درست کر سکتا ہے اور جس شخص کو ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو جو بالکل واضح اور عام فہم ہو، جس کی تعلیم میں کوئی پیچیدگی نہ ہو اور معمولی استعداد والا انسان بھی اگر عربی دان ہے تو اس کی عبارت پڑھ کر اور اگر غیر عربی دان ہے تو اس کا ترجمہ سن کر ہی اللہ تعالیٰ کی مراد کو سمجھ سکتا ہے تو ایسی کتاب دنیا کی سطح پر فقط قرآن مجید ہے، ایسی عام فہم کتاب کے ہوتے ہوئے جو انسان اس کی تابعداری نہ کرے اور پھر مسلمان بھی کہلائے، میرے خیال میں اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور بدنصیب آدمی نہ ہوگا اور جو اس بات کا ذمہ دار ہو کہ اپنی توفیق کے مطابق اس پر عمل کرے تو دوزخ سے بچ جائے اور رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کر کے ابدالآباد کیلئے بہشت میں جا پہنچے۔

اہل کتاب کو تبلیغ

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ: اہل کتاب کے نقائص بیان کرنے کے بعد انہیں تبلیغ کی جاتی ہے، اس نور اور کتاب مبین کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سیدھے راستے پر چلائے گا یعنی جو شخص اپنی خواہشات کی پیروی کو چھوڑ کر اطاعت رسول کو اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے گا اور ایسے ظلمات سے نور کی طرف لائے گا جس میں رب کی رضا ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ شیطانی خیالات اور اس کے دھوکے سے بچاتا ہے۔

قرآن مجید کی تین خوبیاں

سُبُلَ السَّلٰمِ، مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی دسویں گیارہویں بارہویں صفت اس کی سلامتی کی راہ، اندھیرے سے بچانے اور سیدھی راہ پر چلانا بیان فرمائی ہے، اس آیت میں قرآن مجید کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں، پہلی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذوق رکھنے والوں کو سلامتی کے راستے سمجھا جاتا ہے اور اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی غرضیکہ ہر شعبہ حیات میں ایسی رہنمائی کرتا ہے جس سے انسان کو ہر موقع پر سلامتی ہی سلامتی نصیب ہو، دوسری صفت ہر شعبہ حیات میں خواہ اخلاقی ہو یا معاشرتی، اقتصادی ہو یا سیاسی، ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں گرنے سے بچالیتا ہے، تیسری صفت ہر شعبہ حیات میں

کج فہمی اور کج روی سے بچا کر سیدھے راستے پہ اپنے متبع کو لے جاتا ہے۔ بدنصیب انسان وہ ہے جو ان بارہ خوبیوں والی کتاب پر ایمان نہ لائے یا ایمان لانے کے بعد اس کی رہنمائی سے فائدہ نہ اٹھائے اور ہلاکت کے گڑھے میں جا گریں۔

اہل کتاب کو اپنی اصلاح کی بے حد ضرورت

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: اہل کتاب کو اپنی اصلاح کی بے حد ضرورت ہے یہ تو ظلمت شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں اور بندگان خدا کو خدا مانتے ہیں، کہہ دے کہ اللہ کے سامنے کس کا بس چل سکتا ہے جو اس کی مشیت کو رکوا سکیں۔ اگر اللہ چاہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے تو یہ سوائے اللہ کے کوئی اور نہیں کر سکتا اگر مسیح علیہ السلام الٰہ ہوتا تو اس کو قدرت حاصل ہوتی مگر ہرگز ایسا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے اور ان دونوں کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب کا بھی وہ جس طرح چاہے پیدا کر سکتا ہے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اور حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر ماں کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اس لئے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح وہ اول مرتبہ پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ پیدا کرنا بھی کوئی مشکل نہیں یہ سب کچھ اس کے لئے بہت آسان ہے، کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں، سب اس کی مخلوق اور بندے ہیں۔

پہلے دوسروں کو خدا بناتے اب خود بھی خدا بن بیٹھے

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ: یہ اور بھی زیادہ شرک و گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں پہلے تو یہ دوسرے انسانوں کو خدا بناتے تھے یعنی یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ بنایا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ بنایا، اب ترقی کی کہ خود بھی خدا کے بیٹے بننے کے مدعی ہو بیٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب الٰہی سے خوف دلایا

تو بولے کہ ہم کو کیا عذاب سے ڈراتے ہو، ہم تو اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ہیں، کہہ دو اگر تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ہوتے تو تمہیں خدائی ملنے کے بعد عذاب کیوں ہوتا جا الخ۔ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہیں دیتا، اس نے تو تم کو بندر اور سور بھی بنایا، حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ہرگز اپنے محبوب بندے کو عذاب نہیں دے گا لیکن کبھی اس کو دنیا میں مبتلائے مصیبت کرتا ہے لہٰذا تم اللہ کے بیٹے نہیں بلکہ تم بھی مخلوقات کی طرح ایک آدمی اور غلام ہو بھلائی کی بات تمہارے لئے بھی ہے ان کے لئے بھی اور عذاب کی بات میں تمہارا اور ان دونوں کا حال یکساں ہے، وہ جسے چاہے مغفرت دیتا ہے اور جسے چاہے عذاب دیتا ہے وہ مختار کل ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں جو چاہے کرے اس میں کسی کا اختیار نہیں۔ آسمان اور زمین ان دونوں کے درمیان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ ہی کے لئے ہیں، تمام لوگوں کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

امراض روحانی

شرک، کفر، نفاق اور فسق مسلمانوں میں بے سمجھی کی بنا پر یہ امراض پائے جاتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان امراض روحانی پر قرآن شریف میں کافی تبصرہ فرماتا ہے اور ان امراض کے مہلک نتائج سے بھی آگاہ فرماتا ہے مگر چونکہ مسلمان عام طور پر قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں اس لئے باوجود ان امراض میں مبتلا ہونے کے اپنے دل میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور میں اُس کے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے خیالات پر نجات کا مدار نہیں ہے۔ اس کا تو اپنا ضابطہ ہے اس نے تو انسان کے اعمال کو اپنے ضابطہ کے لحاظ سے پرکھنا ہے، چنانچہ یہی بیماری یہود ونصاریٰ میں بھی تھی۔

یہود ونصاریٰ کے امراض

جس طرح یہود ونصاریٰ باوجود اللہ تعالیٰ کی شدید نافرمانیوں کے اپنے آپ کو مغفور ومرحوم ہی سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا ہے کہ اللہ کے قبضے میں سب فیصلے ہیں، یہ ضروری نہیں کہ تم اپنے آپ کو جو رتبہ قرب الٰہی کا دے دو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی وہی ہے، بعینہٖ اس قسم کی غلط فہمیاں مسلمانوں میں بھی موجود ہیں کہ شرک جیسی بیماری میں جہالت کے باعث مبتلا ہونے کے باوجود اپنے متعلق خیال بھی کرتے ہیں کہ ہم بارگاہ الٰہی میں مغفور ومرحوم ہیں۔ ان غلط فہمیوں میں سے ایک غلط فہمی ان میں یہ بھی ہے کہ مصیبت کے وقت میں اللہ تعالیٰ کے

سوا ان کی مخلوقات میں سے کسی کو پکارتے ہیں حالانکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت معیوب اور قابل گرفت ہے۔

کفر کا ارتکاب

بعض اوقات مسلمان بے سمجھی کی بنا پر کفر کا ارتکاب کر لیتے ہیں اور کفر کو کفر نہیں سمجھتے، حالانکہ قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ کفر ہی ہوتا ہے مثلاً تقسیم جائیداد میں شرعی نقطہ نگاہ سے جس شخص کو یا جس کے متعلقین کو کم حصہ ملتا ہے اور انگریز کے وقت میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے سے زیادہ حصہ مل سکتا تھا تو مجھے معلوم ہے کہ بعض مسلمان شریعت اسلامی کا صاف انکار کر رہے تھے اور کہتے یہ تھے کہ ہم شریعت سے نہیں بلکہ عدالت سے فیصلہ کرائیں گے حالانکہ یہ شریعت سے انکار کرنا صریح کفر تھا۔

فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ کے بعد بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ لَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آ چکا ہے، جو تمہارے سامنے حق کھول کر بیان کرتا ہے اور تمہارے تمام شکوک وشبہات کو دور کرتا ہے تاکہ جب تمہاری نافرمانیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے تم پر عذاب الٰہی آئے تو تم یہ عذر نہ پیش کر سکو کہ تمہارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا جو تمہارے سامنے دین حق کو واضح کرتا اور تمہیں دین حق قبول کرنے کی ترغیب دیتا، ماننے والوں کو خوشخبری سناتا اور نہ ماننے والوں کو خدا کے عذاب سے ڈراتا، اب تمہارے پاس اللہ کا رسول آ چکا اور اس نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر دیا اس لئے اب اگر تم نہیں مانو گے تو تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔

رکوع 04

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کا احسان

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ

اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور تمہیں وہ دیا جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے

وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

مقرر کر دی اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ

انہوں نے کہا اے موسیٰ بے شک وہاں ایک زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز نہ

نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا

جائیں گے یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور

دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ

داخل ہوں گے۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر

اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ

اللہ کا فضل تھا کہ ان پر حملہ کر کے دروازہ میں گھس جاؤ پھر جب تم اس میں گھس

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا

ایمان دار ہو۔ کہا اے موسیٰ! ہم کبھی وہاں داخل نہیں ہوں گے

دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا

جب تک کہ وہ اس میں ہیں سو تو اور تیرا رب جائے اور تم دونوں لڑو ہم تو

قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ

یہیں بیٹھیں ہیں۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

اور کوئی نہیں سو ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے ۔فرمایا تحقیق وہ

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى

زمین ان پر چالیس برس حرام کی گئی ہے اس ملک میں سرگرداں پھریں گے

ع ۴ ۸ الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ع

سو تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر۔

رکوع (۴)

خلاصہ: نقضِ عہد باعث لعنت ہے، جس کا ذکر پہلے رکوع میں آیا ہے
لعنت سے بزدلی پیدا ہوئی۔

ماخذ: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ (المائدہ:۲۲)

نقضِ عہد کے باعث بزدلی

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو برانگیختہ کرنے کے لیے فرماتے ہیں تم نبی زادے بھی ہو اور شہزادے بھی ہو تو تم اپنے اوپر اللہ کے کئے ہوئے احسانات کو یاد کرو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو انعامات الٰہی یاد دلا کر جبابرہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا لیکن وہ منکر ہو گئے اس لئے ان کو فرمایا کہ تمہاری غیرت جوش میں آنی چاہئے، تم آگے بڑھو اور اپنے باپ دادا کا ملک دشمنوں سے لڑ کر چھین لو چونکہ ان پر نقضِ عہد کے باعث لعنت الٰہی نازل ہو چکی تھی لیکن یہ بزدلی کے باعث بیٹھ گئے، نقضِ عہد کا نتیجہ بزدلی ہے، لہٰذا وہ ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صحابہؓ نے کہا تھا کہ اگر آپ کہیں تو ہم سمندر میں کودنے کے لیے بھی تیار ہیں انہوں نے عہد کی پابندی کی یعنی جس وقت انہوں نے نقضِ عہد کیا تو آسمان پر ان کے حق میں لعنت کا فیصلہ ہوا اور اس کا نتیجہ زمین پر یہ ہوا کہ ان میں مرض بزدلی پیدا ہو گئی اور یہ دشمنوں کے مقابلے سے گھبراتے رہیں، تمہاری قوم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پیدا کئے یہ اُن پر احسان ہے اللہ کا اور اسی طرح اللہ نے تمہیں بادشاہ بنا دیا ہے یہ اللہ کا احسان و نعمت ہے کہ بڑی بڑی سلطنت کے تم مالک ہوئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ملوک سے نوکروں چاکروں والا سردار مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی

چیزوں سے نوازا، جو جہان میں کسی کو نہیں دیں لیکن یہ لوگ شکرگزار نہ تھے۔ انہوں نے شکر ادا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا سے نوازا۔

ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ: اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں ارض مقدس کا فیصلہ کر چکا ہے کہ تمہیں فتح ہوگی کیونکہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کا مسکن چلا آ رہا تھا اور شرک کی نجاست سے پاک تھا، پس تم بخوشی اس ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے پھر تم ڈرتے کیوں ہو، ڈر تب ہونا چاہیے جب فتح میں تردد ہو۔

اظہار بزدلی

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ: بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! بے شک وہاں (ارض مقدس میں) ایک زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز نہیں جائیں گے یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکلے تو ہم ضرور داخل ہوں گے یہ اس بزدلی کا اظہار تھا جو وہ کر رہے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے ان آیات کا قصہ لکھا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کا وطن چھوڑ کر نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آ کر ٹھہرے اور ایک مدت تک ان کی اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد کا بہت پھیلاؤ ہوگا اور زمین شام ان کو دوں گا اور نبوت، دین، کتاب اور سلطنت انہیں میں رکھوں گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں وہ وعدہ پورا ہوا، بنی اسرائیل کو فرعون کے بیگار سے آزاد کیا اور فرعون کو غرق کیا اور اُن کو فرمایا کہ تم جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام اُن سے چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک شام تمہارا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ اشخاص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں پر سردار مقرر کیا تھا، ان کو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لائیں، وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں عمالقہ مسلط تھے، ان کی قوت و زور کا بھی بیان کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا کہ تم قوم کے سامنے خوبی ملک بیان کرو اور قوت دشمن کے بارے میں کچھ نہ کہو ان میں دو شخص اس حکم پر رہے

اور وہیں نہ رہے قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگے اور چاہا کہ پھر الٹے مصر میں جا رہیں اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام میں دیر لگی اس قدر مدت جنگلوں میں پھرتے رہے جب اس قرن کے لوگ مرچکے مگر وہ دو شخص کہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔

رَجُلٰنِ کی تعیین کے متعلق دو قول

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: اللہ سے ڈرنے والے دو مردوں نے کہا کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا اور انہیں اپنی فتح کا یقین تھا کہ ان پر حملہ کرکے دروازے کے اندر داخل ہو جائیں پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہوں گے کیونکہ جب وہ تمہاری شکلیں دیکھ لیں تو ان پر ایسا رعب طاری ہو جائے گا کہ وہ خود بخود بھاگ جائیں گے اور وہ تمہارا مقابلہ نہیں کرسکیں گے، اس لئے وہ ان لوگوں کو بہت ہمت دلاتے۔ رَجُلٰنِ کی تعیین کے متعلق دو قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے علاوہ دو بندے ایک یوشع بن نون اور دوسرے کالب تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اور کوئی نہیں موسیٰ وہارون علیہما السلام تھے اگر دو اور ہوتے تو استثناء کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ان دونوں کو بھی مستثنیٰ کرتے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان دار ہو یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل کرنا چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھے۔

مسخ شدہ فطرت اور مردہ دل

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ: ان مردہ دلوں اور مسخ شدہ فطرت والوں پر ان ترغیبوں کا کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ انہوں نے ان کے وعظ ونصیحت کو کوئی اہمیت نہ دی اور ان کو قابل خطاب بھی نہ سمجھا اور اپنی ضد پر اڑے رہے، بنی اسرائیل نے وہی جواب دہرایا اور کہا کہ اے موسیٰ! بار بار کیوں کہتے ہو ہمارا فیصلہ ہے کہ جب تک ان کی شکلیں بھی وہاں دکھائی دیتی ہیں ہم ہرگز نہیں جائیں گے یعنی جب تک وہ جابرہ وہاں موجود ہوں گے ہم وہاں نہیں جائیں گے سو تم اور تمہارا رب جائیں اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔

حضرت موسیٰؑ کی اللہ سے التجا

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ اَخِیۡ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ: حضرت موسیٰ مایوس ہوکر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں، پس اے خداوند! ہم دونوں بھائی تیرے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں اور ان بے دینوں کے ساتھ رہنے کو دل نہیں چاہتا کیونکہ اطاعت نہیں کرتے اور نافرمانی کرنے پر تلے ہوئے ہیں ہمیں ان سے جدا فرما۔

وادیٔ تیہ میں بھٹکتے رہنے کی سزا

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیۡهِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً یَتِیۡهُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ: اگر یہ ایسے ہی ڈرپوک اور بے حس ہو گئے ہیں تو ان کو ارض مقدس کی بادشاہی دینے سے کیا نفع ہوگا لہٰذا سزا کے طور پر یہ چالیس برس یہاں جنگل میں پھریں تاکہ بے غیرت اور بے حس بوڑھے مرجائیں اور ایک نئی نسل غیور اور حریت پسند پیدا ہو اور وہ جاکر اپنے آبائی ملک پر قبضہ جما لے، اس سزا کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت جب یہود نے جہاد سے بزدلی کے باعث انکار کیا تو مناسب یہ امر معلوم ہوا کہ ان کو جنگل میں رکھا جائے اور وہ چالیس سال تک بوڑھے اور جوان جن کی طبیعت بزدل ہے فوت ہوجائیں گے اور بچوں کی نئی جماعت پیدا ہوگی جن کے جذبات سالم ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوئے لیکن حضرت یوشع علیہ السلام نے اس نئی جماعت کے ساتھ مل کر جبابرہ سے ملک حاصل کرلیا۔

رکوع 05

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا

تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دے جب ان دونوں نے قربانی کی

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ

ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اس نے کہا

النصف

لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝٢٧

میں تجھے مار ڈالوں گا اس نے جواب دیا اللہ پرہیز گاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے

يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں اللہ رب العالمین سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٨ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ

ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝٢٩ ۚ

سمیٹ لے اور دوزخی بن جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

پھر اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے خون پر راضی کر لیا پھر اسے مار ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

والوں میں سے ہو گیا۔ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدتا تھا

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى

تاکہ اسے دکھلائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپاتا ہے اس نے کہا

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ

افسوس مجھ پر اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے

اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۛۚ ﴿٣١﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم معانقہ

کی تدبیر کرتا پھر پچھتانے لگا۔ اس سبب سے ہم نے

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ

بنی اسرائیل پر لکھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے

نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو

جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخشی

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا

اور ہمارے رسول ان کے پاس کھلے حکم لا چکے ہیں پھر بھی ان میں سے بہت

مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا

لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ

ان کی بھی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں

فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ

اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں یہ کہ ان کو قتل کیا جائے

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

یا وہ سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

یا وہ جلا وطن کر دیے جائیں یہ ذلت ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ

بڑا عذاب ہے۔ مگر جنہوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے

تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ع

توبہ کر لی تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رکوع (۵)

خلاصہ: لعنت الٰہی کا دوسرا نتیجہ سلب عقل ہے، عقل پر ایسا پردہ پڑ جائے کہ حیوانوں سے کم عقل ہو جائے۔

ماخذ: فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (المائدۃ: ۳۰، ۳۱)

نقض میثاق کا دوسرا نتیجہ سلب عقل

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ: ماقبل کے رکوع میں نقض میثاق کا نتیجہ لعنت الٰہی اور اس کے نتائج بزدلی کا بیان ہوا اب دوسرے نتیجے سلب عقل کا بیان ہے، اہل کتاب کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیں کہ جب آدم علیہ السلام کے دونوں صاحبزادوں نے قربانی کی تو قابیل کی قربانی بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوئی اور ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تو قابیل نے کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا تو ہابیل نے کہا تیرے تقویٰ وعمل میں کچھ قصور ہوگا میرا کیا گناہ ہے تو جو مؤمن متقی ہو طاعت اسی بندے کی قبول ہوتی ہیں، حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ لوگ حشر کے میدان میں جمع ہوں گے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہاں ہیں؟ پس سب متقین کف الرحمٰن میں ہو جائیں گے ان سے باری تعالیٰ کا کچھ حجاب نہ ہوگا پھر حضرت معاذؓ سے پوچھا گیا کہ متقین سے مراد کون لوگ ہیں تو فرمایا کہ جو بت پرستی اور شرک سے بچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں وہ متقی ہیں اور وہ جنت میں جائیں گے۔

ہابیل قابیل کی مثال

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

الْعٰلَمِیْنَ: قربانی قبول ہونے والے متقی نے کہا اگر تو میرے قتل نا حق کا ارادہ کریگا تو میں تیرا مقابلہ نہیں کروں گا اور تیرے قتل کیلئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا کیونکہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہوں ہابیل نے خدا کے ڈر اور اپنے تقویٰ کی وجہ سے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا ورنہ وہ بھی ایسا کر سکتا تھا، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ آدمؑ کے دونوں بیٹوں میں ہابیل بہترین اور زبردست مقتول تھا، اسلئے کہ اس کو تقویٰ نے اس بات سے مانع رکھا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلئے ہاتھ بڑھائے۔

ظالم اور مظلوم کے ساتھ معاملہ

اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ: میرے مقتول ہونے اور تیرے قاتل ہونے کا گناہ بھی تیرے سر پر پڑے بِاِثْمِیْ سے مراد وہ گناہ ہیں جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہو چکے ہیں وہ بھی بسبب میرے اوپر ظلم کی وجہ سے تیرے سر پر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ظالم اور مظلوم لائے جائیں گے پس ظالم کی نیکیاں مظلوم کی نیکیوں میں ڈالی جائیں گی یہاں تک کہ انصاف ہو جائے گا اگر ظالم کی نیکیاں کافی نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں لے کر ظالم کی اوپر ڈال دی جائیں گی پس یہ حکم تو جملہ مظالم میں ہے پھر قتل تو سب سے سخت ظلم ہے اسی طرح ایک حدیث میں ہے القاتل والمقتول کلاهمافی النارقالوا یارسول الله! هذا القاتل فمابال المقتول قال انه کان حریصاً علی قتل صاحبه (النسائی :ح ٤١٢٢) وجہ یہ ہے کہ مقتول کا ارادہ بھی قتل کا ہوتا ہے، اتفاقاً قاتل کو موقع مل جاتا ہے مقتول کو نہیں، ہابیل نے اس گناہ سے بھی اپنے آپ کو بچایا، اگر ارادہ محض مدافعت کا ہو تو پھر جائز ہے، حدیث میں ہے من قتل دون اهله وماله فهو شهید (البخاری :ح ٢٤٨٠) اپنا بچاؤ چاہتا ہے قتل کا ارادہ نہیں، اس وجہ سے فرمان الٰہی ہے کہ ظالموں کی یہی سزا ہے جو اس طرح قتل کے مرتکب ہوں۔

قابیل نے بھائی کو قتل کر کے اپنے آپ کو بڑے نقصان میں ڈالا

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ: اس کے نفس نے بھائی کے خون پر اسے راضی کر دیا پھر اسے مار ڈالا یعنی اپنے بھائی کو اور اپنے کو خسارہ میں ڈالا، بھائی کو قتل کر کے اپنے آپ کو بہت بڑے نقصان میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی نفس قتل نہیں کیا جاتا ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدم علیہ السلام پر اس کے خون کا ایک کفل (حصہ) ہوتا ہے کیونکہ اس نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہے۔

لعنت الٰہی سے انسان حیوانات سے بھی بدتر

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ: توجب اپنے بھائی کو قتل کے بعد اسے یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ اس لاش کے ساتھ کیا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جس نے زمین کرید کر دکھائی کہ اپنے بھائی کو اس طرح زمین کھود کر دفن کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے پہلی موت ہے کہ اسکے دفن کا طریقہ اسے پہلے سے معلوم نہ تھا، تب اس قاتل کو افسوس وندامت ہوئی کہ یا اللہ! اس کوے کو شعور واحساس ہے مجھے یہ بھی نہیں۔ یہاں سے میں عرض کر رہا ہوں کہ لعنت الٰہی کے بعد اور نافرمانی کے باعث انسان سے عقل سلب ہو جاتی ہے اور انسان حیوانات سے بھی گر جاتا ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (الحشر: ۱۹) فسق کو اپنا شیوہ بنانے والوں کی عقل بھی اللہ چھین لیتا ہے پھر آپس میں ٹکراتے ہیں ایک دوسرے کو مارنے والے ہوتے ہیں۔

قتل ناحق تمام انسانیت کا قتل

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا: اسی سبب سے جو قابیل سے صادر ہوا ہم نے بنی اسرائیل پر لکھا یعنی یہ قانون ان پر نافذ کر دیا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یعنی کسی کو بغیر قصاص کے مارا یا فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس کی دنیا کی عقل بھی ماری جاتی ہے اور خدا بھی ناراض ہوگا، حاصل یہ نکلا کہ آپس کی خونریزی پر بیرونی مقابلہ سے تقاعد (گھر بیٹھے رہنا) شروع ہوگا۔ قانون اس لئے بنایا گیا کہ آپس میں ناحق قتل کرنے والا ساری قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس وجہ سے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دس آدمی اگر ایک آدمی کے قتل پر راضی ہوں اور ایک کو قتل کے لئے متعین کر دیں تو فرد جرم سب پر لگے گا اگرچہ قتل ایک ہی نے کیا ہو یعنی جتنے لوگ اس کے قتل میں شریک ہوئے تو تمام مؤیدین اور معاونین اس قتل کے گناہ میں شریک ہوں گے تو یہ ایسا ہوا کہ ان مؤیدین نے قتل کیا کیونکہ ان کو لعنت الٰہی کا قابل بنا دیا۔

احیائے نفس احیائے انسانیت

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ

ذٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ: اگر قتل کے ارادے کے بعد اس کو ناحق قتل سے بچا لیا تو گویا ایسا ہوا کہ تمام انسانوں کو زندگی دی کیونکہ مؤیدین بھی اس قتل کے گناہ سے بچ گئے تو جو الزام سب پر آنے والا تھا ان کو اس الزام سے بچا لیا اور ساری قوم کو زندگی کے راستے پر ڈال دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام کی تعمیل اس قوم کے لیے رحمت الٰہی کا دروازہ کھولتی ہے کہ مقدس زمین جس میں دنیا اور دین کی بہتری ہے اور وہ ان کی موروثی ہے ان کے ہاتھ آئے گی لیکن قوم اس ترقی کے وسائل کو استعمال کرنے سے انکار کرتی ہے۔

مسرفین کے اعمال اور ان کی سزائیں

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْٓا أَوْ يُصَلَّبُوْٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ : اس آیت میں ایک طرح مسرفین کی تفصیل اور ان کے اعمال کی سزا بتلائی گئی ہے کہ آپس میں کشت وخون حرام ہے ہاں! اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ منظم حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے کی سزا قتل اور سولی ہے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کردیے جائیں یا ان کو قید کردیا جائے ہاں! اگر اسلام قبول کریں تو یہ سب کچھ معاف ہے الاسلام يهدم ما كان قبله (مسلم : ح ۱۹۲) اسلام لانے سے ان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے بہرحال! یہ ذلت ورسوائی ان کیلئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کی پردہ پوشی کرنا چاہے تو یہ الگ بات ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال کر چھپا دیا اور عفو کیا تو اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اس بات پر کہ جس چیز کا عفو کیا اس کی وجہ سے دوبارہ مؤاخذہ کرے۔

گرفتاری سے قبل خود بخود ہتھیار ڈالنے سے معافی

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: اگر انہوں نے گرفتار ہونے سے پہلے خود بخود ہتھیار ڈال کر معافی کیلئے ہاتھ بڑھا دیئے تو اللہ تعالیٰ بہت بڑا مہربان ہے معاف کرنیوالا ہے، وہ غفور ورحیم ہے وہ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر : ۵۳) مگر حقوق العباد کی تلافی لازم ہوگی۔

رکوع 06

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کا قرب تلاش کرو اور

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ

تاکہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لیے بدلہ میں دیں تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا

مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آگ سے

يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ

نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا

دائمی عذاب ہے۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو

اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَ

غالب حکمت والا ہے۔ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور

أَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٩﴾

اصلاح کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ

وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ

سب چیزوں پر قادر ہے۔ اے رسول ان کا غم نہ کر جو دوڑ

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا

کر کفر میں گرتے ہیں وہ لوگ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں

بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ

حالانکہ ان کے دل مومن نہیں ہیں اور وہ جو یہودی ہیں

سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لا لَمْ

جھوٹ بولنے کے لیے جاسوسی کرتے ہیں وہ دوسری جماعت کے جاسوس ہیں

يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ

جو تجھ تک نہیں آئی بات کو اس کے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں کہتے ہیں

إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ

کہ تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا

وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے سو تو اللہ کے ہاں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ

یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ نہیں کیا

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٤١﴾

ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَإِنْ جَاءُوكَ

جھوٹ بولنے کے لیے جاسوسی کرنے والے ہیں اور بہت حرام کھانے والے ہیں

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ

سو اگر وہ تیرے پاس آئیں تو ان میں فیصلہ کر دے یا ان سے منہ پھیر لے

عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ

اور اگر تو ان سے منہ پھیر لے گا تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾

تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا

اور وہ تجھے کس طرح منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تو تورات ہے

حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا

جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں

أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ ع

اور یہ مومن نہیں ہیں۔

رکوع (۶)

خلاصہ: ایسا طرز عمل جس سے نقض عہد کی نوبت ہی نہ آئے۔

ماخذ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ: ۳۵)

بیان طریق ایفائے عہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ: پہلے ایفائے عہد کی تلقین کی گئی ہے پھر نقض عہد کے نتائج بیان کئے گئے اور نقض عہد دکھلاتے وقت اہل کتاب کی تصویر پیش کی گئی اب اس رکوع میں ایفائے عہد کا طریقہ بتلایا جاتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ اقرب الی اللّٰہ ہونے کی کوشش کرو، جس وقت قرب الی اللّٰہ حاصل ہو جائے تو ایفائے عہد نہایت سہل ہو جائے گا کیونکہ جس وقت انسان کو قرب حاصل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی کامل محبت اس کے دل میں آئے گی لہٰذا محبوب کا امر بھی محبوب ہوتا ہے اور تعمیل امر میں کوئی کلفت نہیں ہوتی بلکہ فرحت ہوتی ہے اقرب الی اللّٰہ یعنی ضرور اپنے آپ کو ہر منہی عنہ سے بچایئے اور اقرب الی اللّٰہ کو اپنا ساتھی بنایئے، عطار کی دوکان سے ضرور خوشبو مل جاتی ہے خیار عباد للہ اذا رأوا ذکر اللّٰہ ان کی صحبت میں رہو تو خود دین پر چلو گے۔

لفظ وسیلہ کی تحقیق

وسیلہ کا معنی پنجابی میں واسطہ درمیان طالب اور مطلوب کے ہوتا ہے اور شریعت میں دو معانی آتے ہیں ایک مرتبہ دوسرا طاعات۔ اَلْوَسِيْلَةَ سے مراد تقرب الٰہی ہے، میں کہتا ہوں تقرب سے مراد ہے تقرب ذاتی جوہر (جسمانی مادی) کیفیت سے بالاتر ہے، قاموس میں ہے تقرب، شاہی، مرتبہ، درجہ اور قربت وسیلہ کے سب معانی ہیں، واسل کے معنی ہے راغب۔ حدیث میں ہے وَسِيْلَة وصیلہ سے خاص ہے وَسِيْلَة کا معنی ہے کہ کسی چیز تک رغبت کیساتھ پہنچنا

اور وسیلہ کا معنی ہے وابستہ ہو جانا، اول کے اندر رغبت کا مفہوم داخل ہے، حدیث میں آیا ہے وَسِیلَۃ اللہ کے ہاں ایک درجہ ہے جس سے اونچا کوئی درجہ نہیں، تم اللہ سے دعا کرو کہ اللہ وہ درجہ مجھے عنایت فرمائے، ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو اذان دیتے سنو جو الفاظ وہ کہتا ہے ویسے ہی تم کہو پھر (اذان کے بعد) مجھ پر درود پڑھو جو شخص میرے لئے ایک بار دعائے رحمت کرے گا، اللہ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا پھر میرے لئے وسیلہ ملنے کی اللہ سے دعا کرو جو میرے لئے وسیلہ عطا ہونے کی دعا کرے گا، اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی (اس کیلئے میری شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا)

احادیث سے ثابت ہے کہ وسیلہ ایک خاص درجہ ہے جس سے اونچا کوئی اور درجہ نہیں اور مختلف نصوص (احادیث) اور اجماع امت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ وہ درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے، پھر ہر شخص کو طلب گار وسیلہ ہونے کا حکم کیسے دیا گیا؟ اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتبہ وسیلہ پر پہنچنا دوسروں کے لئے بھی ممکن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مرتبہ براہ راست مخصوص ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مرتبہ تو براہ راست (بغیر کسی دوسرے کے ذریعے کے) مخصوص ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دوسرے اولیائے امت اور کاملین کے لئے بھی وہاں تک رسائی ممکن ہے (احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ وسیلہ تک کسی دوسرے کی رسائی کی نفی نہیں کی گئی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی خصوصیات کو ظاہر کیا گیا ہے) اس مقام کے لئے زیادہ تفصیل و توضیح کے لئے دیکھو ''مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی'' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ وسیلہ کا اطلاق تمام مراتب قرب پر عموماً کیا گیا ہو (قرب الٰہی کا ہر درجہ وسیلہ ہو) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وسیلہ کو اپنے لئے مخصوص طور پر طلب فرمایا وہ تمام مراتب قرب میں چوٹی کا درجہ ہے وَاللّٰہُ اَعْلَم

اقرب الی اللہ کی معیت حاصل کرو

اسی طرح جمیع خلق اللہ میں اقرب الی اللہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مومن کو اس کا خطاب یہ ہے کہ تم میں سے جو اقرب ہو اس کی معیت حاصل کرو، اللہ کی طرف قدم اٹھانے میں اہل اللہ کی موت کے بعد ان کا وسیلہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہمارا جو

تعلق وعقیدت ہے، اس کو وسیلہ بناتے ہیں جو اپنا ہی ایک عمل ہے، دعا بھی تو ایک عمل ہے الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے۔

مزارات پر دعا مانگنے میں احتیاط

ویسے دعا کے لئے میں بزرگوں کے مزار پر جانا جائز سمجھتا ہوں لیکن عوام کے سامنے میں کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتا وہ سمجھیں گے کہ یہ بھی ان سے کچھ مانگ رہا ہے۔ میرے مربی لاہور تشریف لائے میں ان کو چھوڑنے رائیونڈ تک ساتھ چلا تھا، راستہ میں میاں میر صاحبؒ کے مزار کے بالمقابل حضرت نے ہاتھ اٹھائے اب میں تو یقین سے سمجھتا تھا کہ حضرت توحید پرست ہیں، کچھ مانگ تو نہیں رہے ہیں دعا کر رہے ہیں اس کے بعد میں نے معمول بنایا ہے کہ راستہ میں سفر میں کسی بزرگ کا مزار آئے، میں بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں، الغرض قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور مفسرین کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ وَسِیْلَة کا اطلاق ایک مرتبہ پر کیا جاتا ہے اور دوسرا اعمال اور طاعت پر کیا جاتا ہے۔

مبتدعین کا طرز وسیلہ شرک ہے

وسیلہ کا معنی عام جہاں مبتدعین میں مشہور ہے کہ کسی مزار پر جا کر صاحب مزار کو خطاب کر کے یہ کہنا کہ ہماری فلاں مراد پوری کرادے اور اپنے تعلق کو صاحب مزار تک محدود رکھتے ہیں خداوند تعالیٰ سے کوئی سروکار نہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہماری مراد یہ صاحب مزار خداوند تعالیٰ کی درگاہ سے پوری کرائے گا اور پھر ہر قسم کے نذرانے چڑھاتے ہیں تا کہ یہ صاحب مزار ہم سے خوش اور راضی ہو کر ہماری مراد پوری کرادے، اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک زمیندار کسی پٹواری کے ہاں جا کر کہتا ہے نہ زمیندار تحصیلدار کو جانتا ہے اور نہ تحصیلدار زمیندار کو جانتا ہے بلکہ زمیندار کا تعلق پٹواری تک محدود ہے اور آگے سب کچھ پٹواری کرتا ہے، وسیلہ بایں معنی نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پتہ چلتا ہے اور نہ سلف صالحین میں اس کا عمل پایا جاتا ہے بلکہ عقلاً بھی بیّن البطلان ہے جس کو ابلہ (بھولا بھالا) اور صبیان بھی رد کریں کیونکہ دنیاوی امور میں انسان کی حاکم اعلیٰ تک رسائی نہیں ہو سکتی، اسلئے ادنیٰ حاکم کے ذریعہ سے انسان روپیہ وغیرہ دے کر کام کراتا ہے بخلاف دربار خداوند تعالیٰ کے کہ وہاں تو ہر ایک کی رسائی بلا تکلف ہو سکتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق : ١٦)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۶)

جہاد کی تین شکلیں

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کیجئے! جہاد عام ہے باللسان والجوارح والسنان (زبان اعضاء نیزہ وغیرہ) سب کو شامل ہے، ان تینوں پر ترتب ہے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اگرچہ انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں لیکن دانستہ یہ نہیں کرے گا اور صغائر بلا ارادہ معاف ہو جاتے ہیں۔

بلند نصب العین فلاح کا ذریعہ

اول تو اقرب الی اللہ ہو جاؤ گے اور اگر بالفرض والتقدیر اقرب کا درجہ حاصل نہ ہوا تو فلاح تو ضرور حاصل ہو جائے گی اس لیے انسان کو چاہئے کہ اپنا نصب العین بہت بلند رکھے کیونکہ اول تو ضرور اپنے نصب العین کو پہنچے گا اور اگر نصب العین میں کامیاب نہیں ہوگا تو تھوڑا سا گرے گا اور اگر پہلے ہی اس نے اپنا نصب العین گھٹیا مقرر کیا ہے تو عدم کامیابی کی صورت میں بالکل گر جائے گا لہٰذا جس وقت اس کا نصب العین اعلیٰ درجہ کا موفیٔ عہد بننا ہو تو اس سے کبھی نقض عہد نہیں ہوگا۔

کفر کا معنی ہر جگہ قرائن سے متعین ہوگا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: کفر سے ہر موقع پر وہ معنی لیا جاتا ہے جو وہاں قرائن سے معلوم ہوتا ہے یہاں کفر سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی نعمت مذکورہ سے انکار کرے اور اس پر نہ چلے تو وہ اگر ساری زمین کے خزانے اور اتنے خزانے اور بھی دے کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہے تو بچ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ پروگرام کو اپنا پروگرام نہ بنائے تو پھر بفرض محال اگر تمام زمین عذاب کے فدیہ میں دے تب بھی اس کو نجات نہیں ہوگی، نجات کی صورت یہی ہے جو رکوع کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔

نجاتِ جہنم کیلئے تین اشیاء لازمی

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ: جنہوں نے سابقہ تین اشیاء (۱) اتَّقُوا اللّٰهَ (۲) وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (۳) وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ نہیں اپنایا یا وہ ارادہ کریں گے کہ نکل جائیں آگ سے مگر وہ خارج ہونے والے نہیں ہوں گے نقض عہد ابدیت سے بچنے کے لئے یہ دستور العمل نظام ہے، اگر قانون الٰہی کے خلاف ورزی کرنے والے کوئی ہوں گے تو ہم اپر قانون ظاہری کے تحت بھی گرفت کریں گے، مسلمانوں کا تو یہ بھی اصول ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:۳۳) بگڑے ہوؤں کو ٹھیک رکھنا وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ: ۱۹۳)

سارق کی قطع ید اور قانون الٰہی کو توڑنے والے کی گرفت

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ: جب قانون الٰہی کو معمول بہ بنائے اور خدا کا ڈر دل میں ہو تو مسلمانوں کا نظام خلافت کبریٰ ہوگا تو اگر نظام سلطنت میں کہیں تشدد کی ضرورت پڑ جائے تو اس کو پورا کرو سلطنت کے چلانے کے لئے سارق کی قطع ید بھی کر کے اپنی اصلاح کرو اور أقرب إلى الله کے حصول کیلئے بھی کوشش کرو، أقرب إلى الله ہونے کا معنی یہ نہیں کہ تم صرف اپنی بھلائی میں پڑ جاؤ اور گوشہ نشین ہو جاؤ اور نظام عالم سے بالکل دست بردار ہو جاؤ بلکہ أقرب إلى الله ہونے کی یہ شرط ہے کہ بدامنی کرنے والے کی سرکوبی بھی کرتے رہو تا کہ بدنظمی سے بچتے رہو۔

شرعی قوانین کا مروجہ تعزیرات ہند سے موازنہ

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اپنی طرف سے یہ سزا نہیں ہے اعتراض کیا جاتا ہے کہ شرعی سزائیں فی زماننا نظام عالم کے لیے سخت ہیں مثلاً ہاتھ کاٹنا، رجم وغیرہ تو جواب یہ ہے کہ سزا میں دو جہتیں ہوتی ہیں مجرم کی اصلاح اور باقی مخلوق کا امن مطلوب ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں سزائے شرعی میں پائی جاتی ہیں اور سزائے برطانیہ میں یہ دونوں چیزیں نہیں بلکہ وہ ایسی سزائیں ہیں جس سے جرم کا مادہ اور بے حیائی زیادہ ہوتی ہے، مثلاً چوری کی سزا شریعت میں ہاتھ کاٹنا ہے جس وقت اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو اس کی اصلاح بھی ہو جائے گی کیونکہ اس کو ساری عمر کا داغ لگ گیا ہے

تو لوگوں کے اموال خطرے سے بچ جائیں گے اور جو قانون برطانیہ (تعزیرات ہند) کا ہے وہ نہایت کمزور ہے جس سے نہ مجرم کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ لوگ امن میں رہ سکتے ہیں وہ چھ ماہ یا سال بھر جیل خانہ میں رہے وہاں ہر قسم کی راحت ہے اور جو کام جیل میں کرایا جاتا ہے اس سے مجرم کی اصلاح نہیں ہوسکتی، اس پر تجربہ شاہد ہے کہ آج کل جتنی تعداد سارقین کی ہے وہ باعتبار زمانہ سابقہ کے زیادہ ہے، اگر برطانیہ کا قانون مصلح ہوتا تو مجرمین کی تعداد میں روز بروز کمی ہوتی، حالانکہ قصے برعکس ہیں دوسرا یہ کہ قانون برطانیہ (تعزیرات ہند) میں بہت طوالت ہے، جیل خانے بنانا اور اس پر ملازمین رکھنا اور مجرمین کی ہمیشہ کے لئے خوراک پوشاک کا انتظام کرنا الغرض بہت بکھیڑا ہے اور قانون شرعی میں بہت اختصار ہے جو موجب راحت ہے، جس وقت چور پکڑا گیا اور جرم چوری اقرار یا گواہان کے ذریعے ثابت ہوگیا اور ہاتھ کاٹ دیا قصہ ختم ہوگیا اور زنا کی سزا جو شرعی ہے، وہ زنا کے لئے بیخ کن ہے اگر کسی ایک زانی کو بھی رجم کیا جائے تو پھر زنا ہرگز نہیں ہوگا۔

قطع ید پر عیسائیوں کا اعتراض اور جواب

عیسائیوں نے اعتراض اٹھایا کہ کسی کا ناجائز ہاتھ کاٹا جائے تو بہت بڑا فدیہ (ارش، تاوان، دیت) ہے اور اگر چوری میں پکڑا جائے تو دس روپے میں کاٹ دیا جاتا ہے یہ کون سا انصاف ہے؟ تو جواب میں ایک عالم نے شعر ہی میں جواب دیا کہ ......

عز الامانة اغلاها و أرخصها ذل الخيانة فافهم حكمة الباري

جب ہاتھ امین تھا تو بہت قیمتی تھا اور جب اس میں خیانت کی ذلت آئی تو بہت سستا ہو گیا پس باری تعالیٰ کی حکمتیں ان سزاؤں میں سمجھ لو اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ظلم کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لینا

فَمَنْ تَابَ مِنْ م بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: ایک دفعہ غلطی ہونے کے بعد اگر کوئی اپنی اصلاح کرے گا اور ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلے گا یعنی چوری سے توبہ کی اگر چوری دوبارہ بھی کی تو ہم دوبارہ کاٹ لیں گے اگر نہیں کی تو ہم دوبارہ ہاتھ نہیں کٹوائیں گے۔

اللہ قدرت کاملہ کی وجہ سے ہر فیصلہ کر سکتا ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ: کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے اس کو قدرت کاملہ حاصل ہے اس لئے بدامنی کو روکنے کے لیے جو سزا تجویز کرنا چاہے کر سکتے ہیں اور اگر کوئی گناہ سے توبہ کرنا چاہے تو وہ معاف بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ ان سب پر قادر ہے کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں۔

تیسری جماعت منافقین سے پرہیز

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ اے رسول! ان کا غم نہ کرو جو دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں یعنی وہ لوگ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں حالانکہ ان کے دل مومن نہیں، اس سے مراد منافقین کی جماعت ہے اور وہ جو یہودی ہیں، جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں اور دوسری جماعت کے جاسوس ہیں جو تجھ تک نہیں آئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قربانی کا مادہ پورے طور پر پیدا ہو گیا تھا اور یہود میں بالکل مفقود تھا اب دونوں کے درمیان ایک تیسری جماعت پیدا ہوئی ہے جو ہرگز قابل تقلید نہیں ہے یہ جماعت منافقین کی ہے، پہلے ان کی غلطیاں نمایاں کی گئی ہیں اور آخر میں اس سے علیحدگی کا حکم دے دیا گیا ہے اور اس مرض کا علاج بھی بتایا گیا، اب اس میں سے پرہیز بیان کیا جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ذو وجہین سے پرہیز کرو لہٰذا اگر ذو وجہین سے پرہیز کرو گے تو اقرب الی اللہ ہو جاؤ گے ورنہ نہیں۔

باتوں میں تحریف

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ: بات کو پورا نہیں پہنچاتے بلکہ وہ اس میں تبدیلی کرتے ہیں ہاں! اگر وہ پوری بات پہنچائیں تو مبلغ دین و قرآن بن جائیں گے بلکہ یہ وہ کلمات پہنچاتے ہیں جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسے خفیہ پولیس کی عادت ہے کہ مقرر کی تقریر میں وہ تیز تیز فقرے چھانٹ کر نقل کرتے ہیں جن سے مقدمہ چل سکے۔

یہودیوں کا شیوہ تحریف اور اس کی ایک مثال

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا : کہتے ہیں کہ تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کر لینا یعنی اگر وہ تمہاری مرضی کے مطابق ہو تو اسے قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے یعنی تمہارے مطلب کا حکم نہیں تو بچتے رہنا، یہ یہودیوں کے متعلق ہے جو تورات کے اُن حکموں کو چھپاتے تھے جو ان کے مخالف تھے جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی اور ایک یہودیہ دونوں لائے گئے جنہوں نے باہم زنا کیا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم تورات میں کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق میں جو زنا کرے تو وہ بولے کہ دونوں کا منہ کالا کر کے ہم ان کو شہر میں پھراتے ہیں پھر انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچے ہو تو آپ تورات لا کر پڑھو، پس یہود اس کو لائے اور پڑھا یہاں تک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت تک پہنچا تو اس نے رجم والی آیت پر ہاتھ رکھ دیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ لیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے) عرض کیا کہ آپ اس کو بتائیں کہ ہاتھ اٹھائے۔ پس اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت نکل آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دونوں کو سنگسار کرو، عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں بھی رجم کرنے والوں میں تھا، پس میں نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو اپنی تئیں آڑ دے کر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہے (بخاری: ح ۷۵۴۳)

جس کو اللہ پاک کرنا نہیں چاہتا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ: فرمایا کہ ایسے معاندین کو ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی یعنی جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے سو تو اللہ کے ہاں اس کیلئے کچھ نہیں کر سکتا یعنی جس کو اللہ تعالیٰ پاک کرنا نہیں چاہتا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا، یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل پاک کرنے کا اللہ پاک نے ارادہ نہیں کیا، یہ لوگ کفر پر جمے ہوئے ہیں، ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے یعنی جہنم کے نچلے طبقے میں یہ لوگ ہوں گے۔

فیصلہ کرنے میں رعایت نہ برتیں

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ: یہ

جھوٹ سننے والے حرام کھانے والے خواہ یہود ہوں یا منافقین اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی فیصلہ لائیں تو ان کی رعایت ہرگز نہ کی جائے، صاف طور پر انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے یا اعراض کیا جائے بشرطیکہ آپ مناسب سمجھیں۔

انصاف کرنے والوں سے اللہ کی محبت

وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ :اگر آپ ان سے اعراض کریں یعنی آپ نے اِن سے اعراض کرنا اختیار کیا تو وہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، اگر وہ آپ کے پاس آئیں اور آپ ان میں فیصلہ کرنا چاہیں تو ان میں انصاف سے فیصلہ کراؤ پھر اگر وہ آپ کے فیصلے سے اعراض کریں اور اُسے نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا تم سے کوئی معاہدہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی ان کو ثواب دیتا ہے۔

فیصلہ الٰہی کے طالب نہیں بلکہ اپنی آسانی کے متلاشی ہیں

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ: ان کے ہاں تورات ہے لیکن چاہتے ہیں کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نرم قانون ہو لیکن اگر یہ فیصلہ الٰہی کے طالب ہوں تو وہ ان کے گھر (تورات) میں بھی موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خواہاں نہیں ہیں لیکن یہ اپنی آسانی کے متلاشی ہیں پس ان کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کریں اور اس سے بھی ہوشیار رہیں کہ کہیں وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں اور فریب کارانہ چالوں سے آپ کو حق وانصاف سے نہ ہٹا دیں۔

رکوع 07

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا

ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے

ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَ

اس پر پیغمبر جو اللہ کے فرمانبردار تھے یہود کو حکم کرتے تھے اور

ٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟

اہل اللہ اور علما بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے

عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا

اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ

اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے

أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا

جو اللہ نے اتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے ان پر اس کتاب

عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ ۖ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ

میں لکھا تھا کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے

وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ

اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ

اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر ہے پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ

ظالم ہیں۔ اور ہم نے ان کے پیچھے انہی کے قدموں پر عیسٰی مریم کے بیٹے

مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ

کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور ہم نے

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ ۭ

والا تھا اور راہ بتانے والی اور ڈرنے والوں کیلئے نصیحت تھی

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

اور چاہیے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اتارا ہے اور جو

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾

چیز اللہ نے اتاری ہے جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے

يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ

اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر

الْحَقِّ ط لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط وَلَوْ

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور

شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

میں آزمانا چاہتا ہے لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو تم سب کو اللہ کے پاس

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ ۴۸ لا

پہنچنا ہے پھر تمہیں جتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور فرمایا کہ تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ

اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے

اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں

يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے اور لوگوں میں بہت سے

لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ

نافرمان ہیں۔ تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ

اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

یقین رکھنے والے ہیں ان کے ہاں اللہ سے بہتر اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔

رکوع (۷)

خلاصہ: اقرب الی اللہ کے لیے اتباع کتاب اللہ ضروری ہے۔

ماخذ: وَ اَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ وَاحۡذَرۡہُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنُوۡکَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّصِیۡبَہُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ (المائدہ: ۴۹)

قرآن، تورات اور انجیل کا مصدق ہے اس لئے واجب الاتباع

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّ نُوۡرٌ ۚ یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا عَلَیۡہِ شُہَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ: اس سے ماقبل یہ مسئلہ آرہا تھا کہ اگر اہل کتاب تمہارے پاس کوئی فیصلہ لائیں تو کتاب اللہ کے موافق یعنی کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کریں، فرماتے ہیں تورات وغیرہ میں بھی روشنی اور نور موجود ہے، یہاں سے آخر رکوع تک کا خلاصہ یہ ہے کہ یہود کے لئے اپنے زمانے میں تورات کا اتباع ضروری تھا اور نصاریٰ کے لئے اپنے زمانے میں انجیل کا اتباع ضروری تھا اور جب قرآن مجید نازل ہوا اب ان کو اس کا اتباع ضروری ہے کیونکہ یہ سب کے لئے مصدق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ (المائدۃ:۴۸) ”ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، اس پر پیغمبر علیہ السلام جو اللہ کے فرمانبردار تھے وہ یہود کو حکم کرتے تھے کہ وہ تورات کے احکامات کو مانیں اور اس کی نشر و اشاعت کریں کیونکہ تورات قوم یہود پر نازل ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کو اطاعت کا حکم دیا جارہا ہے، اس میں علماء احبار ربانی اور صوفیائے کرام

ربانی دونوں آ گئے، رنگ ہے قرآن مجید اور رنگ فروش ہیں علمائے کرام، رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام، بعض صوفیاء ممکن ہے کہ اپنی ذات کے لئے مزکی ہوں مگر دوسروں کے لئے ہادی نہیں ہوسکتے اس لئے جاہل صوفی کے پاس کہیں نہ بھٹکنا ایسے شخص سے بیعت توڑنا فرض عین ہے اس کو دیکھنا گناہ ہے ہم مطلق تصوف کے قائل نہیں۔

قرآن مجید تحریف، تبدیل اور مہمل سے محفوظ

یہودیوں کی گمراہی کا موجب ان دو فرقوں کا فرض منصبی کو چھوڑنا ہی ہے جب تک آدمی صاحب حال نہ ہو اور باطن کا رنگ نہ چڑھا ہو تو بڑے بڑے عالم میں نے گمراہ ہوتے دیکھے ہیں، ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ پھر ایک منٹ سے پہلے معلوم ہوسکتا ہے کہ ھذا حق وھذا باطل ھذا ھادٍ وھذا مضل یا تو انسان خود بینا ہو اگر بینا نہ ہو تو بینا کے ہاتھ میں ہاتھ دے بسبب اس کے کہ ان سے اللہ کی کتاب کی حفاظت کرائی گئی تھی، وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے یعنی اس کو تحریف وتبدیل ومہمل چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس کی خبر گیری پر مقرر کئے گئے تھے یعنی وہ اس بات سے باخبر تھے کہ اس کے احکام وغیرہ سب حق ہیں، وہ بھی ہدایت ونور کے ساتھ متصف ہو کر حکم کرتے تھے، پس فرمایا کہ اے علماء! تم لوگوں سے مت ڈرو اور میری آیتوں کو حقیر دنیا کے عوض نہ بیچو! حاصل یہ ہے کہ دنیا خود حقیر ہے اور اس میں سے ان آیات کے چھپانے کے عوض جو تم کو ملے گا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس وجہ سے فرمایا کہ حقیر دنیا کے بدلے میں میری آیتوں کو مت بیچو۔

صور میں اختلاف روح شرائع ایک

جو جان بوجھ کر کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کرے اور کتاب اللہ کو غلط سمجھے وہ کافر ہے اور اگر ریاکاری سے دوسرا فیصلہ کرے مگر دل میں گناہ سمجھے تو کافر نہیں ہوگا بلکہ فاسق کہلائے گا۔ ایمان وکفر فعل قلب ہیں شاہ صاحبؒ کے فلسفہ کے مطابق اصلاح ما عندھم کے لیے پیغمبر آتا ہے، اس واسطے صور شرائع میں اختلاف ہوا کرتا تھا لیکن روح قانون وشرائع کے لحاظ سے نہیں۔

تورات کا فوجداری قانون

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ لَّمْ

یَحْکُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ: تورات میں فوجداری کا یہ قانون تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر یعنی جس کو جتنا زخم دیا اتنا ہی زخم کا قصاص وہ لے گا اور یہ قصاص کا قانون ہے اور یہ اس لئے مقرر ہوا کہ فساد فی الارض ختم ہو جائے اور زمین اس سے بالکل صاف ہو جائے اور دوسرا یہ کہ اس سے عبرت لے کر باقی اگر کوئی ایسی غلطی کرنا بھی چاہے تو وہ سوچنے پر مجبور ہوگا، پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو گیا یعنی قصاص کے گناہ سے وہ پاک ہوگا، روایت میں ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اس کے جسم میں پہنچائی گئی، پس اس نے معاف کر دی تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اس کے عوض اس کے گناہ کا کفارہ (معاف) کر دیتا ہے۔

یہود کی حسب منشاء تحریف

اسی طرح جو کوئی اس کے موافق یعنی نازل شدہ حکم کے موافق حکم نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں، یہ یہود کی عادت تھی کہ جب تورات میں کوئی حکم (جو اُن کو ناگوار ہوتا) تو اس میں تحریف وتبدیل کر کے اپنی رائے سے اسے اللہ کا حکم لگاتے تھے جیسے وہ شرفاء ورؤساء کو ادنیٰ حیثیت کے لوگوں اور غریبوں کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے اس طرح مظلوموں کی حق تلفی ہوتی تھی۔

عیسیٰ بن مریم اور انجیل کے اوصاف

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ: پہلے یہود کو تورات دینے اور اس کے احکام پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کا ذکر تھا، اب ہم نے ان کے پیچھے انہیں کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا یعنی اس سے پہلے جو تورات چلی آئی تھی وہ ان کے روبرو موجود تھی جس کی وہ تصدیق کرنے والا تھا اور پھر ہم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو انجیل دی، جس میں تورات کی طرح ہدایت اور روشنی تھی، ایسی ہدایت جو گمراہی سے بچائے، ایسا نہ ہو کہ بعض کی تو پیروی کرے جو اس کے موافق ہو اور بعض کی پیروی نہ کرے جو اس کے موافق نہ ہو جیسے یہود کی عادت تھی اور انجیل جو پہلے نازل شدہ کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی تھی

تو اس وجہ سے تورات کے جملہ احکامات کو برقرار رکھا، سوائے چند احکام کے جنہیں منسوخ کیا ناسخ اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو منسوخ ہوا اور انجیل راہ ہدایت بتانے والی اور ڈرنے والوں کیلئے نصیحت تھی یعنی جو اس کے پیروی کرے تو ہدایت اس کو نفع بخش ہوگی۔

تصدیقِ قرآن کرنے والا عمل نہ کرے تو فاسق ہے

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ: چاہیے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اتارا ہے یعنی اگر یہ انجیل پر پورا عمل کریں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کرسکیں گے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لاؤ اور انہی کی پیروی کرو اور اسی طرح جو چیز اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے تو جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں، ہاں! اگرچہ تصدیق کرتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے جیسے کہ آج کل ہمارے ہاں ہے کہ قرآن کی تصدیق کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

قرآن، تورات اور انجیل کا نگہبان

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا :اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن حکیم نازل کیا گیا جو پہلی آسمانی کتابوں کا اصولاً مصدق ہے، اب آپ کو حکم ہے کہ اس قرآن کے مطابق فیصلے کیئے جائیں، قرآن مجید، تورات اور انجیل کے لئے روحِ تعلیم محافظ نگہبانی کرنے والی کتاب ہے اور روح ہے ہر کتاب کی تعلیم کے لیے اور خصوصاً کتب سماوی کے لئے ،قرآن نازل ہونے پر کتب سابقہ منسوخ ہوگئیں لیکن یہ اور کتابوں کی تصدیق کرنے کے منافی نہیں ہے، پس فرمان الٰہی ہے کہ اس قرآن حکیم کے موافق فیصلہ کرو، حدیث میں ہے کہ مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کے برابر اور ملا ہے یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہے جو قرآن کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہے اور اسی طرح جو تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، حق سے عدول کر کے ان کی رائے کی پیروی مت کرو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ان کی پیروی نہیں کی اور نہ ممکن تھا کہ پیروی کرتے۔

مقصد توحید اور معرفت

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کردی ہے، جس پر تم چلتے ہو لیکن مقصود میں تم سب ایک ہو اور وہ توحید الٰہی اور معرفت الٰہی ہے اور دین پر چلنے کا طریقہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے شرائع جن میں حلال وحرام کی تمیز ہے وہی دین پر چلنے کے طریقے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہیں، ہمارا دین ایک ہے یعنی سب توحید پر ہیں وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الانبیاء: ۷) ”اور ہم نے تم سے پہلے بھی تو آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا ان کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو۔“

تعدد امم کا مقصد آزمائش اور امتحان

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ: اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمانا چاہتا ہے کہ تم میں سے کون اطاعت کرنے والے ہیں اور کون نافرمان؟ امت محمد یہ سے پہلے شراب حرام نہ تھی اور ابتدائے اسلام تک حرام نہ تھی پھر جب اس کی حرمت کا حکم آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کے پاس شراب تھی سب کو بہا دیا اور اپنی خواہشات کو ترک کیا اور یہ لوگ اپنے نفس کے مطیع نہیں ہوئے لہٰذا تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو، یہ دیکھا جائے گا کہ ہر ایک امت نے اپنے زمانہ میں خدا کے قانون کے مطابق کتنے فیصلے اور اس کے مطابق کتنے عمل کیے؟۔

نتیجہ امتحان

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ: تم سب کا اللہ کے پاس پہنچنا ہے پھر تمہیں بتلائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے یعنی جس میں تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے وہ ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے پس مخالفت والے اور جھگڑنے والے دوزخ میں جائیں گے اور اطاعت اور نیک کام کرنے والے جنت میں جائیں گے۔

ان کی چالبازیوں سے بچتے رہیں

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ: جس طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اسی طرح یہ امر بھی نازل کیا کہ آپ ان میں اس کے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے یعنی قرآن مجید کے خلاف کوئی فیصلہ نہ ہونے پائے اور اسی طرح ان کے خواہشوں کی پیروی نہ کرو یعنی عدل وانصاف پر چلو، حکم الٰہی کے خلاف پیروی نہ کریں، احتیاط کریں کہ وہ اپنی چالبازی اور شرارت سے آپ کو اس مسلک صحیح سے نہ ہٹادیں جو رب العالمین نے تم پر اتارا ہے پھر اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے یعنی آخرت میں ان کے کئے ہوئے کا عذاب دے گا، لوگوں میں بہت سے نافرمان ہیں کہ وہ رب العالمین کے دائرہ توحید واطاعت سے خارج ہونا چاہتے ہیں۔

جاہلیت کے فیصلے

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ: کیا وہ قرآن حکیم کے خلاف جاہلیت کے بے تکے، بے ڈھنگے اور بے اصول ریاکاری کے فیصلے چاہتے ہیں یعنی جو فیصلے یہود چاہتے ہیں وہ سراسر جاہلیت کے فیصلے ہیں اور جو فیصلہ خدا کا پیغمبر صادر کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہتر فیصلہ انہیں کہاں سے مل سکتا ہے؟

رکوع 08

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى

اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں

اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ

فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾

دوستی کرے تو وہ ان میں سے ہے اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ

پھر تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں بیماری ہے ان میں دوڑ کر جا ملتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ

کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانے کی گردش نہ آ جائے سو قریب ہے کہ اللہ

يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ

جلدی فتح ظاہر فرما دے یا کوئی اور حکم اپنے ہاں سے ظاہر کرے پھر یہ اپنے دل کی

اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ۭ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

چھپی ہوئی بات پر شرمندہ ہوں گے۔ اور مسلمان کہتے ہیں

اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ

کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے تھے کہ

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا

ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو گئے پھر وہ نقصان اٹھانے

خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ

الثلثة

والے ہو گئے ۔اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا

عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ

تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫

مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست اللہ کی راہ میں

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ

لڑیں گے اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ کشائش والا

عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ

جاننے والا ہے۔ تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار

اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ

لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَ ہُمْ رٰکِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ

اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۸ ۱۲

اور ایمان داروں کو دوست رکھے تو اللہ کی جماعت وہی غالب ہونے والی ہے۔

رکوع (۸)

خلاصہ: اعدائے الٰہی سے مقاطعہ تاکہ اتباع کتاب اللہ ہو سکے۔

ماخذ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (المائدہ:۵۱)

یہود و نصاریٰ سے اختلاط کے تباہ کن نتائج

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ: مقاطعہ کا سلسلہ بھی مسلسل چلا آ رہا ہے اس لیے فرمایا یہود اور نصاریٰ سے دوستانہ تعلقات منقطع کرو ورنہ اختلاط سے ان کی عادات و اخلاق تم میں سرایت کر جائیں گی، جس کے نتیجہ میں اتباع حاصل نہیں ہوگی اور اسلام کفر کے ساتھ خلط ہو جائے گا، اس وجہ سے کہ انسان فطرتاً متاثر بالطبع ہے یہ ہر صحبت سے متاثر ہوتا ہے، اس واسطے جو لوگ منشاء الٰہی کے خلاف چلتے ہیں ان کی صحبت سے وہ بچاتا ہے تاکہ ان سے متاثر نہ ہو اور ان کی صحبت سے رنگ نہ لے، یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور یہ دونوں کفر میں متحد ہیں، اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں تو اس لئے فرمایا کہ ان کی دوستی سے بچو۔

دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے

ہم ان ہی میں سے ان کو شمار کریں گے دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے، یہود فطرتاً دشمن ہیں اگر ان سے دوستی کرو گے تو خدا کے دشمن بنو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے تو اس وجہ سے اگر رفع فساد کے لیے

مصالحت ظاہری کر لے تو جائز ہے دل سے مصالحت و تولی (دوستی) رکھنے والے ظالم ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہود و نصاریٰ میں سے ہو جائے اور اس کو معلوم بھی نہ ہو پھر مذکورہ آیت کریمہ ارشاد فرمائی۔

نفاق کا خاصہ بزدلی اور توحید کا خاصہ جرأت

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ: جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے وہ ڈر کے مارے مقاطعہ میں شامل نہیں ہوں گے، نفاق کا خاصہ بزدلی ہے اور توحید کا خاصہ جرأت ہے، گردش ایام یعنی منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم من کل الوجوہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور خدانخواستہ اسلام کامیاب نہ ہو تو ہم دنیا میں ذلیل ہو جائیں گے، اس لیے ہم کنارے پر رہتے ہیں اور یہی حالت ہمارے علماء اور پیران عظام کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حق کی تبلیغ کریں تو ہمارا دنیاوی گزارا نہیں چل سکے گا۔

منافقین کی شرمندگی

قریب ہے کہ مسلمانوں کو اللہ جلد فتح سے ہمکنار کریں اور یہود و نصاریٰ کو شکست سے دوچار کریں، بہر حال ایسا ہی ہو یا کوئی اور حکم اپنے ہاں سے ظاہر کریں یعنی منافقوں پر پردہ کھول دے پھر یہ اپنی چھپی ہوئی بات پر شرمندہ ہوں گے منافقوں کا حال پہلے پوشیدہ تھا انہوں نے اپنی رائے سے وہ باتیں نکالیں جن کو وہ بھلائی سمجھتے تھے۔

منافقت کی قلعی کھل جانے پر مسلمانوں کی حیرانگی

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ: عامۃ المسلمین سادہ لوح ان کی قلعی کھلنے پر حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ تو قسمیں کھاتے تھے کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ یہ تو ہماری جماعت میں شمولیت کا حتمی دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن اس ذو وجہینی (دوغلے پن) پر سادہ لوح مسلمان حیران رہ جاتے ہیں۔

حبط اعمال کا خسارہ

حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِيۡنَ: منافق نے جتنے اعمال کئے ہیں وہ سب برباد ہو گئے یعنی ان کے اعمال نیست و نابود ہو گئے اور وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے یہ لوگ دنیا میں بھی بدنام اور ذلیل ہو گئے اور آخرت میں بھی ذلیل اور خوار ہونگے اور دوزخ میں بھی انکا درجہ سب سے نیچے ہوگا اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيۡرًا (النساء:۱۴۵)
''بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہونگے تو انکے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا''

تمہارے ارتداد پر مخلص مومن دوسری جماعت کھڑی کردے گا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ: اخلاص و صداقت کی ضد پھر ارتداد ہے اب مسلمانوں کو اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر کے دشمنان خدا سے علیحدگی اختیار نہ کی تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے دوسری جماعت پیدا کردے گا، جو مومنوں پر نرم اور اعدائے اسلام کے حق میں سخت گیر ہوگی اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ (الفتح:۲۹)

اس جماعت کی اور صفات

يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ: یہ ان کی ایک اور صفت ہوگی کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور وہ کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، منافقوں کی طرح نہیں وہ تو ڈرپوک ہیں وہ کافروں کی ملامت سے ڈرتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے دیتا ہے، جیسے مؤمنین کے حق میں فرمایا یہ ان پر اللہ کا فضل ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع تر ہے اور وہ جاننے والا ہے کہ جسے جتنا چاہے اس کو اتنا ہی عطا فرمادیتا ہے۔

مقاطعہ نہ کرنے والوں سے مقاطعہ کرو

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ رٰكِعُوۡنَ: جو اہل کتاب سے مقاطعہ نہ کریں تم اس سے مقاطعہ کرو کیونکہ منافق انہی کو اپنا ولی تصور کر کے تعلق رکھتے ہیں اور مسلمان بجائے یہود و نصاریٰ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے دوستی کا تعلق قائم رکھے کیونکہ تمہارے دوست تو فقط یہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص ایمان والے لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی نماز اپنے وقت میں اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور عاجزی سے سر جھکاتے ہیں، رکوع کرتے ہیں بعض مفسرین کا قول ہے رٰکِعُوْنَ سے مراد فرائض و واجبات کے علاوہ نوافل و مستحبات ادا کرنے والے ہیں۔

اپنا اور پرایا کون؟

اس سے پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے، جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات دوستی کن لوگوں سے ہونی چاہیے؟ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ان کا اصلی دوست اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا، کئی ایسے الفاظ ہیں جو کتاب و سنت میں مستعمل ہوتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور ہماری زبان اور ہمارے محاورے میں ان کا مطلب کچھ اور ہی سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اپنا اور پرایا کے دو لفظ بھی اسی قسم کے ہیں کہ اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمانوں کے اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہیں اور ہمارے محاورے میں اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہے۔

ہمارا محاورہ

ہمارے محاورے میں ہماری برادری وہ ہے جن کے ساتھ نسبی اتحاد ہو یعنی ایک باپ، ایک دادا، ایک پردادا کی اولاد ہو، خواہ اس رشتہ نسبی میں ایک بھلے مانس اور دوسرا بدمعاش ہو، ایک پاکدامن اور دوسرا زانی ہو، ایک مرنجان مرنج شریف انسان اور دوسرا ڈاکو ہو ایک مجاہد کافر کے خون کا پیاسا اور دوسرا کافروں کا مونس و غمخوار ہو۔

ایک برادری کے ایک تخیل کا بُرا نتیجہ

آپ نے دیکھا طبیعتوں کے اس شدید اختلاف کے باوجود یہ سب لوگ ایک ہی برادری شمار کئے جاتے ہیں اور سب ایک ہی خاندان کے افراد خیال کئے جاتے ہیں، ایک برادری کے ایک تخیل کا بعض اوقات بہت ہی برباد کن اور تباہی خیز نتیجہ نکلتا ہے، مثلاً پنجاب میں کئی

خاندان آپ کو ایسے ملیں گے جو اپنی لڑکیوں کی شادی دوسرے خاندان میں نہیں کرتے۔ دوسرے خاندان میں شادی کرنا اپنی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں اور اپنے خاندان میں لڑکی کیلئے مناسب عمر کا لڑکا مل نہیں سکتا تو پھر ۱۸/۲۰ سالہ نوجوان لڑکی کو بعض اوقات ۵۴ سالہ آدمی کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد شادی کے وہ بدترین نتائج نکلتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ لڑکی کے دونوں خاندان، ددھیال ہوں یا ننھیال، ایسے ذلیل ہوتے ہیں اور دنیا کی نظروں سے ایسے گر جاتے ہیں کہ کہیں بھی شرم کے مارے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔

کم عمر لڑکی پر ظلم کی ایک مثال: عمر رسیدہ شخص سے نکاح

دوسری مثال ملاحظہ ہو، دوسرے خاندان میں شادی نہ کرنے کے نظریہ کے ماتحت بعض اوقات لڑکیوں پر ظلم کرنے کی ایک صورت اختیار کر جاتی ہے کہ ایک ۵ یا ۶ سال عمر کی لڑکی کی شادی ایک ۲۰ یا ۲۵ سالہ عمر کے نوجوان سے کردی جاتی ہے۔ بظاہر بہانہ بنایا جاتا ہے کہ خاندان سے باہر شادی کرنی نہیں ہے اور خاندان میں اور کوئی جگہ نہیں ہے اور دراصل منشا یہ ہوتی ہے کہ لڑکی کے حصہ کی جائیداد باہر نہ جائے پھر وہ شخص اپنی زندگی عیش وعشرت سے بسر کرنے کے لئے دوسری شادی کر لیتا ہے۔ اس کم عمر لڑکی پر اس لیے قبضہ جمائے رکھتا ہے کہ جائیداد میرے قبضہ میں رہے۔ یہ مظلوم لڑکی جب ہوش سنبھالے گی تو ایک خونخوار شیرنی (یعنی سوکن) کو اپنے سامنے غراتی ہوئی پائے گی۔ اس مظلومہ لڑکی کی ساری عمر اس خونخوار درندہ شیرنی کی زد میں گزرے گی اور دن رات میں کسی وقت بھی اس کو چین نصیب نہیں ہوگا، کیا یہ سارا ظلم اس نظریہ کے ماتحت نہیں ہوا کہ شادی اپنی ہی برادری میں ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں برادری کا جو معنی آئندہ پیش کیا جارہا ہے، اس اصطلاح کے لحاظ سے ایسے مظالم برادری کا دائرہ تنگ ہونے کے لحاظ سے کبھی ہو ہی نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں مسلمان کی برادری

اسی آیت میں غور کرنے سے بآسانی آدمی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ساری دنیا کے ایماندار اور اسلام کے ارکان کو ماننے والے انسان ایک ہی برادری ہیں۔ اس برادری میں گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں، اس میں ہندی، افغانی، ایرانی، ترکی، مصری، شامی، عراقی، افریقی، چینی اور کسی کی کوئی تمیز نہیں۔ بقول شاعر ...... نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اسلامی برادری میں فضیلت کا باعث

سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، مسلمان ایک مستقل قوم ہیں، مسلمان کے اندر تمام قومیں آ کر جذب یا یوں کہیئے کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ملتی ہے جس کے باعث اس برادری میں شامل ہونے کے بعد بھی دوسروں پر فضیلت اور عزت حاصل ہو سکتی ہے اور وہ چیز کثرت سے یاد الٰہی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ڈرنا ہے جو شخص ان دو چیزوں میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو وہ دوسرے مسلمانوں سے زیادہ معزز اور زیادہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا۔

حزب اللہ ہی غالب ہوگا

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ایمانداروں کو دوست رکھے تو یہی اللہ والی جماعت غالب ہونے والی ہے، دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ(المومن: ۵۱) ''ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کے دنیا کی زندگی میں بھی مددگار ہیں اور اس دن جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے''

پس خلاصہ یہ نکلا کہ جو شخص فقط اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے ولایت (دوستی) رکھے گا اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوگا اور اعمال خیر بھی کرے گا تو اس کو ہر نیک کام میں ثواب سے نوازا جائے گا خواہ شہید ہو جائے یا فتح نصیب ہو جائے۔

رکوع 09

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

اے ایمان والو! ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جنہوں نے

دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے

قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

کتاب دی گئی اور کافروں کو اور اللہ سے ڈرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا

ایمان دار ہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ لوگ

هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا

کہہ دو اے اہل کتاب تم ہم میں کون سا عیب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ

اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اس کے تم میں

اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ کہہ دو میں تم کو بتلاؤں اللہ کے ہاں

ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

ان میں سے کس کی بری جزا ہے وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ

اور بعضوں کو ان میں سے بندر بنا دیا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے شیطان کی بندگی کی

اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠

وہی لوگ درجہ میں بدتر ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کافر

وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا

ہی آئے تھے اور کافر ہی گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ

يَكْتُمُوْنَ ۝٦١ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي

چھپاتے تھے۔ اور تو ان میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ گناہ اور ظلم پر

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا

اور حرام کھانے پر دوڑتے ہیں بہت برا ہے جو کچھ وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٢ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

کر رہے ہیں۔ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے البتہ بری ہے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ

وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔ اور یہود کہتے ہیں

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا

اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے

قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ

وقف لازم

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے

لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

جو کلام تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان میں سے اکثر

طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ

لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا اور ہم نے ان کے

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا

درمیان قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے جب کبھی لڑائی کے لیے آگ

لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ

سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر اہل کتاب

الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم ان میں سے ان کی برائیاں دور کر دیتے

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا

اور ضرور انہیں نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔ اور اگر وہ

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ

تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے

لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ

نازل ہوا ہے تو اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے

ع ۱۰ ۱۲ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع

کچھ لوگ ان میں سیدھی راہ پر ہیں اور اکثر ان میں سے برے کام کر رہے ہیں۔

رکوع (۹)

خلاصہ: دشمنان خدا سے مقاطعہ کا سبب استہزاء علی الدین ہے۔
یعنی اگر اعداء اللہ سے انقطاع نہیں کرو گے تو مستہزئین علی الدین کے ساتھ دوستی لازم آئی گی۔

ماخذ: (۱) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (المائدہ:۵۷)

(۲) وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (المائدہ:۵۸)

استہزاء کرنے والوں کے ساتھ دوستی کرنے سے ممانعت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: مخلص مسلمانوں کو کہا جائے گا کہ تمہارے دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ یعنی جنہوں نے تمہارے دین کو کھیل بنا رکھا ہے اگر مخلص ہو تو ان کے ساتھ کبھی بھی دوستی نہ رکھو جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے منع ہو جاؤ اگر منع نہیں ہوئے تو اتحاد اور دوستی مستہزئین علی الدین کے ساتھ لازم آئے گی اور یہ خلاف غیرت اسلامی ہے، دین کو کھیل بنانے والے اور تمسخر اُڑانے والے وہ لوگ ہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے یعنی یہود و نصاریٰ اور کفار کو اپنا دوست مت رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو تو جو لوگ راہ توحید کی کسی بات پر تمسخر اڑاتے ہیں تو وہ دوست نہیں بلکہ وہ دشمن ہیں ان کے ساتھ دوستی رکھنے والا بھی مسلمانوں کا دشمن ہے۔

محل استہزاء اذان ہے جو روح اسلام کی حامل ہے

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ: یہ محل

استہزاء ہے۔اذان میں اسلام کی ساری روح آجاتی ہے اوردن رات اس کا اعلان کرنے میں بچے بچے کے کان تک یہ روح پہنچ جاتی ہے اب جب تم اذان دیتے ہوتو وہ بے ایمان ہنسی مذاق اڑاتے ہیں،ان کا مذاق اڑانا ان کی حماقت وبے وقوفی پر مبنی ہے لہٰذا تم ان کے ساتھ کیسے دوستی کر سکتے ہو اوران کا مذاق اڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب اذان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اس پر مذاق اُڑاتے ہیں یہ لوگ فاسق اور شریر ہیں ان کے فسق اور شرارت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے علماء اور صوفیاء دین کی صحیح اشاعت نہیں کرتے ،اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے بھی ناراض ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت چھوڑ دی تو تنگدست ہوگئے تو اب کہتے ہیں کہ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (نعوذباللہ) اللہ کا ہاتھ بند ہوگیا ان ہی کے ہاتھ بند ہوں اور ایسا کہنے کی وجہ سے اُن پر لعنت ہے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الذاریات :۴۹) کی بنا پر علماء وصوفیاء بھی دوطرح کے ہوتے ہیں،حق اور باطل ۔یہ اس واسطے فرمایا کہ وہ لوگ بے عقل ہیں ان کو اچھائی اور برائی کا کیا پتہ بے عقل لوگ ہی شعائر اللہ کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

اہل کتاب کی عداوت کی واحد وجہ

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ: قانون شکن تم ہو اورالزام ہم پر لگاتے ہو،تو اے اہل کتاب! ہمارے ساتھ تمہاری عداوت کی اور کوئی وجہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم خدا پرست قرآن کے ماننے والے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والے ہیں اور تم اس نعمت سے بے بہرہ ہو۔

استہزاء کرنے والے اپنے مقتداؤں کو دیکھیں

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ: تم ہمارے اسلام اوردین پر استہزاء کرتے ہو لیکن اپنے آپ کو سنبھالو تم میں کیا کیا خرابیاں ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو جن پر خدا کی لعنت وغضب ہو وہ برے ہیں،ہم پر الزام لگاتے ہو،ذرا تم اپنے مقتداؤں کو دیکھو کسی کو خدا نے خنزیر بنایا کسی کو بندر اور تم نے شیطان کی بندگی کی تم ہی میں سے خنزیر اور بندر بنائے گئے،خنازیر بنے تھے عیسائی اور یہودی بنے تھے

قردۃ (بندر) بدترین تو تم ہو پھر بھی استہزاء ہم پر کرتے ہو، اور راہ راست سے بھی تم بہت دور چلے گئے ہو اور مذاق دشمنی اسلام کی اڑاتے ہو شرم نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کی تذلیل کرے تو اس کو کون بچائے؟

ظاہراً مسلمانوں کے ساتھ باطناً بے ایمان

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ: ظاہرداری کے طور پر تمہارے (مسلمانوں) کے پاس حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے حالانکہ دل میں بے ایمانی بحال رکھتے ہیں یعنی کافر ہی آئے تھے اور کافر ہی گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔

اسلام پر اعتراض اور خود اثم و حرام میں مبتلا

وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: بڑے پاکباز بنتے ہیں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور خود کیا حال ہے، ان کے اکثر افراد الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ اور حرام میں مبتلا ہیں حرام کھانے اور گناہ کرنے میں پیش پیش ہیں اور الزام لگاتے ہیں رسول اللہ کی امت پر اور توہین کر رہے ہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں بہت برا کر رہے ہیں۔

علماء اور احبار بھی مجرم

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ: دنیادار تو ان کے خراب ہی تھے لیکن ان کے علماء اور صوفیاء بھی بے کار ہیں کیونکہ وہ ان کو برائیوں سے نہیں روکتے اور نہ حرام مال کھانے سے روکتے تھے۔ عوام کی وہ حالت جو خواص کی حالت تھی، ان کے علماء رشوت کھاتے اور جھوٹے فتوے لگاتے تھے تو وہ بھی مجرم اور یہ بھی مجرم تو معلوم ہوا کہ عوام کو برائیوں سے باز رکھنا ان دو جماعتوں کا ٹھیکہ ہے اور ان کی ذمہ داری ہے۔ بہرحال بری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں یعنی عوام کو بری حرکتوں سے منع نہ کرنا تو جو چیز شرع میں منع ہے عوام کو اس سے منع کرنا لازمی ہے، آج کل گدی نشین پیروں کا بھی یہی حال ہے، نذرانے شکرانے کے لئے اور دورہ کر کے پلاؤ زردے ہڑپ کر کے واپس تشریف لائے پس کسی کو کلمہ حق نہ بتایا نہ مرید کو خبر کہ پیر کس لئے ہوتا ہے اور نہ پیر کو ہوش کہ مرید کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد جو ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اس کے روکنے پر قدرت رکھتے ہوں پھر انہوں نے نہ روکا مگر ضرور ان کو اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا کردے گا۔ قبل اس کے کہ وہ لوگ مریں۔

مدد کی بندش کا الزام بھی اللہ پر

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا:
یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا بند ہونے سے مراد بخل لیتے ہیں تو انہوں نے اتباع دین حق چھوڑ دیا ہے اور جاہل اور عالم فرضِ منصبی کے تارک بنتے ہیں، اشاعت دین الٰہی اور حمایت حق کے باعث جو مدد ان کو خزانۂ غیب سے ملتی تھی وہ بند ہو گئی اب اس بندش کا الزام بھی خدا پر لگاتے ہیں اس بہتان کے باعث ان پر لعنت پڑ رہی ہے، خدا تعالیٰ تو ان کو دینے کیلئے تیار ہے لیکن انہوں نے لینے کا دروازہ خود بند کر دیا ہے، فرمایا کہ ان کے ہاتھ بند ہو جائیں، نیکیاں کرنے سے یہود کے ہاتھ بند ہو گئے اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے جو کچھ انہوں نے کہا یعنی اللہ کا ہاتھ بند ہونا وغیرہ لیکن فرمان الٰہی یہ ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے سخی تھا اب بخیل ہو گیا اللہ اکبر! اعاذنا اللہ من تلک الخرافات اللہ کے بندو! تم نے لینا چھوڑ دیا ہم نے دینا چھوڑ دیا اب ملزم بناتے ہیں خدا تعالیٰ کو، جو شخص خدا کے بھروسے پر دین کی اشاعت کرتا ہے تو ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

فکر ما در کار ما آزار ما کار ساز ما بہ فکر کار ما

دین والوں پر وسعت رزق

جب فقراء علمائے کرام دین کی خدمت خلوص سے کریں تو اللہ غیبی خزانے سے رزق دیتا ہے کہ گھر میں سما تا نہیں جس کا قرآن شاہد ہے، وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: ۲-۳) اور جب وہ دینی خدمت کا دامن چھوڑ کر تنخواہوں کے طمع دار ہو جاتے ہیں تو وہ رزق و برکت بند ہو جاتی ہے تو یہود نے دامن دین چھوڑا تو ان پر وہ فراخی رزق بند ہو گئی جس سے اللہ نے اسکو نوازا تھا اور بکواس کرنے لگے کہ اللہ کے ہاتھ گھٹ (بند) ہو گئے بہر حال! جو دین کو چھوڑیں اور اہل دین دین

کو ذریعہ معاش بنائیں پھر ان پر ہمیشہ رزق کی تنگی رہتی ہے، وہ جتنا کام کرتے ہیں ان کو مل جاتا ہے اور جب اللہ کیلئے زندگی وقف ہو تو اتنا رزق ہوتا ہے کہ اس کے سنبھالنے کیلئے جگہ نہیں ہوتی۔

ہر بار آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ تعالیٰ بجھا دیتے ہیں

وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ: جس وقت اللہ تعالیٰ سے تعلق بگاڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بغض ڈالا کیونکہ اتحاد القلوب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تو یہ لوگ متفق ہو کر نہیں لڑیں گے بلکہ آپس میں مختلف ہو کر مٹ جائیں گے تو یہ سزا اور مکافات عمل ہے دشمنی کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دشمنی کا پھندا ان کے گلوں میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا۔ اس لئے کہ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی اور جنگ کی آگ کو سلگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے یعنی جب بھی یہ کسی سے لڑائی لڑتے ہیں تو یہ مردود و مغلوب ہو جاتے ہیں۔

زمین میں فساد پھیلانا ان کا کام

وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ: جب یہ لوگ زمین پر چلتے ہیں تو فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یعنی لوگوں کو اسلام سے بدظن کر کے گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں پیغمبر اسلام اور قرآن مجید کے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں پسند نہیں کرتا بلکہ ایسے لوگوں کو دنیا میں بھی ذلیل و رسوا کرتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں عذاب دیتا ہے۔

اہل کتاب کو برائیوں سے باز آنے پر سرفرازی کا تمغہ

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ: اس آیت میں اہل کتاب کو ترغیب دی ہے کہ اگر اہل کتاب ان حرکتوں سے باز آ کر خدا تعالیٰ کی باتوں کو مان لیتے اور کفر سے بچتے تو ہم ان کی برائیاں دور کر دیتے الاسلام یھدم ما کان قبله تو ان کو بھی سرفرازی کا تمغہ مل جاتا یعنی جنت کی نعمتوں میں اہل اسلام کیساتھ ان کو بھی داخل کر دیتے اور ان کو بھی جنت کا پروانہ مل جاتا۔

ان کی اکثریت خراب ہے

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ

تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ وَ كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ: اگر اہل کتاب تورات اورانجیل کے ساتھ قرآن حکیم کو معمول بہ بنالیں تو زمین وآسمان کے خزانے ان کی خدمت کیلئے وقف کردیئے جائیں یعنی ہر طرف سے ان پر رزق کی فراوانی ہوجاتی اوران میں ایک جماعت ایسی ہے جس پر اللہ کی طرف سے جو نازل شدہ ہے اس پر وہ عمل پیرا ہے لیکن اکثر ایسے ہیں جو برے کام کرتے ہیں ان کا ٹھکانا بھی برا ہوگا۔ پہلی آیت میں یہ بتایا کہ ایمان لائیں گے تو جنت میں داخل ہوں گے اوراس آیت میں یہ بتلایا کہ اگر ایمان لاتے اوراحکام الٰہیہ پر عمل کرتے تو اس کی وجہ سے دنیا میں خوب اچھی طرح نوازے جاتے، اوپر سے بھی کھاتے اور پاؤں کے نیچے سے بھی نعمتیں پاتے۔

رکوع 10

يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن

اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے اسے پہنچا دے اور اگر

لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ

تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تجھے

ٱلنَّاسِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾

لوگوں سے بچائے گا بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَىْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا۟

کہہ دو اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو جب تک کہ تم

ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ

تورات اور انجیل اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے قائم نہ کرو

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

اور ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی

طُغْيَٰنًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٦٨﴾

سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلصَّٰبِـُٔونَ

بے شک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی

وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ

اور نصاریٰ جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور نیک کام کیے

صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾

تو ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ

ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور ان کی طرف کئی

رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُهُمْ ۙ

رسول بھیجے تھے جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس وہ حکم لایا جو ان کے نفس نہیں چاہتے تھے

فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

تو ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اور یہی گمان کیا

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

کہ کوئی فتنہ نہیں ہو گا پھر اندھے اور بہرے ہوئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی

ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا

پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں

یَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ دیکھتا ہے۔ البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا بے شک اللہ وہی

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ؕ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ

اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا

فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ؕ وَمَا

سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا

لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

کوئی مددگار نہیں ہو گا۔ جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے ایک ہے بے شک

اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ؕ وَإِنْ لَمْ وقف لازم

وہ کافر ہوئے حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر وہ

يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ

اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَ

دردناک عذاب پہنچے گا۔ اللہ کے آگے کیوں توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہ نہیں

يَسْتَغْفِرُونَهُ ؕ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ

بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مسیح مریم کا بیٹا صرف

مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ

ایک پیغمبر ہی ہے جس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور اس کی ماں

صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ

ولی ہے وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھ ہم انہیں کیسی دلیلیں

لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾

بتلاتے ہیں پھر دیکھو وہ کہاں الٹے جا تے ہیں۔

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ

کہہ دو تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے

ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾

نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

کہہ دو اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو

وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا

اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور انہوں نے

ع ۱۰ / ۱۴ كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾ ع

بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے دور ہو گئے۔

رکوع (۱۰)

خلاصہ: اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ کی تبلیغ اور مسائلِ تبلیغ

ماخذ: (۱) یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (المائدہ:٦٧)

(۲) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَ قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدہ:٧٢)

(۳) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (المائدہ:٧٣)

یہود کے قابلِ اصلاح لوگوں کے لئے مسائل کی تبلیغ

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ : سابقہ رکوع کے آخر میں مفصل آیت مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ کا ذکر ہوا کہ بنی اسرائیل تمام کے تمام نا قابلِ اصلاح نہیں ہیں بلکہ ان میں قابلِ اصلاح بھی ہیں جو افراط وتفریط سے بچے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ کے افراد راہِ راست پر آجائیں جو انصاف پسند ہوں پس اے پیغمبر! آپ تبلیغ فرمائیں وہ خود آئیں گے فکر نہ کیجئے! ان کے شر سے اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے گا، شریف الطبع افراد کو منوانا آسان ہے، اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ کے مسائلِ تبلیغیہ بیان ہو رہے ہیں، اسی طرح ان میں سے بعض سلیم

الفطرت اور قابل تبلیغ ہیں لہٰذا ان کو تبلیغ کرنی چاہئے یعنی تبلیغ سب کو کرو جو صالح ہوں گے وہ آجاویں گے، جیسے صیاد (شکاری) سمندر میں جال ڈال دیتا ہے اس کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ سب مچھلیاں آجاویں لیکن بعض آتی ہیں اور بعض نہیں تو ان کی بھی یہی مثال ہے اس لئے یہاں یہود کو کہا جائے گا کہ تورات کو مانو اور تورات نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی تعلیم دیتی ہے جس وقت وہ تورات کو مانیں گے، لامحالہ قرآن مجید پر ضرور ایمان لائیں گے اور نصاریٰ کو کہا جائے گا کہ تم شرک کو چھوڑ دو۔

جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کا پورا پورا حق ادا کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا یعنی جو تجھ پر اُتاری ہے وہ تمام چیزیں تو نے نہیں پہنچائیں تو پیغمبری کا جو حق ہے وہ ادا نہیں ہوگا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا اس کا آپ نے پورا پورا حق ادا کیا اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کر دی یا واضح طور پر کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں رکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس نے یہ زعم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ یعنی اگر تو نے چھپائی منجملہ وہ جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہیں تو تو نے اس رسالت کو نہیں پہنچایا، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا لوگوں سے کوئی خطرہ محسوس نہ کرو، رسالت الٰہی پہنچاؤ کوئی شخص تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتا۔

اہل کتاب اپنی کتابوں کے ساتھ قرآن ماننے کی ترمیم قبول نہیں کرتے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ: اہل کتاب سے کہا جائے گا کہ ہم تمہیں یہ نہیں کہتے کہ اپنی اپنی کتاب یعنی تورات وانجیل کا انکار کرو بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کتابوں کے ساتھ قرآن مجید کی بھی تصدیق کرو اور اس پر بھی ایمان لاؤ لیکن اکثر ان میں سے اس ترمیم کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، قرآن مجید نازل ہونے سے اور بھی زیادہ سرکشی اور کفر ان کا بڑھے گا لا نسلم پر جو قائم ہوا سے کون

منوائے؟ اس نصیحت پر بھی عمل نہیں کرتا، ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغموم کیوں ہو رہے ہیں؟ یہ خود اپنی جڑیں کٹوا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے۔

نجات کے لازمی شرائط اور پروگرام

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئُوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ: دین کا منبع ایک ہی ہے، توحید، مبداء، معاد و رسالت تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات کی صورت یہ ہے کہ مسلمان ہو خدا کی توحید کا اقرار کرتا ہو، قیامت کا یقین ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم آئے جس وقت جس نبی کی معرفت آئے اس پر ایمان لایا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنایا جائے اور حساب و کتاب کا آدمی قائل ہو تم یہ کر رہے ہو کہ خدا تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی بمعرفت تورات یا انجیل میں حکم دے گا تو اس کا اقرار کرو گے لیکن قرآن مجید میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت آئے تو نہیں مانو گے، یہ ایمان صحیح، کامل اور خالص نہیں، ہمارے ہاں خوف خدا کی وجہ سے عمل صالح کے ذریعے نجات کا پروگرام نہ یہود ہو جانے میں بند ہے نہ نصاریٰ ہو جانے میں؟ ایسا نہیں کہ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ (البقرۃ: ۱۱۳) "اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ راہ حق پر نہیں ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود راہ حق پر نہیں"

بنی اسرائیل کی عادت مستمرہ

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُهُمْ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ: ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا تو انہوں نے بھی وعدہ خلافی کی جب ان کے پاس کوئی رسول حکم لے کر آتا تو اگر ان کی خواہش کے مطابق نہ ہوتا تو وہ اس حکم اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرتے اور ان کا قتل بنی اسرائیل کی عادت رہی ہے لہٰذا اب بھی اسی عادت مستمرہ کا اظہار کر رہے ہیں، اس میں كَذَّبُوْا ماضی ہے یَقْتُلُوْن بھی اسی پر حمل کرنا چاہئے۔

کبائر کو معمولی باتیں سمجھنا

وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ: پیغمبر علیہ السلام کے قتل کو کوئی بڑا ظلم نہیں سمجھتے اور یہی گمان

کیا کہ کوئی فتنہ نہیں ہوگا، جیسے گھوڑا وغیرہ کوئی جانور بار بار مار کھا کر محسوس ہی نہیں کرتے، اتنی بے ایمانیاں کر کے بھی انہوں نے سمجھا کہ یہ معمولی باتیں ہیں، اتنی شرارتوں کے باعث ان کی فطرتیں مسخ ہو گئیں، اندھے اور بہرے بن گئے۔ اکبر الکبائر اللہ تعالیٰ توبہ سے معاف کرتے ہیں، من مات علی الکفر لایقبل توبته بعدالموت ابداً ویدخل جهنم ای ابدالاباد "جو کفر پر مرے اس کی موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔" پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ دیکھتا ہے اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

یہود کے بعد نصاریٰ کے نقائص

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ: اس سے قبل یہود کے نقائص کا بیان تھا، یہاں سے نصاریٰ کے نقائص بیان ہو رہے ہیں، عیسائیوں کے پاس ایک ہی پیغمبر آیا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ کئی پیغمبر یہود کے پاس آئے ہیں، جنہیں تم قتل کرتے رہے اب یہاں اس آیت میں نصاریٰ کو تبلیغ کی جاتی ہے، نصاریٰ میں مختلف خیال کے لوگ تھے، بعض کا خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام خود خدا ہی ہیں، اس آیت میں اسی عقیدہ کا ذکر ہے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تعلیم میں اس باطل عقیدہ کے وضع کرنے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی وہ تو کہہ گئے ہیں اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ میرے اور اپنے رب ہی کی عبادت کرو، بے شک جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا خواہ وہ افعال میں یعنی وہ افعال جو خالص باری تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہوں یا اعتقادات میں شرک کیا مثلاً کسی کو خالق و رازق مانا یا صفات باری تعالیٰ میں کسی کو شریک کیا، مطلب ذات، صفات، و افعال میں شرک کیا تو تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام کر دی ہے اور ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

دوسری جماعت کا عقیدۂ تثلیث

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عقیدہ تثلیث کی تردید فرمائی اس کا تعلق بھی خالص نصاریٰ سے ہے یعنی نصاریٰ کی دوسری جماعت

کا عقیدہ ہے جو تین خدا مانتے ہیں، یعنی انہوں نے خدا کے تین حصے بنا دیئے، باپ بیٹا اور روح القدس یا ذات، علم اور حیات اس عقیدے میں ذات سے مراد خدا تعالیٰ، مسیح (علیہ السلام) کو علم کا مظہر اور جبریل (علیہ السلام) کو حیات کا مظہر قرار دیا ہے۔ ایک عقیدے کے لحاظ سے تین اجزاء باپ بیٹا اور مریم ہیں، اس سے مراد اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ (مریم) ہیں، حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں ہے تو یہ لوگ بھی کافر ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تثلیث کے باطل عقیدے پر اڑے ہوئے ہیں اگر یہ لوگ اس بات سے باز نہیں آئیں گے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

نصاریٰ اللہ سے اپنے قول تثلیث کی معافی کیوں نہیں مانگتے؟

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ: یہ کمبخت توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے قول تثلیث وغیرہ کی معافی کیوں نہیں مانگ لیتے، اللہ تعالیٰ کی توبہ ورحمت کے دروازے تو ہر وقت کھلے ہیں طلوع الشمس من المغرب پر بند ہوں گے، اس سے پہلے جب چاہیں تائب ہو کر داخل ہو سکتے ہیں، حدیث میں ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرتا اور نادم ہو کر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش میں آتی ہیں جیسے کوئی آقا اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح رسول تھے

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ: عیسیٰ علیہ السلام پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک رسول تھے، جس طرح عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں اسی طرح یہ بھی ان جیسے ایک پیغمبر ہیں کافروں کا یہ گمان کہ وہ الٰہ ہے یا وہ اللہ کا بیٹا ہے تو یہ سب غلط ہے اگر ان کو اس وجہ سے الٰہ کہتے ہو کہ یہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو پھر اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام جو کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں کیا ان کو بھی الٰہ مانو گے؟ تو معلوم ہوا کہ یہ ان کا افترا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت

وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ایک پاکدامن خاتون تھیں، صِدِّیق مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا درجہ پیغمبر کے بعد ہے، اس کو پیغمبر کی کسی بات میں شک اور خدشہ تک پیدا نہیں ہو سکتا، کیا

ارشاد ہورہا ہے اللهم اجعلنا من الصدیقین اس تعلق کی برکت سے جو نبی کی محبت میں خدا کے ساتھ انہیں پیدا ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ وحضرت مریم دونوں کھانے پینے کے محتاج تھے

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ: حضرت عیسیٰ اوران کی والدہ کے ذکر کے بعد آگے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حیثیت کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، مطلب یہ کہ جس طرح اور انسان کھاتے ہیں اسی طرح وہ دونوں بھی کھانے کو محتاج تھے، کوئی عجیب وغریب مخلوق نہیں تھی تو جو کھانے کا محتاج ہو وہ خدا کیسے بن سکتا ہے؟ حالانکہ خدا وہ ہوسکتا ہے جو ان چیزوں سے پاک ہو، دیکھو ہم انہیں کیسی دلیلیں بتاتے ہیں پھر دیکھو یہ کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہیں یعنی اتنی واضح دلیلیں پیش کرنے کے بعد یہ کہاں اُلٹے پھرے جارہے ہیں؟

غیر اللہ کی عبادت سے روکنا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ اور دیگر مشرکین کا رد فرمایا ہے اور معبودان باطلہ کی پرستش سے روکا ہے فرمایا کہ تم ایسے بے سمجھ ہو کہ ایسی ہستیوں کو خدا بناتے ہو جن کے قبضہ میں نہ تمہاری مضرت ہے اور نہ تمہارا نفع ہے، تو جو ہستی نفع ونقصان پر قادر نہیں ہے وہ معبود کیسے ہوسکتی ہے، اگر تمہارے اندر ذرہ برابر بھی عقل ہوتی تو تم ایسا نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو، ہر دعا کو، ہر فریاد کو، سننے والا اور پورا کرنے والا ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہیں وہ تمہارا معبود برحق ہے تمہارے ہر نفع ونقصان سے باخبر ہے۔

افراط وتفریط اور غلو فی الدین

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ: اہل کتاب کو خطاب ہے کہ دین میں غلو نہ کرو، یہ مرض عام مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی غلو فی الدین کر رکھا ہے۔ ناحق حد سے بڑھانا چڑھانا بھی مت کرو کیونکہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اور عیسائیوں نے انہیں یہاں تک درجہ دیا کہ خدا بنا دیا، لہٰذا اے اہل کتاب! یہ گمراہی کا راستہ چھوڑ دو

اور سیدھے ہو کر خدا پرست بن جاؤ تو جو سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں اور دوسروں کو سیدھی راہ سے ہٹاتے ہیں وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ان کی بات کبھی نہ مانا کرو ینطبق هذا الحکم علی اهل البدعة فی زماننا۔

تبلیغ کا کام آسان بنانے کے لئے پہلے نصاریٰ کو تبلیغ

جس وقت تبلیغ کا سلسلہ شروع کریں گے تو پہلے نصاریٰ کو تبلیغ کریں گے کیونکہ نصاریٰ کو فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر قائل کرنے کی ضرورت تھی اور یہود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو منوانے کی بھی ضرورت تھی لہٰذا یہود کے متعلق ہمارا کام دوگنا ہو جائے گا اگر نصاریٰ کو پہلے اپنے ساتھ ملالیں تو پھر یہود کو تابع بنانا آسان ہوگا۔

یہود کی بہ نسبت نصاریٰ مسلمانوں کے قریب

اقرب الی الایمان والتبلیغ یہود کے، نسبۃً یہ نصاریٰ ہیں یعنی جس وقت سلسلہ تبلیغ شروع کریں گے تو پہلے نصاریٰ کو تبلیغ کریں گے کیونکہ ساٹھ کروڑ ہیں اور مسلمان چالیس کروڑ ہیں اگر ان کی اصلاح ہو جائے اور مسلمانوں کے ساتھ عقائد میں متحد ہو جائیں تو پھر یہود مقابلہ نہیں کر سکتے دوسرا یہ کہ نصاریٰ کو فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت منوانی ہے اور یہ کام مختصر ہے اور یہود کو دونوں نبیوں علیہما السلام کی رسالت منوانی ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس میں طوالت ہے۔

رکوع 11

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ

بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بیٹے مریم کی زبان پر

دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے

يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ

گزر گئے تھے۔ آپس میں برے کام سے منع نہ کرتے تھے

فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا

جو وہ کر رہے تھے کیسا ہی برا کام ہے جو وہ کرتے تھے ۔تو دیکھے گا تو ان میں سے بہت سے

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

لوگ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے کیسا ہی برا سامان اپنے

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ

نفسوں کے لیے آگے بھیجا اور وہ یہ کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں

هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

رہنے والے ہیں۔اور اگر وہ اللہ اور نبی پر اور اس چیز پر جو اس کی طرف سے

وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ

نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے

وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ

لیکن ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ تو سب لوگوں سے زیادہ

النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ

مسلمانوں کا دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا اور تو سب سے

اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

نزدیک محبت میں مسلمانوں سے ان لوگوں کو پائے گا جو کہتے ہیں

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ

کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور فقراء ہیں

وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ الجزء ۷

اور اس لیے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب اس چیز کو سنتے ہیں

اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ

جو رسول پر اتری تو ان کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ آنسوؤں سے بہتی ہیں

مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا

اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا کہتے ہیں اے رب ہمارے کہ ہم ایمان لائے تو ہمیں

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا

ماننے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہے ہم اللہ پر ایمان

جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ

نہ لائیں،اور اس چیز پر جو ہمیں حق سے پہنچی ہے اور اس کی طمع رکھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب

الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ

نیکوں میں داخل کرے گا۔پھر اللہ نے انہیں اس کہنے کے بدلے ایسے باغ دیئے کہ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے

جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا

والوں کا یہی بدلہ ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور ہماری

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع ۱۱

آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ کے رہنے والے ہیں۔

رکوع (۱۱)

خلاصہ: اہل کتاب کی تبلیغ میں نصاریٰ مقدم اور یہود موخر ہیں۔

ماخذ: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ(المائدہ:۸۲)

امراض مستمرہ کی وجہ سے لعنت

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ : یہود کی اپنی جماعت پر اس بے راہ روی یعنی ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور کرنے اور ان پر عصیان وعدوان کے باعث لعنت پڑی بزبان عیسیٰ ابن مریم اور حضرت داؤد علیہم السلام کے تو فرمایا کہ ان کے امراض مستمرہ ہیں لہٰذا ان کو تبلیغ فائدہ نہیں دے گی، اس لئے کہ وہ نافرمانی میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔

عدم فائدہ کی علت

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ: یہ عدم فائدہ کی علت بیان کی جاتی ہے یعنی ان کو تبلیغ اس لئے فائدہ نہیں دے گی کہ جو امراض ان میں موجود ہیں ان کے علاج کی فکر میں نہیں ہیں اور ان کا یہ مرض بہت خراب تھا کہ ایک دفعہ غلطی کر بیٹھتے تو اس پر ضد کرتے اور باز نہ آتے، حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں پہلی جو خرابی تھی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا تو کہتا کہ اے شخص! اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو اور یہ غلط فعل چھوڑ دو پھر دوسرے روز اس سے ملتا تو اسے ناجائز فعل کا مرتکب پاتا، پس اس کو اس ہوس پر منع نہ کرتا کہ یہ مانتا نہیں اب میں منع کروں تو اس کے کھانے پینے میں ہم جلسہ نہ ہوسکوں گا پھر جب بنی اسرائیل

نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پھوٹ ڈالدی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (المائدہ:۷۸)

دشمنان خدا کے ساتھ دوستی

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ: ان میں سے اکثر کو آپ پائیں گے کہ خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں حالانکہ یہ بدیہی بات ہے کہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے، انہوں نے کیسا ہی برا سامان اپنے نفسوں کیلئے آگے بھیجا یعنی برے اعمال انہوں نے آخرت کیلئے بھیج رکھے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ ورسول سے دل میں دشمنی رکھی اور اللہ ورسول کے مخالفین کے ساتھ دوستی رکھی اس وجہ سے ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان لوگوں کا ٹھکانا عذاب الیم ہوگا۔

اگر ایمان لاتے تو کبھی کافروں کے دوست نہ بنتے

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ: اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ السلام پر اور اس چیز پر جو اُن کی طرف نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو یہ کافروں کے دوست نہ بنتے لیکن ان کے دل میں ذرہ برابر ایمان نہیں ہے ان میں بہت کم لوگ ہیں جو ایمان کیلئے سرفروش ہوئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔

نصاریٰ کی بہ نسبت یہود کی مسلمانوں سے کم دشمنی

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ: اسلام سے یہود کو تو ایسی ہی عداوت ہے جیسے مشرکین کو، البتہ نصاریٰ نسبتاً یہود سے کم دشمن ہیں اور ان میں ایسے علماء اور صوفی موجود ہیں جو حق بات کو دیکھ کر ماننے میں تامل نہیں کرتے اس لئے ان کے عوام میں بھی یہود جتنی خباثت نہیں ہے اور نہ ان میں تکبر ہے، یہود میں تکبر وغیرہ سب بیماریاں موجود ہیں۔

اقرب الی الاسلام ہونے کی وجہ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ :نصاریٰ اقرب الی الاسلام ہیں کیونکہ ان میں سلیم الفطرت آدمی کافی تعداد میں موجود ہیں ان کے قریب ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب ان کو قرآن سنا کر دیکھو گے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ہیں تو ہمیں ماننے والوں میں لکھ لے یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو حق کا اقرار کرتے ہیں۔

حبشہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا واقعہ

یہ حبشہ کا واقعہ ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سورۃ مریم کی آیات تلاوت کر رہے تھے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے نجاشی کے دربار میں اسلام اور اس کی تعلیمات کا ایک مختصر مگر جامع خاکہ کھینچ دیا تھا اور پھر ان حضرات کے قیام نے نہ صرف اس کے دل میں بلکہ وہاں کے حکام وعوام سب کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی سچی محبت وعظمت پیدا کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مطمئن ہو جانا معلوم ہوا اور مہاجرین حبشہ نے مدینہ جانے کا عزم کیا تو نجاشی شاہ حبشہ نے ان کے ساتھ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا جن میں ۶۲ر حضرات حبشہ کے اور ۸ر شام کے تھے اور قرآن سے متاثر ہوئے اور پھر کہتے ہیں امنا بما انزل الینا ونؤمن بقرآن ایضاً کالتوراۃ والانجیل۔

سر تسلیم خم کرنے میں عار نہیں

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ: حق کے سامنے سر تسلیم کرنے میں انہیں عار نہیں ہے تو ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائیں اور اُس چیز پر جو ہمیں حق سے پہنچی ہے تو جب حق ظاہر ہو گیا تو ایمان لانا ہمارے لئے ضروری ہے، کوئی مانع نہیں کیوں ایمان نہ لا دیں، ہماری امید بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوں میں داخل کرے گا۔

حق پرست کے لئے انعامات الٰہیہ

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ: ایسے حق پرست اللہ تعالیٰ کے ہاں پوری عزت پائیں گے، تو جو شخص اللہ و رسول پر ایمان لائے گا اُس کے لئے یہ سب انعامات ہوں گے، یعنی ان کو ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل کردیں گے، ایسی جنت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے تو جو نیکی کرے گا اس کا بدلہ یہ جنت کی نعمتیں ہوں گی۔

ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہ آنے والوں کے لئے سزا

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ: ان میں سے جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہ آنے والے ہیں، انہیں جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا یہ لوگ جہنم میں رہیں گے ان کا بدلہ یہی ہوگا، اس سے ثابت ہوا کہ میدان تبلیغ میں نصاریٰ یہود سے بڑھ کر ہیں۔

رکوع 12

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ

اے ایمان والو! ان ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں

لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾

اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

اور اللہ کے رزق میں سے جو چیز حلال ستھری ہو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو

الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ تمہیں تمہاری بیہودہ قسموں

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا

پر نہیں پکڑتا لیکن ان قسموں پر پکڑتا ہے

عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ

جنہیں تم مستحکم کر دو سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے

مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ

جو تم اپنے گھر والوں کو دیتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا

تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ

گردن آزاد کرنی پھر جو شخص یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ

اسی طرح تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَ

کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے

الْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے سو

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اب بھی باز آ جاؤ۔ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو

الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى

اور بچتے رہو پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے۔ جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

اور نیک کام کیے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیزگار ہوئے

وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ

اور ایمان لائے اور عمل نیک کیے پھر پرہیزگار ہوئے اور ایمان لائے پھر

اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع ۱۲/۲

پرہیزگار ہوئے اور نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

رکوع (۱۲)

خلاصہ: دورۂ تبلیغ میں افراط وتفریط سے احتراز رہے۔

ماخذ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (المائدہ:۸۷)

جملہ معترضہ

قرآن حکیم کی آیات میں عموماً اس قدر جامع مضمون ہوتا ہے کہ اگر ماقبل اور مابعد سے منقطع کر دیا جائے تو بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ عموماً مفسرین حضرات نے ربط آیات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے لیکن جب ربط آیات قائم کیا جائے تو اس عام مضمون کو سیاق وسباق کے مناسب بیان کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں یوں ہی کیا جائے گا۔

افراط وتفریط سے بچنے کی تلقین

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ: اے مسلمانو! یہ نہ ہو کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دو، جیسا کہ بعض جاہل پیروں کی عادت ہے حلال کو حرام کرنا افراط ہے اور حرام کو حلال کرنا تفریط ہے، پہلا مضمون لَا تُحَرِّمُوْا سے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک ہے جو یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ سے شروع ہوتا ہے، جب تم سفر تبلیغ پر جاؤ تو غیر مسلموں کے سامنے اصل اسلام پیش کرنا، لوگوں پر آسانی کرو اتنا تشدد نہ ہو کہ وہ لوگ اسلام سے انکار کر بیٹھیں کہ یہ اسلام ہے تو ہماری توبہ ہے، اسی طرح علماء کیلئے مناسب ہے کہ اگر شیعہ مرزائی وغیرہ کو دعوت تبلیغ کریں تو ان کے مطعومات کو حرام نہ کر دینا تو جو چیز دائرہ جواز میں آتی ہے عوام کو اس کی طرف رہنمائی کرنی چاہیے جیسا کہ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پیر صاحب ایک بستی میں تشریف لائے تو مریدوں نے اچھا شوربہ بنا کر سامنے رکھا تو پیر صاحب نے مٹھی ریت لے کر اس میں ڈال دی اور دکھایا کہ میں دنیا کے مزوں سے ہاتھ

دھو بیٹھا ہوں اور نفس امارہ کو ایسا مار چکا ہوں اور کئی پیر ہوتے ہیں کہ جب مرید کے ہاں جاتے ہیں تو وہاں انہیں کھانے میں گوشت دیتے ہیں تو نہیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ پیر جلالی چیزیں نہیں کھاتے اور گھر میں روز دو دو مرغیاں ذبح کر کے ہڑپ کر جاتے ہیں الحاصل یہ افراط وتفریط نہ ہو

انسان کی قسمیں

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ انسانوں کی قسمیں ہیں ایک قسم میں مَلکیت (روحانیت) بہیمیت (حیوانیت) کی اصلاح (توافق) ہوتی ہے، مثلاً بہیمیت نے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے، بارہ بج گئے ہیں تو ملکیت نے کہا کہ کھالو بالکل ٹھیک ہے، پھر بہیمیت نے کہا کہ اب نیند آتی ہے تو ملکیت نے کہا کہ سو جاؤ بالکل ٹھیک ہے، سوتے سوتے ظہر یا فجر کی اذان حی علی الصلوۃ کان میں سنائی دی تو ملکیت نے کہا کہ حضرت! میری گھنٹی بجی اب میں اللہ کے سامنے ماتھا ٹیکنے جاتی ہوں تو بہیمیت نے کہا کہ چلو بالکل ٹھیک ایسا اتفاق ہوتا ہے اور دوسری قسم میں ملکیت اور بہیمیت کی آپس میں تجاذب (کشمکش) ہوتی ہے کہ کبھی تو بہیمیت ایسے لے گئی کہ دنیا کا ہی رہا نہ نماز یاد نہ روزہ نہ حج نہ زکوۃ، اور معاصی میں مبتلا ہوا اور کبھی ملکیت ایسے لے گئی کہ نہ کھانا نہ پینا نہ لین دین بس رہبانیت ہی میں مبتلا ہو گئے اور پہلی قسم کے لوگ دین و دنیا دونوں کام بخوبی ادا کرتے ہیں خدا بھی راضی اور مخلوق بھی راضی نفس بھی راضی اور بیوی بھی راضی کیونکہ افراط وتفریط نہیں ہے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ پیغمبر، ولی، مقتداء صاحبِ اصلاح (بہیمیت اور ملکیت کی آپس میں صلح) ہی ہوسکتا ہے کبھی صاحب تجاذب نہیں ہوسکتا کیونکہ مقتدا تو عالم کے دین و دنیا کے سنوارنے کے لئے ہوتا ہے اور مربی و معلم ہوتا ہے تو مبلغ بھی صاحب اصلاح ہوسکتا ہے، ریاکار طالب مال وجاہ تو لوگوں کو جہنم کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے۔

اخص الخواص کا اسلام تو بہت اونچا ہے

اخص الخواص کا اسلام تو بہت اونچا ہے ان کا درجہ تو الگ ہے وہ تو مشتبہات (اشتباہ والی چیزیں) کی بھی تمیز کرتے ہیں حضرت صدیقؓ کو ایک غلام نے کچھ کھلایا جب علم ہوا کہ مشتبہ چیز تھی تو انگلی حلق میں ڈال کر قے کی، اب یہ لوگوں کیلئے تو قانون نہیں کیونکہ ان کی شان بہت اونچی ہے، جواز تو ظاہری چیزوں کے مطابق ہوگا، اتنی اونچی شان اصلاح باطن سے پیدا ہوتی ہے۔

حرام کمائی کے اثرات

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ: اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو چیزیں حلال ستھری ہوں کھاؤ یعنی یہ حلال چیزیں ہیں انہیں استعمال کرو کیونکہ اصل چیز اس کا تقویٰ ہے، البتہ اس کا پورا لحاظ رہے، عام لوگ ان چیزوں کے اگرچہ مکلف نہیں ہیں، ہاں اثر ضرور ہوتا ہے، یہ بات میں جرأت سے کہتا ہوں الحرام یجر الی الحرام دیہاتی اجڈ لوگوں کی اولادوں میں اتنی بے راہ روی اور عیاشی نہیں ہوتی جو شہر کے امراء اور اونچے طبقے میں ہوتی ہے کیونکہ والدین کی کمائی اکثر حرام ہوتی ہے اور ان کے حصہ میں آجاتی ہے۔

یمین لغو اور یمین منعقدہ کا حکم

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ: اوپر کی آیات میں یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال قرار دی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو چونکہ حلال کو حرام کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی چیز کے کھانے یا استعمال نہ کرنے کی قسم کھالی جائے اس لئے اب قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں، قسم کی کئی اقسام ہیں مثلاً یمین لغو، یمین غموس، یمین منعقدہ، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بے ساختہ قسم کھائے تو اس پر خدا گرفت نہیں کرے گا، ہاں! جان بوجھ کے قسم کھانے پر مؤاخذہ ہوگا، اگر یمین منعقدہ سے بھی کسی حلال کو چھوڑا ہے تو قسم توڑ کر اس کو کھالو اور کفارہ دے دو، اسی طرح اگر بے ساختہ کچھ کھاؤ گے تو من جانب اللہ تمہاری گرفت نہیں ہوگی لیکن لاشیٔ بھی نہیں ہے، جس طرح لغو قسم کا معاملہ ہے کچھ اثر ضرور ہوگا لیکن مجرم نہیں ہوگا۔

قسم کا کفارہ

یہاں پر ہر قسم کے کفارے کے متعلق بیان ہے کہ اگر کسی نے قسم توڑی تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ تو آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اول یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے، اوسط کی مقدار یہ ہے کہ جو کھانا تم اپنے گھر والوں کو دیتے ہو، یا کھانے کے بجائے کپڑے بھی دے سکتے ہو دس مسکینوں کو اور اس کپڑے کی مقدار یہ ہے کہ اس کپڑے سے اس کے پورے جسم کا حصہ ڈھک جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے پس اگر کپڑا نہ دے سکتے ہو یا کھانا نہیں کھلا سکتے ہو

تو پھر ایک غلام کو آزاد کرنا پڑے گا پھر اگر کوئی شخص ان تینوں چیزوں میں کوئی چیز نہ دینے پائے تو تین دن روزے رکھے، تین روزے تب ہوں گے جب کھانا کھلانے یا کپڑا پہنانے یا غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو اگر طاقت ہے تو پھر روزے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا اور یہ تین روزے متواتر بغیر ناغہ کے رکھے گا۔

قسموں کی حفاظت کا حکم

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيۡمَانِكُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ وَ احۡفَظُوۡۤا اَيۡمَانَكُمۡ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ: یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جو تم قسم کھاتے ہو یعنی جب تم قسم کھانے سے حانث ہو جاؤ اور قسم تم سے پوری نہ ہو سکے تو قسم کا کفارہ تم پر واجب ہوگا اور اسی طرح فرمایا کہ تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو یعنی اپنی قسم کو توڑنے سے بچو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے حکم کو بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو، مطلب یہ ہے کہ حکم الٰہی پر عمل کرنا شکر الٰہی ہے جو حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

محرمات کی وجہ سے امراض میں ابتلا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَ الۡمَيۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ: پہلی آیت میں افراط سے روکا گیا تھا، اب تفریط سے روکا جاتا ہے کہ جو محرمات تھے ان کو اپنی طرف سے بیان فرما رہے ہیں کہ یہ ہیں محرمات۔ اپنے آپ سے محرمات نہ بناؤ اور اگر اہل کتاب ان امراض میں مبتلا ہوں تو تم ان کے ساتھ شریک نہ ہو جاؤ یعنی وہ شراب پیتے ہیں تو تم اس کے ساتھ شریک نہ ہوں کیونکہ یہ گناہوں کی جڑ ہے الخمر جماع الاثم اسی طرح جوئے میں بھی اور بت اور فال کے تیر یہ سب شیطان کے گندے کام ہیں، سوان سے بچتے رہو اگر تم ان سے بچنے کی کوشش کرو گے تو کامیابی ملے گی، اگر بچنے کی کوشش نہیں کرو گے اور ان کے ساتھ اس میں شریک ہوگے تو کامیابی ملنے کی امید مت رکھو۔

الۡخَمۡرُ وَ الۡمَيۡسِرُ کے نتائج

اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَ الۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ: یہ خمر اور میسر کا نتیجہ یہ چیزیں آپس میں عداوت و پھوٹ پیدا کرتی ہیں اور ایک دوسرے میں نفرت ڈال دیتی ہیں اور میسر

کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے خدا بھی بھول جاتا ہے، فرائض وواجبات سب بھول جاتے ہیں اور شراب پینے والے کی بھی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس میں چھچھوراپن آجاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ کئی غلط کام کرتے ہیں، ایک گناہ کی وجہ سے وہ کئی گناہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اسی طرح جتنا ایسی خبیث علتیں ہیں جو وہ کرنے لگتے ہیں اس لحاظ سے اَلْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ کو بھی رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کہا، شراب میں حرمت لغیرہ ہے اس لئے کہ اگر شراب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گی اور اس کا استعمال بھی جائز ہوگا اور شراب کے مقابلہ میں خنزیر میں حرمت لذاتہٖ ہے۔

مکمل اطاعت کرنے اور افراط وتفریط سے بچنے کا حکم

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ: اب سیدھی رہنمائی اور افراط وتفریط سے روکنے کے بعد تمہارا فرض ہے کہ شیطانی پھندوں سے بچو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کی نافرمانی سے بچو تو اگر حکم الٰہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے رہو گے تو فلاح پاؤ گے، پھر اگر تم پھر جاؤ گے یعنی اطاعت نہ کرو گے تو سزا پاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے، باقی عمل کرنا تو تم لوگوں کا کام ہے اگر پورا عمل کرو گے تو اجر کے مستحق بن جاؤ گے اور اگر نافرمانی کرو گے تو سزا کے مستحق رہو گے۔

توبہ کرنے سے پچھلے برے اعمال سے درگزر

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ: سابق الذکر حکم کے معلوم ہونے سے پہلے اگر افراط وتفریط کا ارتکاب ہو چکا ہے اور اب تعمیل حکم کیلئے تیار ہو تو پہلی غلطیاں معاف ہو جائیں گی، اصل میں یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا تھا کہ جو ہم میں سے پہلے تھے اور فوت ہو گئے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ اس کا جواب دیا گیا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس پر حرمت کا حکم نہیں آیا تھا اب جبکہ حکم آیا تو اس کے بعد اگر کوئی استعمال کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

ایمان، تقویٰ، احسان اور استقامت

اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا کا ترجمہ سب مفسرین نے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے کیا ہے یعنی ایمان لائے اور مستقیم اور مستمر بھی رہے، تقویٰ تو پہلے نمبر ہی میں آیا پھر جو آرہا ہے اس سے استقامة علی الحق والتقویٰ مراد ہے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (اٰمَنُوْا) مان لیا (اتَّقَوْا) احتراز کیا، اَحْسَنُوْا عملی جامہ پہنایا، اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی جو کام شرع میں مشروع ہوا تھا اس کو اسی طرح بجالانے سے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دے گا۔

رکوع 13

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَيَبْلُوَنَّكُمُ ٱللَّهُ بِشَىْءٍ مِّنَ

اے ایمان والو! البتہ اللہ ایک بات سے تمہیں آزمائے گا اس شکار سے

ٱلصَّيْدِ تَنَالُهُۥٓ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ ٱللَّهُ مَن يَخَافُهُۥ

جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے تاکہ اللہ معلوم کرے کہ بن دیکھے

بِٱلْغَيْبِ ۚ فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾

اس سے کون ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْتُلُوا۟ ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ

اے ایمان والو! جس وقت تم احرام میں ہو تو شکار کو نہ قتل کرو

وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ

اور جو کوئی تم میں سے اسے جان بوجھ کر مارے تو اس مارے ہوئے کے برابر

مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًۢا بَٰلِغَ

مویشی میں سے اس پر بدلہ لازم ہے جو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں

ٱلْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّٰرَةٌ طَعَامُ مَسَٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ

بشرطیکہ قربانی کعبہ تک پہنچنے والی ہو یا کفارہ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہو یا اس کے برابر

صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِۦ ۗ عَفَا ٱللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ

روزے تاکہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے اس چیز کو معاف کیا جو گزر چکی

عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

اور جو کوئی پھر کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ

تمہارے لیے دریا کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے واسطے اور

لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ

مسافروں کے لیے فائدہ ہے اور تم پر جنگل کا شکار کرنا حرام کیا گیا ہے جب تک کہ تم

حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾

احرام میں ہو اور اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

اللہ نے کعبہ کو جو بزرگی والا گھر ہے لوگوں کے لیے قیام کا باعث کر دیا ہے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا

اور عزت والے مہینے کو اور حرم میں قربانی والے جانور کو بھی اور جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر کعبہ کو لے جائیں

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ

یہ اس لیے ہے کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ کو معلوم ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اور بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ جان لو بے شک اللہ سخت

الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ

عذاب والا ہے اور بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول کے ذمہ

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

سوائے پہنچانے کے اور کچھ نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپ کر کرتے ہو۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ

کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں ناپاک کی

كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ

کثرت بھی بھلی معلوم ہو سو اے عقلمندو! اللہ سے ڈرتے رہو

ع ۱۳
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

تاکہ تمہاری نجات ہو۔

رکوع (۱۳)

خلاصہ: مسلمان دنیا کے کسی خطے میں بھی جائیں مرکز اصلی (بیت اللہ الحرام) سے تعلق منقطع نہ ہونے پائے۔

ماخذ: (۱) يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المائدہ:۹٤)

(۲) يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ:۹۵)

(۳) جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (المائدہ:۹۷)

بیت اللہ سے تعلق وربط کی تائید

بیت اللہ الحرام کے متعلقہ احکام کا ذکر پہلے رکوع میں آیا ہے کہ پہلے نفس کی تکمیل کی یعنی فانی عن نفسہ وباقی بمراد اللہ ہوئے اور تکمیل کے بعد تبلیغ کے لئے نکلے اور اقرب جماعت کا پتہ لگایا اور مسائل تبلیغیہ بیان کئے، اب اس تیرھویں رکوع میں پھر تعلق بیت اللہ کا ذکر آیا ہے تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ مسلمانوں کو جب تبلیغ کیلئے مختلف گوشوں میں جانے کا حکم ہوا اور متفرق ہوکر اہل عالم کو راہ راست پر لانے لگیں تو مرکز اصلی سے ہرگز نہ پھریں وہی ان کا قبلہ ہو

وہاں سے آیا ہوا دین سمجھائے ،اس کے لئے احکام ومسائل بیان ہوئے جو چیز متفق علیه من اول الاسلام ومن الرسول ہے اگر ہم کہیں کہ یہ اسلام سے برآمد ہوتی ہے تو اس میں کیا غلط بات ہے؟ یہ مرکز بھی بڑی چیز ہے قوم کی جان تو مرکز میں ہوتی ہے اس سے جان اور اتحاد آسکتا ہے،جس قوم کا مرکز ایک ہو اس کی طاقت کا کیا اندازہ ذمة المسلمين واحدة يسعى بها ادناهم عقلی طور پر بھی جان اس قوم میں ہے جس کا مرکز ایک ہو۔

حالت احرام میں خشکی کے جانور کے شکار کی ممانعت

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ : اے ایمان والو! اللہ تمہیں ایک بات سے آزمائے گا اس شکار سے جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے، یہ ایک آزمائش ہے کیونکہ احرام کی حالت میں خشکی کے جانور کا شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے، خواہ وہ ہاتھ سے کرے یا نیزے سے تو آزمائش ہے کہ اس حکم کو کون بجالاتے ہیں؟ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے حالانکہ اس کو پوشیدہ وظاہر سب کا علم ہے لیکن بطور علم ظہور کے وہ معلوم کرسکے کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے یعنی کون اس کے احکامات کو بجالاتا ہے، پس اس کے بعد بھی کسی نے زیادتی کی یعنی حکم الٰہی کی تعمیل نہیں کی اور شکار کر گئے تو اس کو دردناک عذاب ہوگا، خواہ وہ عذاب دنیا میں ہو یا آخرت میں۔

امت محمدیہ اور یہود میں اللہ کا فرمانبردار کون؟

یہ واقعہ صلح حدیبیہ میں ہوا ہے اور یہ امت محمدیہ کا کمال ہے کہ ہاتھوں میں شکار آتا ہے اور نہیں پکڑتے کیونکہ اس سے منع کیا گیا تھا آزمائش تھی جس کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوری تعمیل کی ،اس کے مقابلہ میں یہود کو ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے سے منع کیا جاتا ہے لیکن وہ حیلہ کرتے اور گڑھے کھود کر اس میں جمع شدہ مچھلیاں پکڑتے ہیں...... ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

بنی اسرائیل اس میں ناکام ہوگئے یعنی حکم کی تعمیل نہ کرسکے اور آزمائش پر پورا نہیں اتر سکے جس کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہوگئے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (البقرة:٦٥) اور بے شک تمہیں وہ لوگ بھی معلوم ہیں جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی پھر ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔

مرکز کی طرف آنے کے آداب اور شکار کی پابندی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ: اس آیت میں وہ احکام بتلائے جارہے ہیں کہ جب اپنے مرکز کی طرف آؤ تو آداب کا لحاظ رکھ کر آؤ یعنی آتے وقت شکار کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، مطلب یہ کہ حالت احرام میں شکار کو قتل نہ کرو، پھر اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کرے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ جو کوئی تم میں جان بوجھ کر مارے تو اس مارے ہوئے جانور کے برابر مویشی میں سے اس پر بدلہ لازم ہے یعنی جس قسم کا شکار کیا ہے اِسی طرح جانور اللہ کی راہ میں قربانی کرے، صید مقتول (مارے ہوئے شکار کا مثل) یہ ہے کہ جو تم میں سے دو معتبر آدمی اس کو تجویز کریں کہ کون سے جانور اس کے مثل ہیں؟ یا اس کی قیمت متعین کریں کہ اس کی کتنی قیمت بنتی ہے؟ اس کا فیصلہ کریں اور اس کے بعد اس ہدی جانور کو کعبہ تک پہنچا دیا جائے تاکہ وہاں کے مسکین اس سے فائدہ اٹھائیں، یہاں کعبہ تک پہنچنے کی شرط لگائی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جس مقام پر اس نے شکار کو قتل کیا، وہیں اس کو ذبح نہ کیا جائے بلکہ اس کو کعبہ تک پہنچائے اگر نہیں پہنچا سکے تو پھر اس کی قیمت ادا کرے۔

حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ: یا اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلائے یعنی جتنی قیمت کا جانور ہے، اس کی قیمت کے برابر ان کو کھانا کھلائے، اگر یہ نہ دے سکے تو پھر روزے رکھے یعنی ہر مسکین کے بدلے ایک روزہ رکھے یہ اس لئے کہ یہ اپنے کام کا وبال چکھے تاکہ وہ آئندہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرے، اگر کرے گا تو اس کو ایسی سزائیں بھگتنی پڑیں گی، اللہ نے اس چیز کو معاف کیا جو گزر چکی ہے یعنی حکم الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے کسی نے شکار کیا تو اس بندے کو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا لیکن اس کے حرام ہونے کے بعد جو کوئی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ وانتقام لے گا، اللہ غالب ہے اپنے امور میں اور وہ بدلہ لینے والا ہے، روایت میں ہے کہ ایک شخص نے احرام میں عمداً شکار کیا تو اس سے درگذر کیا گیا پھر اس نے دوبارہ یہی کیا تو آسمان سے ایک آگ اُتری تو اس نے اس شخص کو جلا دیا۔

حالتِ احرام میں سمندری شکار جائز

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ: تمہارے لئے احرام کی حالت میں سمندر کا شکار جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس میں تمہارے لئے اور مسافروں کیلئے فائدہ ہے اور اسی طرح جب تک تم محرم (احرام کی حالت میں) رہو تو تمہارے لئے خشکی، صحرا اور جنگل کا شکار کرنا حرام ہے، حالت احرام تک حرام ہے جب احرام سے آزاد ہو جاؤ تو پھر یہ پابندی بھی ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کی طرف تم سب جمع کئے جاؤ گے، پس زندگی میں اچھے کام کریں تو ثواب کے مستحق ہوں گے اگر اچھے کام نہیں کریں گے تو عذاب الٰہی بہت سخت ہے۔

مال کی طرح بیت اللہ بھی قومی اور سیاسی زندگی کیلئے قیام ہے

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ: سورۃ النساء کے پہلے رکوع میں مال کیلئے قِيٰمًا (مایہ زندگی) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (النساء: ۵) اور اس آیت میں بیت اللہ الحرام کو قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کہا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جس طرح معاشرتی عزت کی زندگی مال سے ملتی ہے، اسی طرح قومی اور سیاسی زندگی میں دنیائے اسلام کیلئے بیت اللہ الحرام کے ساتھ تعلق جو روح جیسا ہے جس طرح مال کے فنا ہو جانے سے انسان ذلیل وخوار پھرتا ہے، اسی طرح اگر مسلمان مرکز سے کٹ جائیں تو انہیں عزت کے بجائے ذلت ملے گی اور بقا کی بجائے وہ فنا سے دوچار کئے جائیں گے، یہ احکام محرم ہی کے لئے ہیں جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ جاندار لفظ ہے یہ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ایک ہی آواز پر پوری امت اٹھے، دنیا کے مسلمانوں کے قیام کا باعث یہ ہے قِيٰمًا مایقوم به امر دینهم ودنیاهم ہر وہ چیز جس سے امر دینی و دنیوی قائم اور منظم ہے اور خانہ کعبہ ایک مرکز ہے، جب تمام دنیا کے مختلف ممالک کے نمائندگان اپنے خرچ پر آجاتے ہوں اور وہاں خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق سیاسی، معاشی اور اقتصادی ہدایات ہر سال دی جاتی ہوں اور اس پر تمام مسلمان عمل

پیدا ہوں تو دنیا میں مسلمان قوم سے کوئی قوم طاقتور نہیں ہوگی، ان میں وہ زندگی پیدا ہو جاتی ہے جو دنیا کی کسی قوم میں پیدا نہیں ہوتی۔

دوسرا کوئی مرکز نہیں

بشرطیکہ وہ بیت اللہ الحرام کو ہی ایک مرکز مانیں اور اس کے ساتھ وابستگی رکھیں اس سے ہٹنے نہ پائیں تعلق نہ رہے تو ہلاک ہو جائیں گے، دنیا میں کہیں دوسرا بھی کوئی ایسا مرکز ہے کہ جس میں لاکھوں افراد ایک وقت میں جمع ہوں جن کا شیرازہ ایک ہو، وہ زندہ رہتے ہیں، جن کا مرکز ایک نہ ہوان کا دین بھی باقی نہیں رہتا، کبھی اتنا جم غفیر بیت المقدس کو جاتے ہم نے نہیں سنا، ان کی کتابیں مرفوع (ختم) ہو چکی ہیں، ہماری کتابیں زندہ ہیں، امام القبلہ روز اول سے یہی کعبہ ہے اور وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (البقرۃ: ۱۴۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قوموں کے مختلف قبلے رہے ہیں، جس طرح ہمارے پیغمبر سب پیغمبروں کے امام اعظم ہیں۔

خطیب عرفات ہر کمال میں بے نظیر ہو

اسی طرح عرفات کے میدان میں امیر الحجاج خطبہ پڑھتا ہے اور امیر الحجاج وہ ہوتا ہے جو ساری دنیا میں سے ہر نقطہ نگاہ سے بہترین واعلیٰ آدمی ہو، سیاست اور تقویٰ میں اس کی نظیر نہ ہو، جیسا کہ ۹ھ میں امیر الحجاج ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور ۱۰ھ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب ایسے بہترین شخص کے خطبہ کو ہر زبان میں شائع کیا جائے اور ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہو جائے اس کو سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھائیں تو دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ طاقتور قوم کوئی نہیں ہوگی تو خانہ کعبہ مرکز ہے یہاں تمام ممالک کے مسلمان جمع ہوتے ہیں اور جب انسان کا مرکز نہ ہو تو وہ کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ اتفاق میں تقویت اور انتشار میں ضعف ہوتا ہے تو اس بناء پر کعبہ کو قِيٰمًا لِّلنَّاسِ فرمایا گیا، اسلام نے ایسے اصول وضع کئے ہیں جن سے مسلمان طاقتور ہو سکتے ہیں لیکن شرط ان اصولوں کی پابندی ہے۔

تین اور چیزیں

کعبہ اور بیت اللہ الحرام کے ساتھ تین اور چیزوں کا ذکر بھی کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اشہر حرام (رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم) کو بھی قِيٰمًا کر دیا کہ اس میں لڑائی سے منع فرمایا اور اسی طرح قربانی والے جانور کو بھی قِيٰمًا فرمایا کہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں، یہ اس لئے کہ تم جان لو

کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، ان کا نفع وضرر سب اس کو معلوم ہے کہ کس چیز میں کیا نفع ہے اور کس میں کیا ضرر ہے؟

تعلق توڑنے پر عذاب اور جوڑنے پر درگذر

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: اگر مرکز سے تعلق توڑا تو شَدِيْدُ الْعِقَابِ کا سلوک ہوگا اور تعلق قائم رکھا اور احکام الٰہی کی پیروی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہے اگر کوئی غلطی بھی ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا، وہ نہایت مہربان ہے دونوں صفات کا مالک ہے، شدید العقاب بھی اور غفور الرحیم بھی۔

رسول کا کام ابلاغ ہے

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ: سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام فقط صحیح راستہ دکھانا ہے، کام کرنا تمہارا فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان تمام چیزوں کی خبر دیتے ہیں جن کی برکت سے تم مٹو گے نہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ تم سے اس کی بازپرس کرے گا کیونکہ اللہ تمہارے ظاہری اعمال سے اور تمہارے چھپے ہوئے اعمال سے باخبر ہے تم اس سے کوئی عمل چھپا نہیں سکتے، تمہارے اچھے اعمال کا تمہیں ثواب دیں گے اور برے اعمال کی سزا دیں گے۔

کثرت خبیث بے وقعت اور قلب طیب باوقعت

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: یہ بھی گوش گزار کر دوں کہ اگر امت کی کثرت خبیثوں کی ہو تو اس کثرت کی کوئی قیمت نہیں اور طیب اقلیت میں بھی ہو تو یہ وقیع اور قدر و قیمت والے ہوں گے، اس لئے مسلمان اور کافر برابر نہیں ہیں کیونکہ ایک مسلمان لاکھوں پر بھاری ہے، اس لئے کہ صحیح مسلمان وہ ہے کہ ہر وقت توحید پر مر مٹنے کیلئے تیار ہو، موجودہ وقت کے تمام مسلمان اگر چالیس کروڑ بھی ہیں لیکن بیکار ہیں اس لئے کہ منظم نہیں ہیں، اس لئے بیکار ہیں کیونکہ قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں، اعتبار ہے تو پاکیزگی میں یعنی جو قانون اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس پر عمل کرتے رہو تاکہ دنیا اور آخرت میں بلند اور ظفریاب رہو، اس لئے کہ کامیابی کا مدار اسی پر ہے۔

رکوع 14

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ

اے ایمان والو! ایسی بات مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ

تمہیں بری لگیں اور اگر یہ باتیں ایسے وقت میں پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہے

الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۖ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾

تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی گذشتہ سوالات اللہ نے معاف کر دیئے ہیں اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا

ایسی باتیں تم سے پہلے ایک جماعت پوچھ چکی ہے پھر وہ ان باتوں کے وہ

كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ

مخالف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ

وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور حام مقرر نہیں کیے لیکن کافر اللہ پر بہتان

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾

باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى

اور جب انہیں کہا جاتا ہے اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ

اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں وہ کافی ہے جس پر ہم نے باپ دادا کو پایا

كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾

بھلا اگر چہ ان کے باپ دادا نہ کچھ علم رکھتے ہوں نہ انہوں نے ہدایت پائی ہو تو بھی ایسا ہی کریں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ

اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے تمہارا کچھ نہیں

مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو تم سب کو

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے ۔ اے ایمان والو!

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

جب کہ تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ

تم میں سے معتبر آدمی گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے سوا دو گواہ اور ہوں اگر تم نے

غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ

زمین پر سفر کیا ہو پھر تمہیں موت کی مصیبت آ پہنچے ان دونوں کو

مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد کھڑا کرو وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں اگر تمہیں کہیں شبہ ہو

فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ

کہ ہم قسم کے بدلے مال نہیں لیتے اگرچہ رشتہ داری

كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ

ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے ورنہ ہم بے شک

الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا

گناہگار ہوں گے۔ پھر اگر اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ وہ دونوں

فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

گناہ کے مستحق ہوئے تو ان کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں ان میں سے جن کا حق دبایا گیا ہے

الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا

جو سب سے زیادہ میت کے قریب ہوں پھر اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے

وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ

اور ہم نے زیادتی نہیں کی ورنہ ہم بے شک ظالموں میں سے ہوں گے۔ یہ اس امر کا

أَنْ يَّأْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوْٓا أَنْ تُرَدَّ

قریب ذریعہ ہے کہ وہ لوگ واقع کو ٹھیک طور پر ظاہر کر دیں یا اس بات سے ڈر جائیں

أَيْمَانٌۢ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ

کہ قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کی جائیں گی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اللہ

ع ۱۴ ۸ ۴ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع

نافرمانوں کو سیدھی راہ پر نہیں چلاتا۔

رکوع (۱۴)

خلاصہ: لایعنی سوالات اور رسوم جاہلیت سے مسلمانوں کو احتراز لازمی ہے۔
ابتداء سورۃ میں قانون تکمیل پھر سفر تبلیغ بتلایا پھر سفر تبلیغ میں مسائل تبلیغیہ اس کے بعد تعلق بالمرکز، اب چودھویں رکوع میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ لایعنی سوالات اور رسوم جاہلیت سے مسلمانوں کو احتراز لازمی ہے۔

ماخذ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (المائدہ:۱۰۱)

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّ لَا سَآىٕبَةٍ وَّ لَا وَصِیْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ وَّ لٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (المائدہ:۱۰۳)

لایعنی سوالات سے قوموں کی ہلاکت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ: جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا یعنی جو سکھلایا گیا ہے اسے مان لو اپنی طرف سے سوالات نہ گھڑ لیا کرو، دین میں رخنہ اندازیوں سے پرہیز کرنے کی تلقین ہے، لایعنی سوالات سے منع کی تلقین ہے کیونکہ اس سے اصل مقصد رہ جاتا ہے، ایک ضرب المثل ہے کہ كثرت الكلام ينبىء عن قلة العمل یعنی باتونی آدمی بیکار ہوتا ہے لہٰذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ سوالات کرنے سے روکا جاتا ہے کہ جو حکم ملے فقط اس کی تعمیل کرو ورنہ جو پوچھو گے جواب ملے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری آزادی

کا دائرہ تنگ ہوگا اور تکلیف اٹھاؤ گے ،تم ان سے سوالات مت کرو اور اسی طرح رسوم جاہلیت سے بھی منع کیا گیا مااحدث قوم بدعة الا رفع مثلها من سنته (جب بھی کسی قوم نے کوئی بدعت ایجاد کی اللہ تعالیٰ اس کی نحوست سے بدعت کے برابر سنت اٹھالیتا ہے) گزشتہ سوالات پر اللہ تعالیٰ عفو کرتا ہے یعنی ایسے سوالات کا جس سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے ،سوالات سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ اس سے تم اپنے اوپر احکامات لازم کرو گے ،اس لئے فرمایا کہ تم اپنے اوپر لازم مت کرو ورنہ پھر تم اس کو نہیں بجالا سکو گے ، کیونکہ وہ بخشنے والی اور بردبار ذات ہے۔

پہلی قوموں کو اپنے نبی سے بے وجہ سوالات نے گمراہی میں ڈالا

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ: پہلی قومیں اس طرح تباہ ہو چکی ہیں کہ ہر بات نبی سے پوچھتیں اور اپنا دائرہ تنگ کر لیا اور پھر عمل نہ کر سکے اور نافرمانی کے جرم میں مارے گئے اور اسی طرح رسوم جاہلیت سے بھی احتراز کرو ، اہل بدعت کی طرح رسم ورواج میں از سرتا پا غرق نہ ہو جاؤ ورنہ ان کی طرح رسوم میں رہ کر مرو گے اور دوسروں کو راہ راست پر لانا تو دور کی بات ہے بجائے خویش خود گمراہ ہو جاؤ گے۔

زمانۂ جاہلیت کی رسوم وشعائر سے بچنا

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ :زمانۂ جاہلیت کی رسوم میں بَحِيْرَةٍ، سَآئِبَةٍ، وَصِيْلَةٍ اور حَامٍ شعائر میں سے تھے ،حدیث میں اس کی تفصیل ہے یعنی بَحِيْرَةٍ سے مراد وہ جانور ہے جس کا کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اور ان میں سے کسی کو نہیں دیتے ،سَآئِبَةٍ جس کو اپنے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے جہاں چاہے جاوے وَصِيْلَةٍ وہ جانور جو مسلسل پہلے مادہ بچے جنے اور اس کے درمیان نر بچہ نہ ہو تو اس کو بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے ،حَامٍ وہ نر جانور جو چند محدود جفتیاں کر چکا ہو اسے بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے ، پس اب یہاں سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو رسوم جاہلیت سے بچنا ضروری ہے اور اسلام کے دائرے میں آنے کے بعد رسوم جاہلیت سے بھی تائب ہو جاؤ وہ رسمیں اکثر کفار کی افتراء پردازی کے سبب پیدا شدہ ہیں اور کافر اللہ پر بہتان باندھتے ہیں اور رسموں کی اشاعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دین ہے حالانکہ دین تو وہ ہے جو اللہ کی طرف سے پیغمبر خدا کے ذریعے آجائے۔

آباء پروری آڑے آجاتی ہے

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ : معاندین حق کو جب جاہلانہ تباہ کن رسوں سے روکا جاتا ہے اوران کو دعوت دی جائے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف، تو کہتے ہیں کہ ہمیں یہ کافی ہے کہ جس پر ہمارے باپ دادا گزرے ہیں یعنی وہ رسوم جاہلیت کو آڑے لاتے ہیں، جیسے اہل بدعت، کیا ایسے وہ بزرگ تھے؟ کیا امداد کن امداد کن ان کا شیوہ تھا؟ شرم نہیں آتی (کیا کافی ہوگئی ہے ان کو) حالانکہ ان کے باپ دادا نہ کچھ علم رکھتے ہوں نہ انہوں نے ہدایت پائی ہو تو بھی ایسا ہی کریں گے۔

لفظ اھتداء تمام وظائف ہدایت کو شامل ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: اے ایمان والو! تم بزرگوں پر کیوں محمول کرتے ہو اگر وہ ایسا ہی کرتے تھے تو وہ خود اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے، تم اپنی اصلاح کرو، اپنی اصلاح کے بعد کہیں رعونت اور تکبر میں مبتلا نہ ہوجانا کہ ہمچو ما دیگرے نیست اور دوسرے کی گمراہی دیکھ کر اس کے پیچھے نہ پڑجانا بلکہ اپنے نفس کی محافظت میں ہوشیار رہو کیونکہ اپنے نفس کا جواب تمہیں دینا ہوگا۔

نظام چلانے کیلئے اچھے آدمیوں کی ضرورت

تم خود سمجھو جب کہ ہم قال اللہ وقال الرسول کے ذریعے تمہیں سمجھاتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں اور پھر خود ساختہ دین کی طرف اوروں کو مجبور کر رہے ہوں کہ یہ علم دین ہے حالانکہ تم میں سے بہت آدمی بظاہر بڑے اچھے اور فی الحقیقت بُرے ہوتے ہیں اور بعض اس کے برعکس، باطن کا اندازہ لگانا بیشک ہمارا فرض نہیں ہے ہاں بظاہر نظام کے چلانے کے لئے ہمیں اچھے آدمی چاہئے، اس لئے آئندہ آیت میں باقاعدہ بیان کیا جاتا ہے۔

وصیت کے بہترین طریقے کی تلقین

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ: اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت آ پہنچے یعنی قریب الموت ہو جائے تو چاہئے کہ تمہارے درمیان گواہ ہو اور گواہ بھی معتبر ہونا چاہئے تاکہ وہ اس کی وصیت کو پورا کریں یا تمہارے علاوہ دو گواہ اور ہوں، اگر تم نے زمین میں سفر کیا ہو، پھر تمہیں موت کی مصیبت آ پہنچے، حال یہ ہے کہ رفقاء سفر میں سب کافر ہوں تو ایسے وقت میں غیر مسلم کو اپنا وصی بنا سکتے ہو لیکن اگر تم اس کی صداقت میں شبہ رکھتے ہو تو ان کو نماز کے بعد کھڑا کر دو یعنی عصر کی نماز کے بعد کیونکہ سودا گر عصر کے وقت جمع ہوتے ہیں اور حساب کتاب کرتے ہیں اور وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم قسم کے بدلے مال نہیں لیتے اگرچہ وہ دو لوگ رشتہ دار کیوں نہ ہوں اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے ورنہ ہم بیشک گناہ گار ہوں گے، اس سے للّٰہیت اور محافظة علی النفس کا سبق پڑھایا گیا ہے اب یہاں سے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم تمام معاملات کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤ بلکہ جس طرح محافظة علی النفس ضروری ہے اسی طرح معاملات کا نبھانا بھی ضروری ہے۔

قانون گواہی کا بیان

اب یہاں سے قانون گواہی بیان کیا جاتا ہے، دین میں فیصلہ تو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ ہے لیکن ذاتی اور شخصی نزاعات میں دو نیک آدمیوں کی شہادت پر اس کے صحیح ہونے کا فیصلہ کریں گے، البتہ وہ آدمی ایسے ہونے چاہئیں جن کا اس کے ساتھ کبھی کوئی معاملہ بھی ہوا ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے کے حق میں اُس کے اچھے ہونے کی گواہی دی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کبھی اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ جواب ملا نہیں، پھر پوچھا کہ تجارت میں شرکت کی ہے؟ جواب ملا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم اس کے حق میں کس طرح اُس کے اچھے ہونے کی گواہی دیتے ہو؟

آخری قسم پر فیصلہ

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ:

پھر اگر اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ وہ دونوں گناہ کے مستحق ہوئے ہیں، مطلب یہ ہے کہ دونوں نے کوئی ایسا فعل کیا ہو جو خیانت کی مانند ہو یا دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ایک چیز پائی جائے، جس سے دونوں پر خیانت کا الزام صادر ہوتا ہو اور دونوں یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے میت سے خریدا یا اس نے ہمیں ہبہ کر دی تو اب دو گواہ اور ان کی جگہ کھڑے ہوں، ان میں سے جن کے حق کو دبایا گیا ہو جو میت کے زیادہ قریب ہو۔ پس وہ دونوں اس طرح قسم کھائیں کہ اللہ کی قسم کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی اور معتبر ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی یعنی قسم کھانے میں اور حق بات کرنے میں ہم نے تجاوز نہیں کیا، اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو بے شک ہم ظالموں میں سے ہوں گے چنانچہ اس معاملہ میں دو شریف آدمی میت کے خاندان والوں میں سے وصی میت کی تکذیب کریں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

صحیح گواہی دینے کی امید

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ: یہ اس امر کے قریب ہے اور امید ہے کہ وہ لوگ واقع کو ٹھیک طور پر ظاہر کر دیں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کی جائیں گی یعنی ہمارے بعد ورثا سے قسم لی جائے گی جس کی وجہ سے ہماری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور وہ مسترد ہو جائے گی، اس وجہ سے وہ جھوٹی قسمیں کھانے سے ڈرتے تھے کہ ہماری قسم ان کی قسم کے بعد الٹی پڑے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو ہر ایسی بات سے جو اس کی رضا کے خلاف ہو اور سنو جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے پس جو خالق مالک رب العالمین سے مخالفت کرے وہ کبھی سیدھی راہ نہیں پائے گا، اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سیدھی راہ پر نہیں چلاتا تو جو لوگ خیانت کرتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی بلکہ ان کو سزا ملتی ہے۔

رکوع 15

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا

جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ کہیں گے

عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ جب اللہ کہے گا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میرا احسان یاد کر جو تجھ پر اور تیری

وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ

وقف لازم

ماں پر ہوا ہے جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو لوگوں سے

النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

گود میں اور ادھیڑ عمر میں بات کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ

اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تو مٹی سے

الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا

طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ

تب وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا تھا اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی

اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا اور جب میں نے

عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا تو جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى

اور کچھ نہیں یہ تو صریح جادو ہے۔ اور جب میں نے

الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِىْ وَبِرَسُوْلِىْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حواریوں کے دل میں ڈال دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو کہنے لگے ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿١١١﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

اور تو گواہ رہے کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ جب حواریوں نے کہا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ ہم پر

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

خوان بھرا ہوا آسمان سے اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

ایمان دار ہو۔انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ

گواہ رہیں۔ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے کہا اے اللہ رب ہمارے ہم پر بھرا ہوا خوان

اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

آسمان سے اتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہو اور تیری طرف

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ

رزق دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا بے شک میں وہ خوان تم پر اتاروں گا

يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ

پھر اس کے بعد جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے گا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع

جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی۔

رکوع (۱۵)

خلاصہ: قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام بطور شاہد عدل پیش ہونگے۔

ماخذ: يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (المائدہ:۱۰۹)

انبیاء علیہم السلام کی امت پر گواہی

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ:

دنیاوی معاملات میں تو اس کو اچھا سمجھا جاتا تھا، جس کو دو آدمی کہہ دیں کہ یہ اچھا ہے، اب بتلایا جاتا ہے کہ عند اللہ نجات کس طرح ہوگی؟ انبیاء علیہم السلام سے سوال ہوگا کہ ان لوگوں نے آپ کی کیا قدر کی؟ پہلے تو انبیاء علیہم السلام تواضع اور خشوع کے لحاظ سے یہی عرض کریں گے کہ یا اللہ! تیرا علم حاوی ہے ان کے احوال و حالات پر، ہمارا علم نہیں ہے، باطن کے حالات اور پوشیدہ باتوں کو تو آپ ہی جانتے ہیں، اس لئے صحیح علم آپ کو ہے تو ہی جاننے والا ہے، ہم نہیں جانتے، اس کے بعد انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہی دیں گے، انبیاء علیہم السلام کا عدم علم ظاہر کرنا دہشت قیامت سے ہوگی اور جس وقت ان کی دہشت رفع ہوگی تو شہادت دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رحمتِ مجسم ہونے کا ثبوت

آئندہ دو رکوع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات بطور نمونہ ذکر کئے جاتے ہیں کہ جو خواہش ان کی ہوگی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی خواہش بھی غالباً ایسی ہی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دوستوں دشمنوں نے بڑے بڑے الزام لگائے، اس کے بعد اس رحمت مجسم کو اتنا غصہ آنا چاہئے تھا کہ یہ سب لوگ جہنم رسید کیے جائیں لیکن پھر بھی دیکھئے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تذکیر بالآء اللہ

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ: یہاں سے خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تذکیر باٰلاء اللہ کے ہے، دوسرے رکوع میں محاسبہ شروع ہوگا کہ آیا ان نعمتوں کا مورد بن کر تو نے یہی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بناؤ، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی صفائی پیش کریں گے۔

عیسیٰؑ اور مریمؑ پر انعامات

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! میرا احسان یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر کیا تھا یعنی تجھ کو برگزیدہ بندہ اور رسول بنایا اور معجزات سے نوازا، یہ اللہ کی طرف سے تیرے لئے احسانات وانعامات ہیں اور اسی طرح تیری ماں پر بھی احسانات وانعامات کئے کہ اسے برگزیدہ اور پاکدامن بندی بنایا اور بغیر باپ کے بچہ دیا، تیری ماں کو بے موسم پھلوں سے نوازا، یہ سب تیرے اور تیری ماں کے لئے رب العالمین کے احسانات وانعامات ہیں۔

روح القدس سے تائید

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ: جب میں نے روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے تیری مدد کی یعنی جہاں بھی جاتے اور معاملات کرتے وہ تمہاری مدد کرتا تھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر موقع پر جبریل علیہ السلام کی تائید حاصل رہی، البتہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ روح القدس کی تائید سے مراد ملاء اعلیٰ کی مسلسل دعا اور توجہ لیتے ہیں۔

طفولیت میں گفتگو

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے گود میں اور ادھیڑ عمر میں بات کرتے تھے یعنی زمانہ طفولیت میں لوگوں سے بات کرتے تھے، جب آپ کی ماں پر لوگوں نے بہتان لگایا تو مَهْد میں بولے قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّاO وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم: ۳۰،۳۱) بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا ہے میں جہاں کہیں بھی ہوں اور مجھے نماز اور زکوۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ ہوں تو

الْمَهْدِ اور كَهْلًا کا مطلب یہ نکلا کہ زمانہ طفولیت وکہولت میں کلام یکساں تھا باعتبار فصاحت وبلاغت کے۔

کتاب وحکمت تورات وانجیل کی تعلیم

وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میرا یہ انعام بھی یاد کرو کہ جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی کتاب سے مراد لکھنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر استاد کے آپ کو لکھنا سکھایا اور حکمت ودانش مندانہ باتیں سکھائیں اور اسی طرح تورات کی تعلیم بھی دی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، وہ اس لئے کہ یہود لڑتے تھے جس کے ذریعے اُن کو سمجھاتے تھے۔

معجزات کا ظہور

وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ :جب تم میرے حکم سے مٹی سے جانوروں کی صورتیں بناتے تھے یعنی آپ علیہ السلام مٹی کو پرندے کی شکل و صورت دے کر پھر اس میں پھونک مارتے تب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑ جاتا تھا، یہ معجزہ تھا۔ بِاِذْنِيْ کی قید اس لئے لگائی تاکہ کسی کو خدائی کا شبہ نہ پڑ جائے، مطلب اگر بِاِذْنِيْ نہ ہوتا تو یہ نہ پرندہ ہوسکتا تھا اور نہ اس میں اُڑنے کی طاقت ہوتی تھی۔

نابینا اور کوڑھی کو شفایاب کرنے کا معجزہ

وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ: پیدائشی اندھے کو میرے حکم سے بینائی عطا کر دیتا تھا حالانکہ عام حالات میں اس کی بینائی کا لوٹنا نہایت مشکل ہوتا ہے، مگر بحکم الٰہی عیسیٰ علیہ السلام نابینا کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اس کو بینا کر دیتے اور اس طرح کوڑھی (برص) کے مریض پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے اچھا ہو جاتا یعنی آپؑ کے ہاتھ پھیرنے سے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

مُردوں کو قبروں سے زندہ اٹھانے کا معجزہ

وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ: اسی طرح یہ چوتھا معجزہ ہے فرمایا کہ میرے حکم سے جب تم مُردوں کو قبروں سے نکال کر کھڑا کرتے یعنی آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کہتے کہ قم باذن اللہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑے ہو تو وہ مُردہ زندہ ہو کر قبر سے نکل آتا آپ اس سے بات چیت کرتے اور کچھ عرصہ بعد وہ پھر ختم ہو جاتا۔

بنی اسرائیل کے ارادہ قتل سے حفاظت

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ: فرمایا کہ جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا یعنی جب وہ قتل کے ارادہ سے نکلے تھے، جب آپ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے تو جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے کہ اور کچھ نہیں بلکہ یہ کھلا اور صریح جادو ہے یعنی مٹی سے پرندہ بنانا اور پھر اس کا اُڑنا، اسی طرح مادرزاد (پیدائشی) اندھے کو بینا کر دینا اور کوڑھیوں کو صحت یاب کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا ان سب معجزات سے یہ بالکل منکر ہو گئے اور تیرے قتل پر آمادہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔

حواریین سے تائید کرانے کا احسان

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ: سابقہ انعامات کے علاوہ یہ احسان بھی تم پر کیا کہ حوارین کو تمہارا ساتھی بنایا یعنی ان کے دلوں میں ڈال دیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تو حواریوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں تجھ پر اور سارے پیغمبروں پر، پس تو گواہ رہ اے عیسیٰ! کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

نزول مائدہ کی استدعا

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: حواریوں نے مائدہ کے نزول کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے استدعا کی کہ اے عیسیٰ! تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ ہم پر آسمان سے مائدہ اتارے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو، ایسا نہ ہو کہ اس طرح کی فرمائش فتنے کا باعث بن جائے لہٰذا تم اسے مت مانگو۔

حواریوں کا مشاہدہ کرنے سے اطمینان قلبی نصیب ہونا

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس تنبیہ کے بعد حواریوں نے اپنی فرمائش کی وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! ہماری یہ فرمائش کسی قسم کی آزمائش کے لئے نہیں بلکہ ہماری خواہش ہے کہ ان کے کھانے سے اطمینان قلبی نصیب ہو اور یقین بڑھ جاوے تا کہ ہمارے دلوں کو

تسکین ہو جائے اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا یعنی آپ کی نبوت پر ہمارا علم اور بھی پختہ ہو جائے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ پر عینی گواہ بنیں۔

مذہبی تہوار کیلئے مذہبی برکت نازل ہونے کی ضرورت

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ :ان کی فرمائش پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے اتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو، تَكُونُ لَنَا عِيدًا طبعاً ہر قوم کیلئے عید کی ضرورت ہے اور اس کیلئے کوئی سبب ہونا چاہئے، مذہبی برکت نازل ہو کہ ہمیشہ ہماری قوم بطور یادگار تہوار منایا کرے اور اسی طرح اے اللہ! ہمیں رزق سے نوازنا کیونکہ تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

نزول نعمت کے بعد ناشکری پر شدید مواخذہ

قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ: اگر میں تمہاری خواہش پوری کردوں یعنی مائدہ کو اتاروں اور رزق سے بھی نوازوں لیکن جو ناشکرا ہوگا اس کو سزا بھی ایسی دوں گا کہ اس کی نظیر کہیں نہ ہوگی پس جن لوگوں نے نافرمانی کی ان کو خنزیر بنایا گیا، موضح القرآن میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں، مالدار اور صحت مند بھی لگے کھانے، پھر قریب اَسّی آدمی کے سور اور بندر ہو گئے، اس جیسا عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا، پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں اترا، یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے، نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں، شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں آسودگی مال ہمیشہ رہی اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دلی اطمینان سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے۔

اسباب ظاہری پر قناعت کرنا

اس میں مسلمان کے لئے عبرت ہے کہ اپنا مدعا ''خرق عادت'' کی راہ سے نہ چاہے کہ پھر اس کی شکرگزاری بہت مشکل ہے، اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔

رکوع 16

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا

اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ

کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو وہ عرض کرے گا تو پاک ہے

مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ

مجھے لائق نہیں ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے

كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ

یہ کہا ہو گا تو تجھے ضرور معلوم ہو گا جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور

اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا

رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ

اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک میں ان میں رہا

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ

پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی

عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو ہی زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ

حکمت والا ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا

صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے

وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾ ع ١٦ ع ٥

درمیان ہے سب اللہ ہی کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رکوع (۱۶)

خلاصہ: تمنائے انبیاء علیہم السلام بوقت شہادت (گواہی)

ماخذ: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (المائدہ:۱۱۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر شفقت

جتنا عیسیٰ علیہ السلام کو ستایا گیا ہے اتنا کسی دوسرے پیغمبر علیہ السلام کو نہیں ستایا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ نبی ہیں جن کو اپنوں نے بھی ستایا اور پرایوں یعنی یہود نے بھی ستایا اور صحیح النسب بھی تسلیم نہیں کیا اور اپنوں نے چڑھایا تو خدا اور ابن اللہ بنا کے چھوڑا اور ایذائیں پہنچائیں کہ ایسے عقائد ان کے متعلق اختراع کئے کہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں ان کو مسئول بنایا، باوجود ایسی ایذا پہنچنے کے پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کی امت کو مغفرت نصیب ہو، چنانچہ آخری فقرہ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ کا بحضور شہنشاہ حقیقی عرض کرتے ہیں علی ھذا القیاس باقی انبیاء علیہم السلام کی تمنا بھی اپنی اپنی امت کے متعلق غالباً ایسی ہی ہوگی۔

عیسائیوں نے اپنے نبی کو عدالت میں مسئول بنایا

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ: یہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کو بوجہ جرم امت کے اس لئے تنبیہ کی جاتی ہے تاکہ اس قوم کی پوری سرزنش ہو جائے کہ جو معصوم اور بری الذمہ ہے ان سے اتنی فہمائش اور تاکید سے سوال کیا جا رہا ہے تو مجرمین کی کیا حالت ہوں؟ یہ کتنی تکلیف ہے کہ ایک محسن کو سامنے کھڑا کرے اور اس سے یہ پوچھا جائے کہ میرے احسان کا یہ بدلہ؟ حساس اور شریف اس سے موت پسند کرے گا باوجود اس تکلیف کے وہ نصاریٰ کی مغفرت کا طالب ہوگا۔ کیا عدالت میں مسئول بننا کوئی

معمولی چیز ہے؟ تو اب عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو خدا مان لو، اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی بیان ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا چھ پہلوؤں سے اپنی براءت

قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِيۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِيۡ بِحَقٍّ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ تَعۡلَمُ مَا فِيۡ نَفۡسِيۡ وَ لَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِيۡ نَفۡسِكَ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ: کئی طریقوں سے عیسیٰ علیہ السلام اپنی براءت پیش کر رہے ہیں سُبۡحٰنَكَ سے وَ اَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيۡدٌ تک چھ پہلوؤں سے اپنی براءت بیان کر دی، یہ قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب اپنی براءت بیان کرتے ہیں، ابتدا اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس سے کرتے ہیں اور پھر اپنی براءت بیان کرتے ہیں اسی قاعدہ کے مطابق یہاں بھی عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کی اور پھر اپنی براءت بیان کی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اُن چیزوں سے جو تیری شان کے لائق نہیں، مجھے حق نہیں کہ میں ایسی بات کہوں یعنی جس چیز کا میں حقدار نہیں ہوں اس کو میں اپنے لئے کیسے کہوں، اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو اے پروردگار! تجھے ضرور اس کا علم ہوتا جو میرے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے کیونکہ تو علام الغیوب ہے اور اسی طرح جو تیرے علم میں ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکہ تیرا علم وسیع ہے جس کی کوئی انتہا نہیں بے شک آپ ہی ہیں جو چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والی ذات ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء کے متعلق قدرتِ تامہ اور علم الغیب کی نفی کرنا واجب ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے جو مخلوق میں سے کسی میں نہیں پائی جاتی۔

پیغامِ الٰہی کو بندگانِ خدا تک پہنچانا

مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِيۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيۡ وَ رَبَّكُمۡ وَ كُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ فِيۡهِمۡ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِيۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ وَ اَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيۡدٌ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دربارِ خداوندی میں مزید عرض کیا کہ میں نے اپنی قوم سے تیری طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا جس کا تو نے حکم دیا تھا کہ ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک اس کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے، میرے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد مجھے

معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیا کرتے رہے ہیں، میں انہیں اپنی زندگی میں توحید کی دعوت دیتا رہا مگر میرے بعد تو ہی ان کا نگران رہا، تَوَفّٰی کا لغوی معنی اخذ الشئی وافیاً کسی چیز کو مکمل طور پر قبض یا وصول کر لینا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ: انبیاء علیہم السلام کی تمنا یہی ہوگی کہ ان کو معاف کر دیا جائے اور اگر معاف نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے تو پوچھنے والا کوئی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے سفارش کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور خاصان خدا کو اپنے اللہ کی مخلوق سے تعلق ہوتا ہے، دو رکوع کا ماحصل اس آیت میں ہے کہ اپنے دوست نما دشمنوں کیلئے عیسیٰ علیہ السلام کی درخواست یہ ہوگی۔

صدق وہ جو عند اللہ صدق ہو

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا یعنی جس نے دنیا میں سچ بولا ہے قیامت کے دن اس کو اس کا نفع ہوگا، یہاں پر صدق سے مراد صدق عند اللہ ہے نہ وہ جس کو کفار صدق سمجھتے ہیں کیونکہ سونے کا کھرا یا کھوٹا ہونا صراف کی پرکھ پر ہوتا ہے۔

رحمت والے اعمال

جو لوگ اعتقاداً، قولاً اور عملاً سچے رہے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام، ان کو سچائی کا پھل آج ملے گا جو لوگ دنیا میں واقعی سچے ہیں، وہ اس کے پابند رہے۔ ان کو سچ ہی بارگاہ الٰہی میں عزت دلائے گا۔ مثلاً جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں کہتے ہیں بلکہ وہ بندۂ خدا مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ خدا اور مقرب الٰہی مانتے ہیں اور آپ کو سچا رسول جانتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں ان کو قیامت کے دن شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے، میں جاؤں گا دربار الٰہی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ جب اجازت ہوگی تب حاضر ہو جاؤں گا، جب اللہ تعالیٰ پر نگاہ پڑے گی تو سربسجود ہو جاؤں گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا پھر فرمائے گا۔ اے محمد! سر اٹھا اور تو کہہ تیری بات سنی جائے گی اور شفاعت کر، شفاعت تیری قبول کی

جائے گی اور مانگ جو مانگے گا وہ تمہیں دیا جائے گا، آپ فرماتے ہیں پھر میں سر اٹھاؤں گا، اپنے رب کے لئے ثنا اور تحمید عرض کروں گا اور ثنا وتحمید وہ جو اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لئے حد بندی کر دی جائے گی کہ اس قسم کے مجرموں کو دوزخ سے نکال کر لے آئیں، پھر وہاں سے نکل کر باہر آؤں گا پھر ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لاؤں گا پھر انہیں بہشت میں داخل کراؤں گا پھر اسی طرح آپ کو دوبارہ سہ بارہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کیلئے جانا پڑے گا، یہاں تک کہ دوزخ میں اور کوئی نہیں رہے گا، سوائے ان کے جنہیں قرآن نے اپنی مخالفت کے باعث دوزخ میں پہنچایا ہے یعنی ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

رضائے الٰہی سب سے بڑی کامیابی

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ: صدق واطاعت والوں کے لئے ایسے انعامات اور باغات ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ کے ثواب وانعام سے مؤمنین سب کے سب خوش اور راضی ہوں گے، یہ سب سے بڑی کامیابی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوگی جس سے اللہ راضی ہو۔

اللہ کی بادشاہی اور قدرت کاملہ

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِیْهِنَّ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کی بادشاہی کا مالک فقط وہی ہے، سب اللہ کی سلطنت میں ہے وہ جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اسی کا یہ فیصلہ ہے جو گزشتہ آیت میں مذکور ہے، اس میں چوں وچرا کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

سورۃ الانعام

سورہ اَنعام کا خلاصہ

خلاصہ

روشن آیات کے قیافے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت میں اصلاح مجوس پیش نظر ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں اصلاح یہود، سورۂ آل عمران میں نصاریٰ، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ میں اصلاح عرب پیش نظر معلوم ہوتا تھا لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کیلئے داعی الی اللہ ہیں اس کا ثبوت وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (السبا:۲۸) ہے، ورنہ ہر پیغمبر علیہ السلام اپنی خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتا ہے، ان کے متعلق قوم یاقومی اور الیکم وغیرہ الفاظ تخصیص سے آتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجوزہ پروگرام اِصلاح (قرآن) میں دنیا کی ہر قوم کی اصلاح کا سامان ہوگا، قرآن میں ہر قوم کو دعوت الی اللہ کا ثبوت ہونا چاہیے، بنابریں سورۂ اَنعام میں مجوس کو دعوت الی التوحید ہے، اگرچہ مجوس کا نام ذکر نہیں لیکن اگر سورت میں ذکر شدہ عقائد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اصلاحِ مجوس پیش نظر ہے، مشرک خدا کیلئے مثیل بناتے تھے الا شریکا تملکة ولا یملك (مگر ایک شریک جس کا اللہ مالک اور وہ شریک مالک نہیں) مجوس کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا دو ہیں ایک خالق خیر جس کو یزدان اور دوسرا خالق شر جس کو اھرمن کہتے ہیں، یہ ایرانی مجوسی تھے انکو شیطان نے یوں گمراہ کر رکھا تھا، یہ ان کا بنیادی عقیدہ تھا اب ان کو ہم یہ دعوت دیں گے اور ثابت کریں گے کہ خالق حقیقی ایک ہی ہے یعنی وہ خالق خیر بھی ہے اور خالق شر بھی ہے ورنہ دو خدا معبود ہوں گے۔

مجوسیوں کا اتباع ملت ابراہیمی کا دعویٰ

مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں لہٰذا اس صورت میں مسئلہ توحید پختہ کر دیا جائے گا اور پختگی توحید کیلئے اتباع کتاب اللہ کا رنگ چڑھایا جائے گا اور آگے اس سورت میں اسوۂ ابراہیمی کی توحید پرستی کا نمونہ پیش کیا جائے گا کیونکہ یہ بھی اتباع ملت ابراہیمی کا دعویٰ کرتے ہیں، چنانچہ میرے استاد مدظلہ مولانا نجم الدین (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور) نے حجاز کے کسی سفر میں جہاز میں ایک مجوسی سے پوچھا کہ تم آگ کی پوجا پاٹ کیوں کرتے ہو؟ تو مجوسی نے ان کو جواب دیا کہ چونکہ نمرود کی آگ نے ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بن کر ان کو جلایا نہیں، اس لئے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں تو گویا محبت میں مفرط ہو کر آگ کی پرستش تک پہنچ چکے ہیں، جیسے کہ نصاری محبت میں آ کر شیطان کے جال میں پھنس کر عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی خدا مان بیٹھے اور کوئی ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ کہہ بیٹھے اور آج کل فرقہ ضالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی تک پہنچا رکھا ہے۔ (نعوذ باللہ)

رکوع 01

سورۃ الانعام

آیاتها ۱۶۵ — سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ ۶ مَكِّيَّةٌ ۵۵ — رکوعاتها ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اندھیرا اور اجالا بنایا پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ

یَعْدِلُوْنَ ۝۱ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ

برابر ٹھہراتے ہیں۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر

قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

ایک وقت مقرر کر دیا اور اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے تم پھر بھی

تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ

شک کرتے ہو۔ اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③

بھی تمہارے ظاہر اور چھپے سب حال جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا

ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں جو ان کے سامنے آئی ہو اور انہوں نے

عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ط

منہ نہ موڑا ہو۔ اب جو حق ان کے پاس آیا تو اسے بھی انہوں نے جھٹلا دیا

فَسَوْفَ يَأْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤

جس چیز کا اب تک وہ مذاق اڑاتے رہے ہیں عنقریب اس کے متعلق کچھ خبریں ان کو پہنچیں گی۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم ان سے پہلے بھی کتنی امتیں ہلاک کر دیں

مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا

ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا اور ہم نے ان پر

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ص وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے بعد اور

قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٦﴾ وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ

امتوں کو پیدا کیا۔ اور اگر ہم تم پر کوئی کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دیتے

قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ

اور لوگوں سے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی کافر یہی کہتے

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور کہتے ہیں اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں

مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا

اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو اب تک فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں

يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ

مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم کسی کو فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور

لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ

انہیں اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب مبتلا ہیں۔ اور تم سے پہلے بھی بہت سے

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا

رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا انہیں

ع ۱۰ كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ ع

اسی عذاب نے آ گھیرا جس کا مذاق اڑاتے تھے۔

رکوع (۱)

خلاصہ: (۱) توحید (۲) کتاب اللہ (۳) رسالت

ماخذ: (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ○ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (الانعام: ۱ تا ۳)

(۲) وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (الانعام: ۷)

(۳) وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (الانعام: ۱۰)

توحید کو اصالۃً بیان کیا جائیگا اور رسالت اور کتاب اللہ کا ضمناً بیان ہوگا۔

براعت استہلال سے خطاب الی المجوس کا اثبات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ: السَّمٰوٰت مسکن ومنبع انوار اور الْاَرْض مسکن ومنبع ظلمات ہے، یہاں شیطان، کافر اور ہر قسم کی خبیث مخلوق رہتی ہیں، اللہ ہی انوار (خیر) اور ظلمات (شر) دونوں کا خالق ہے تو انہیں اہرمن کی کیا ضرورت ہے؟ معبود بھی ایک ہی ہے مگر کافر عدیل ومثیل (بالمقابل) ثابت کرتے ہیں یعنی کفار کا عقیدہ ہے کہ یہ اپنے رب کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں اور سیاق سے شریك فی التخلیق معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے تخلیق کا بیان آ رہا ہے اور اسی طرح خطاب الی المجوس کا عنوان یہاں کے براعت استہلال سے ثابت ہوا (بہت تشکر واحسان، اور بندگی اسی کی ہے جو ظلمت ونور دونوں کا خالق ہے)

نور وظلمت دونوں میں اس کا تصرف تو اہرمن کی کیا ضرورت؟

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ:

مجوس اپنا دعویٰ پیش کرنے کے بعد اس کی کچھ تفصیل ہے، اللہ نے مِّنْ طِيْنٍ تمہیں کئی درجے ملے کرا کر مٹی سے بنایا اگر اللہ اپنے علو مرتبت کے باعث غیر نوری چیز میں ہاتھ نہ ڈالتا تو مٹی جیسی حقیر شئے سے انسان کو کیسے بناتا؟ اس نے ہاتھ ڈال کر تمہیں بنایا اس نے اپنی کسر شان نہیں سمجھی، معلوم ہوا کہ شر میں بھی اور ظلمت میں بھی اس کا تصرف ہے، مقصود اصلی عالم انسان ہے باقی چیزیں اس کی خدام ہیں، جب سب کچھ اس کے تصرف سے ہے آجال (ہر چیز کے فنا کے وقت کا) بھی اس کے قبضہ میں ہیں، ظلمانیات میں بھی ہر چیز کا تصرف اسی کی قدرت میں ہے تو معبود بھی ظلمات وشرور میں بھی وہی ہونا چاہئے، اللہ کے سوا اور کوئی خالق نہیں اس لئے ہر چیز کو خود ہی اپنی قدرت کاملہ سے بناتا ہے۔

وقوع قیامت کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں

ایک مدت مقررہ جس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں، نہ فرشتوں کو نہ انبیاء علیہم السلام کو اور نہ کسی اور مخلوق کو بلکہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے کہ کب واقع ہوگی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، جس طرح ہر انسان کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے اسی طرح مجموعہ عالم کی فنا کے لئے بھی ایک مدت مقرر ہے مگر افسوس! تم شک میں پڑے ہوئے ہو کہ اللہ کا وہ وعدہ پورا ہوگا کہ نہیں۔

ہر شئے میں اس کی تدبیر وتصرف

وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ:

جبکہ خالق وہی ہے تو زمین اور آسمان میں معبود بالحق بھی وہی ہوگا اور مسجود ہونے کا اہل بھی وہی ہو گا، تمہارے ظاہر وباطن اور شرور وظلمات اور وہ جو تم کرتے ہو خواہ وہ بھلا کام ہو یا برا کام، سب سے وہ واقف ہے سب میں تصرف وتدبیر اُسی کی کام کر رہی ہے، ہم نے اپنا عندیہ پیش کر دیا اب آگے بدقسمت جو ہیں ان کے متعلق فرمایا۔

جب کوئی صحیح بات انہیں سمجھائی جائے تو انکار کر بیٹھتے ہیں

وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی ناشکری کا تذکرہ فرمایا کہ ان کے پاس اپنے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر یہ کہ یہ لوگ اُس سے اعراض کر جاتے ہیں تو جب وہ یہ نہ سوچیں نہ سمجھیں، لانسلم کہیں اور انکار کریں ان لوگوں نے اس کا شیوہ بنا رکھا ہے، جب انہیں کوئی صحیح بات سمجھائی جائے تو انکار کر بیٹھتے ہیں تو ان کو کون سمجھائے؟ جبکہ کیسی واضح دلیل اللہ نے دی ہے پھر بھی وہی رٹ لگاتے ہیں کہ خدا دو ہی ہیں جب کہ صحیح چیز تم سمجھا چکے ہو۔

انکار کرنے والوں کا انجام

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ: تمہاری طرح پہلے انکار کرنے والوں کا نتیجہ کیا نکلا؟ تمہیں بھی پھر ان قوموں کے انکار کے نتائج کا انتظار کرنا چاہیے یہ لوگ تو صحیح تعلیم کو جھٹلا رہے ہیں، تکذیب حق کرنے والوں کے واقعات سے انہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ کس سلوک کے مستحق ہیں؟ تو فرمایا جا رہا ہے کہ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دی ہیں، حالانکہ ان کو ہم نے زمین میں اقتدار دیا تھا اور خوشحالی و مالداری بھی دی مگر افسوس کہ ان لوگوں نے حق سے انکار کیا اور اس کا تمسخر اڑایا۔

آلاء اللہ اور ایام اللہ دونوں سے تذکیر

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ: اب تذکیر بایام اللہ اور تذکیر بآلاء اللہ دونوں آ رہی ہیں اور اسی طرح ہم نے انہیں وہ ساز و سامان دیا جو تمہیں کب نصیب ہوگا؟ یعنی ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں یعنی ان سب نعمتوں سے ہم نے اِن کو نوازا، جب انہوں نے انکار کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

تنبیہ کے لئے زندہ مثال

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ: لیکن جب انہوں نے انکار کیا، انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا، ان کی تنبیہ

کے لئے ایک زندہ مثال پیش کی جاتی ہے جیسا کہ ان قرون کو ہلاک کیا گیا تھا باوجود یہ کہ بہت زبردست تھے ان کے پاس قوت تھی، مال تھا لیکن انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا اور نافرمانی کرنے لگے تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا لیکن اگر تم بھی اپنے اعراض وانکار پر مُصِر رہے تو تمہارا حشر بھی ان جیسا ہوگا اور تمہارے بدلے اللہ تعالیٰ اور قوم پیدا کرے گا اور پھر اگر یہ لوگ مان جائیں خدا کی خدائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تو تمہیں اس پر ایمان لانا چاہئے جو کہتا ہے میں اُمی اور اَن پڑھ ہوں یہ تو میرے دل پر اللہ تعالیٰ نے القاء فرمائی ہے۔

کتاب بھی اتاری جائے تو اسے جادو کہیں گے

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ: یہ مشرکین کے شبہات میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے، یہ لوگ اب بھی انکار کرتے ہیں یہ ایسے بدنصیب ہیں کہ اگر آسمان سے ان پر کوئی کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب بھی اتر کر آئی ان کی نظر کے سامنے اور پھر ہاتھ لگا کر بھی دیکھ لیں تو تب بھی یہ کافر لوگ کہیں گے کہ ہم پر جادو ہوا ہے۔

اگر فرشتے اُتارتے تو ان کی ہلاکت کا فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا؟

وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ: اگر ہم فرشتہ اتارتے اور یہ عناد کی باتیں بناتے تو اب تک ان کے ہلاک کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، پھر انہیں سوچنے کی مہلت نہیں ملتی کسی توبہ کرنے کی یا عذر پیش کرنے کی۔ کتاب اللہ پر اعتراض کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں تو آسمان سے فرشتہ آپ کی تائید کے لئے کیوں نازل نہیں ہوتا؟ تاکہ سب کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ سب کو بتلاتا کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہے۔

اگر فرشتہ کسی انسان کی شکل میں آتا تب بھی تمہارا شک باقی رہتا

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ: فرمایا کہ بالفرض اگر فرشتہ آسمان سے نازل بھی ہوتا تب بھی انسانی شکل میں آتا کیونکہ فرشتے کو فرشتہ کی شکل میں دیکھنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے، اس لئے فرشتہ اگر آتا بھی تو وہ بھی انسان کی شکل میں آتا لیکن پھر بھی تمہارا شک باقی رہتا اور کہتے کہ کسی انسان کو پکڑ کر لائے ہو۔

تمسخر بالانبیاء علیہم السلام کا وطیرہ مگرانجام

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ:
ان کو جواب اور ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ اس قسم کے بے ہودہ تمسخر آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی کئے گئے، اللہ تعالیٰ کا عذاب تمسخر کے نتیجہ میں ظاہر ہوا، یعنی جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا انہیں اسی عذاب نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

میرے قرآن پڑھانے کی مخالفت اور استہزا

جب پیغمبر اور فطرتی معصوم افراد سے استہزا کی جاتی ہے تو اب بھی جن کے ہاتھ میں قرآن ہو ان سے بھی استہزا کی جائے گی، انگریز نے میرے سیاسی خیالات کی وجہ سے مخالفت کی اور میرے قرآن پڑھانے کی مخالفت مسلمانوں نے کی، ہر حربہ استعمال کیا، ہر ولی اور بزرگ کے مزار پر سجدہ کراتے ہیں، انگریز سیاسی طور پر مقابلہ کیلئے آتے تھے کئی دفعہ جیلوں میں بھیجا، اُسے سیاسی نکتہ سے میرے ساتھ چڑتھی اور مسلمانوں نے ایڑی سے لے کر چوٹی تک اس قرآن کی مخالفت کی اور مجھے قتل کرنے تک کی دھمکی دی یہ تو اللہ کا فضل ہے، ورنہ لاہور اور قرآن؟ میں تو ان کی ناک کاٹنے کیلئے کہتا ہوں کہ شرک کا گڑھ ہے، لاہور میں ایک لاکھ میں ایک بھی بینا نہیں ......

رنگی کو نارنگی کہیں، بنے دودھ کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

ہدایت کو گمراہی اور گمراہی کو ہدایت سمجھنا

ہدایت کو گمراہی اور گمراہی کو ہدایت سمجھتے ہیں، طبلہ بجانے کو قوالی شریف کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اگر تم زنا کیلئے عورت لاؤ تو اس کو بھی رنڈی شریف کہو گے؟ میں بھی انکی ناک خوب کاٹتا ہوں، یہ لوگ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں خدا انکو ہدایت دے، انہیں کسی سے دشمنی نہیں فقط علماء حق کیساتھ ہے اور پروپیگنڈہ کا لفظ وہابی سے یاد کرتے ہیں کہ بے ایمان ہیں وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ جو اس دین کو بلند کرینگے وہ ان کے دشمن ہونگے چلو نا آگے قبر آرہی ہے، تمہاری عاقبت کیسی ہوگی؟ تم تو اندھے ہو دیکھنے والے بھی ہیں اپنے بزرگوں کی قبروں کو بھی دیکھو اور ہمیں بھی دیکھو

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ‏ ‏ ‏ ‏ ایں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

رکوع 02

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کہہ دو کہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

کیا انجام ہوا۔ ان سے پوچھو آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے

وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

وہ کس کا ہے کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا جس میں کچھ شک نہیں جو

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا

لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو

سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾

کچھ رات اور دن میں پایا جاتا ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہہ دو جو اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے کیا اس کے سوا

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا کہہ دو مجھے تو حکم دیا گیا ہے

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾

کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

کہہ دو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب

عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ

سے ڈرتا ہوں۔ جس سے اس دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم کر دیا

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى

اور کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اپنے بندوں پر اسی کا زور ہے اور وہی

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ

حکمت والا خبردار ہے۔ تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے کہہ دو

اللّٰهُ ۙ قف شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ قف وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا

اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور مجھ پر یہ

الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ

قرآن اتارا گیا ہے تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور جس جس کو یہ قرآن

اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ

پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہیں کہہ دو

وقف لازم

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

میں تو گواہی نہیں دیتا کہہ دو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے

وقف لازم

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ

بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں

ع ۸ / ۲

لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

وہی ایمان نہیں لاتے۔

رکوع (۲)

خلاصہ: حصول جذبہ توحید کے لئے تمسک بکتاب اللّٰہ تعالٰی لازمی ہے (اس رکوع میں مجوس کو دعوت الی التوحید ہے، اب حصول جذبۂ توحید کیلئے اتباع کتاب اللہ لازمی ہے جو شخص قرآن نہیں پڑھے گا، شیطان اس کے دامن سے وابستہ ہوگا، اگر شرک کو شرک نہیں سمجھتے تو کیا خدا بھی اپنی غیرت سے دستبردار ہو جائے گا؟ جبکہ وہ بڑی غیرتی ذات ہے)

ماخذ: قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (الانعام:۱۹)

تباہ شدہ قوموں کا مشاہدہ اور عبرت

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ: مستہزئین کے لئے وعید ہے کہ اگر تم نزول عذاب میں شک کرتے ہو تو امم سابقہ کی تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات جا کر دیکھو اور مشاہدہ کرو، ان کے حالات سنو کہ دعوت الی اللہ یعنی انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑانے والوں کا نتیجہ کیا نکلا اور تکذیب کے باعث کس طرح عذاب میں مبتلا کئے گئے، حالانکہ ہر نبی اپنی قوم کو دعوت الی التوحید دیتے تھے۔

توحید کے دلائل

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ: یہ توحید کے دلائل ہیں ، یہ تمام امکنہ اور ازمنہ بمعہ ملکلین سب کا مالک ہے فقط مالک نہیں بلکہ خالق بھی ہے، جمیع مخلوقات کا اور رازق بھی ہے اس واسطے وہی فقط معبود ہے نہ کہ کوئی اور، اگر خدا کی رحمت تمہاری شامل حال نہ ہوتی تو کب کے تباہ ہوتے لیکن خدا وحدہ لاشریک لہ نے تو اپنی ذات پر رحمت لازم کر رکھی ہے شرک کو وہ کیسے برداشت کرسکتا ہے؟ لہٰذا اگر ان شرارتوں سے باز آ جاؤ تو رحمت الٰہی تمہارا ساتھ دے گی اور سارے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے اس کے روبرو حاضر ہونے سے تم بچ نہیں سکتے وہ قیامت کے دن سب کو ایک میدان میں جمع کرے گا، کم نصیب ان باتوں کو کب سمجھتے ہیں؟ جو لوگ اپنی جانوں کو بداعتقادی اور شرک کے نقصان میں ڈال چکے ہیں وہ ایمان نہیں لاتے اگرچہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے اور اس نے ہی ہم کو پیدا کیا ہے۔

ہر جگہ قانون مجازات کے جاری ہونے کا مطلب

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ: دن رات میں جو کچھ رہتا ہے سب خدا تعالیٰ کا ہے وہ مکین و مکان کا مالک ہے خالق، رازق اور محافظ ہے، اب جبکہ وہ مالک ہے تو اوروں کو معبود اور قاضی الحاجات سمجھنا حماقت ہے، وہی واحد صمد مالک الکونین مسجود ہوا چاہتے ہیں کیونکہ سب جگہ قانون مجازات جاری ہے تو کیا انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جو اس قانون سے مستثنیٰ ہو، باقی چیزوں میں مجازات کے یہ معنی ہیں کہ تمام علتیں اپنا کام پورا کر رہی ہیں جو کام کل ہوا تھا آج اس کا نتیجہ نکل رہا ہے اور جو آج ہوا ہے اس کا نتیجہ کل نکلے گا تو کیا انسان ہی کے اعمال چھوڑ دیئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے جو کوئی توحید کی بات کہے یا شرک کی بات کہے سب سے وہ باخبر ہے۔

شرک انسانی فطرت کے خلاف

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: شرک تسلیم کرلینا انسان کی فطرت کے خلاف ہے جب انسان خود اپنے درجہ میں شرک قبول نہیں کرسکتا تو کیا خدا تعالیٰ ہی کے حلقہ حکومت میں کسی کو شریک بنانا جائز ہوگا؟ حالانکہ وہ ذات باری تعالیٰ تو سارے جہاں کے سامانِ بقاء کا اکیلا ہی ذمہ دار ہے تو پھر تم دوسروں کو کیوں معبود بناتے ہو؟ وہ رازق ہے، رزق

دیتا ہے تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اے پیغمبر! کہہ دے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے مسلمان یعنی فرمانبردار بن جاؤ اور اسی طرح مجھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن یہاں خطاب امت کو ہے۔

اگر میں نے غیر اللہ کی عبادت کی تو مجھے بھی عَذَابِ عَظِیْمٍ کا ڈر ہے

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ: تم لوگ اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شریک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی خطرہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں نے اپنی فطرت کو چھوڑا یعنی غیر اللہ کی عبادت کی تو مجھے بھی عَذَابِ عَظِیْمٍ کا ڈر ہے یعنی میں بڑے عذاب کو جانتا ہوں۔

محاسبہ کے دن بڑی کامیابی

مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ: محاسبہ کے دن جس سے عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم کر دیا تو ایسے شخص نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تو عذاب الٰہی سے بچنے سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے؟

حَاسِبُوْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا

صوفیائے کرام فرماتے ہیں حَاسِبُوْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا اپنا محاسبہ کر لو! قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (المومنون:۱۰۹) میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو دل سے مانتے ہیں اور فَاغْفِرْ لَنَا اپنے گناہوں کو سامنے رکھ کر ہی کہہ رہے ہیں، اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے انہوں نے اپنے اعمال کا محاسبہ کیا اور اس کے بعد اپنے گناہوں کی معافی کے لئے درخواست کی۔

اللہ والوں پر جب تکلیف آتی ہے تو اسے اپنے گناہوں کی پاداش سمجھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے انبیاء علیہم السلام کی معیت میں جہاد کیلئے جاتے ہیں یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں میدان جہاد میں پہنچے ہوئے ہیں، جب فتح میں دیر اور جہاد میں رکاوٹ پیدا ہوگئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم سے غلطی ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے فتح نہیں ہو رہی، اس غلطی کو معاف فرما دے اور ہمیں ثابت قدم رکھیو، یعنی ہمارے دل ڈگمگانے نہ پائیں، معلوم ہوتا ہے کہ اپنا محاسبہ کئے ہوئے ہیں۔ اللہ والوں پر جب تکلیف آتی ہے تو اسے اپنے گناہوں کی پاداش سمجھتے ہیں اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا اپنا نامہ اعمال پڑھ لے، آج اپنا حساب لینے کیلئے تو ہی کافی ہے۔ یہ قیامت کے دن محاسبہ نہ کرنے والوں سے ارشاد ہے اگر یہاں محاسبہ کیا ہوتا تو قیامت کے دن ذلت نہ ہوتی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنا محاسبہ کرنے کی استعداد اور قابلیت رکھی ہے۔

روحانیت میں بھی حساب کتاب کی ضرورت

روحانیت میں بھی حساب کتاب کی ضرورت ہے ادھر بھی حساب کتاب کی ضرورت ہے۔ ادھر بھی جانچا کیجئے کہ جب بیعت نہیں کی تھی تو کتنا وقت اپنی روحانی اصلاح کے لئے صرف کرتے تھے۔ اب بیعت کے بعد کتنا وقت دیتے ہیں، کچھ حاصل ہوا یا پہلے کی طرح باطن کے لحاظ سے اندھے ہی رہے؟ اسی طرح درس میں آنے سے پہلے اور بعد کی حالت کو جانچا کیجئے قرآن میں انقلابی طاقت ہے تو جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا رنگ چڑھا، پہلے کچھ اور تھے اب کچھ اور ہیں اب اللہ تعالیٰ کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں، پہلے غیر اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے پہلے دل بیوی، اولاد اور ساز و سامان وغیرہ کے ساتھ وابستہ تھا۔ خدا راضی رہے یا نہ رہے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت رہے یا نہ رہے بیوی اور اولاد راضی ہو جائے کسی کا دل بیوی اور کسی کا اولاد میں اٹکا ہوا تھا یہ کنڈی شیطان نے پھنسا رکھی تھی، بعض کو جائداد اور بعض کو روپیہ پیارا ہوتا ہے ان بیماریوں کے مریض موجود ہیں، اب خدا کے سوا کوئی مطلوب، محبوب اور مقصود نہیں رہا، نباہ سب کے ساتھ کرتے ہیں مگر دل صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہے جیسے کسی نے کہا ہے۔

دلا تو رسم تعلق زمرغ آبی جو   گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

اللہ تعالیٰ کے پاک نام میں بے شمار برکتیں

اللہ کے پاک نام میں بے شمار برکتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوتا جاتا ہے اور ماسوا اللہ سے کٹتا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے یہ درجہ نصیب ہوتا ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف بالشت بڑھتا ہے تو وہ اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے اگر یہ ہاتھ بڑھائے تو اللہ تعالیٰ ذراع بڑھاتا ہے اگر یہ چل کر آئے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔ انسان ادھر کا رخ تو کرے اگر رخ ہی نہ کرے تو پھر اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے اگر کوئی رخ تو کرے دہلی کا اور دعا کرے کہ اے اللہ! تو مجھ کو پشاور پہنچادے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

اسکولوں اور کالجوں میں یہ سبق نہیں پڑھایا جاتا، وہاں تو اس کی تلاش ایسی ہے جیسے کوئی کیکر کے درخت پر چڑھ کر بیر کی تلاش کرے، مدارس عربیہ میں بھی یہ سبق نہیں پڑھایا جاتا، یہ صوفیائے کرام کے ہاں ملتا ہے، اس وقت دنیا میں قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو مندرجہ ذیل چار عنوانات پر بولتی ہے۔ (۱) قرآن ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے۔ (۲) ان کے نمبر بتلاتا ہے۔ (۳) حقوق کے ادا کرنے کا سلیقہ سکھلاتا ہے۔ (۴) اگر تعلقات بگڑ جائیں تو ان کو درست کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے۔ ذوی الحقوق میں نمبر اول اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے بعد والدین کا نمبر آتا ہے مگر آج کل کتنے ہیں جو والدین کے فرماں بردار ہیں اکثریت ان کی ہے جن کو بیوی پیاری ہے اور ماں سے نفرت ہے۔

شہنشاہی کا آخری درجہ

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ: خدا تعالیٰ اتنی زبردست طاقت والا ہے کہ اس کے فیصلے کو کوئی روک نہیں سکتا اگر وہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اللھم لامانع لمااعطیت ولامعطی لمامنعت ولاینفع ذالجد منك الجد یہ آخری درجہ ہے شہنشاہی کا اور اپنے بندوں پر اسی کا زور ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا اور وہی حکمت والا اور خبردار ہے، حاصل یہ ہوا کہ سب سے بڑی بداخلاقی یہ ہے کہ اپنے حلقہ حکومت میں تو شرک جائز نہ

رکھے اور خدا تعالیٰ کے حلقہ حکومت میں جائز رکھے اور دوسری یہ کہ خالق تو خدا ہو اور مجازات کا مالک دوسرے کو سمجھے۔

توحید کی پیغام کا گواہ صرف اللہ

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ: آپ ان لوگوں سے پوچھئے کہ سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ کہہ دو اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے یعنی میرے اس توحید کی پیغام دینے کا گواہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ میری تعلیم کی پابندی کرنے سے دنیا میں عزت ملے گی اور اس کے خلاف کرنے سے ذلت نصیب ہوگی اور چونکہ عزت اور ذلت سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی دے نہیں سکتا، اس لئے خود معلوم ہو جائیگا کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

توحید کا رنگ صرف قرآن ہے

مجھے یہ سبق پڑھانے کے لئے قرآن دیا گیا، اس توحید کا رنگ چڑھانے کے لئے قرآن ہے صورتاً سیرتاً ظاہراً باطناً تا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں ڈراؤں، جس جس کو قرآن کے احکامات پہنچے بالواسطہ علماء کے، تو اس کے پہنچانے میں کسی پر جبر نہیں بلکہ جو کچھ وحی ہوتی ہے اسے تو لوگوں کے روبرو پیش کرتا ہوں، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کیساتھ اور بھی کوئی معبود ہے، کہہ دو میں تو گواہی نہیں دیتا تو یہ کہہ دے کہ وہی ایک معبود برحق ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

علمائے کرام کا فرض

جس جس کو یہ قرآن پہنچے، یہ قرآن مجید آج کل طباعت کی برکت سے ہر گاؤں، ہر قصبہ، ہر شہر میں پہنچ رہا ہے لہٰذا جہاں پر یہ قرآن مجید پہنچے، ان لوگوں کو سمجھانا اور ڈرانا دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا۔ اب علماء جو عالم دین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں خلق خدا کو اس قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرانا ان کا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ کا ارشاد ہے: ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذبه اخذ بحظ وافر (الترمذی: ۲۶۸۲) "علماء ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث

ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے دینار (سونے کا سکہ) کا اور درہم (چاندی کا سکہ) انہیں وارث نہیں بنایا سوائے اس کے کہ وہ علم الٰہی جو انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پایا علمائے کرام نے وراثت میں وہ حاصل کیا۔'' لہٰذا علمائے کرام کا یہ فرض ہے کہ اور کچھ پڑھائیں یا نہ پڑھائیں، قرآن شریف لوگوں کو ضرور سنائیں اور اس کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرائیں، توحید کا مسئلہ اگر چہ صاف ہے لیکن جب تک اولوالعزم نبی شرک سے برأت کا اظہار نہیں کرتا تب تک لوگ زیادہ توجہ نہیں کریں گے۔

يَعْرِفُوْنَهٗ کی ضمیر توحید کو راجع ہے

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ: اذا التوحيد هو الحق فى الواقع یہ ضمیر يَعْرِفُوْنَهٗ توحید کو راجع ہے، بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد لیتے ہیں مگر یہاں انسب پہلی توجیہ ہے کیونکہ شروع سے توحید پر بحث آ رہی تھی، سارے رکوع میں اور اس سے متصل وقریب یہ ہے کہ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور ضمیر اقرب کو راجع کرنا چاہئے، یہ خود جانتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موید ہونے سے بچنا چاہتے ہیں ورنہ توحید جانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ جانتے ہیں جیسے یہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ وغیرہ سب کو وہ پہچانتے تھے، جن لوگوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا ہے وہ حسد وعداوت سے ایمان نہیں لاتے، یہ نہیں کہ وہ بات پہچانتے نہیں بلکہ یہ عمداً ایمان نہیں لاتے۔

رکوع 03

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ

جو شخص اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے اس سے

کَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ

زیادہ ظالم کون ہے بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے۔ اور جس دن

نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْۤا اَیْنَ

ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا تھا تمہارے شریک

شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ

کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا۔ پھر سوائے اس کے

تَکُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا کُنَّا

ان کا اور کوئی بہانہ نہ ہو گا کہیں گے ہمیں اللہ اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم تو

مُشْرِکِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ کَیْفَ کَذَبُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ

مشرک نہیں تھے۔ دیکھو اپنے اوپر انہوں نے کیسا جھوٹ بولا

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور جو باتیں وہ بنایا کرتا تھے وہ سب غائب ہو گئیں۔ اور بعض ان میں سے

یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ

تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ

ایمان نہ لاویں گے جب وہ تمہارے پاس آ کر تم سے جھگڑتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾

تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ

اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور انہیں

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا

ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں۔ کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ

عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس بھیج دیے جائیں

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں ہو جائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

وہ ظاہر ہو گئی اور اگر یہ واپس بھیج دیے جائیں تب بھی وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا

اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔اور کہتے ہیں اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لیے اور کوئی زندگی نہیں

الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا

اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ اپنے رب کے سامنے

عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ

کھڑے کیے جائیں گے وہ فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے ہاں ہمیں رب کی قسم ہے

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع

فرمائے گا تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو۔

رکوع (۳)

خلاصہ: ترکِ اتباع کتاب اللہ سے ابتلاء فی الشرک اور مشرکین کی ندامت

ماخذ: (۱) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (الانعام: ۲۱، ۲۲)

(۲) ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام: ۲۳)

توحید کے بعد دوسرا اصولی مسئلہ احکام الٰہی تسلیم کرنا

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ:

مسئلہ توحید کے بعد دوسرا اصولی مسئلہ احکام الٰہی کی تسلیم کا ہے، اس میں بھی وہ لوگ مخالف ہیں، تکذیب آیات اللہ کر رہے ہیں اس سے جو بُرا نتیجہ نکلنے والا ہے اسے آئندہ آیتوں میں بتلایا جائے گا تو اس آیت میں فرمایا کہ جو شخص افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ یعنی اللہ پر بہتان باندھے وہ یہ کہ اللہ نے کچھ نازل نہیں فرمایا اور وہ یہ کہے کہ خدا نے یہ نازل فرمایا ہے، اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ بنا کر کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا ہے، یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر علیہ السلام پر آیت نازل فرمائے لیکن یہ جھٹلائے کہ یہ خدا تعالیٰ نے نازل نہیں فرمایا تو یہ سب سے بڑا ظالم ہے اور منزل من اللہ سے انکار کرنا یہ اس سے بھی بڑا ظلم ہے ہم چونکہ مفتری نہیں ہیں اس واسطے ظالمین میں سے مستثنیٰ ہیں اور تم اظلم ہو کیونکہ منزل من اللہ کا انکار کرتے ہو۔

قیامت کے دن مشرکوں سے خدا کے شریکوں کے بارے میں پوچھا جائے گا

وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ: اس آیت میں مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی وہ نیک اور بزرگ لوگ جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے، تو فرمایا کہ قیامت کے دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جن کو تم خدا تعالیٰ کے شریک سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں؟ تا کہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے تمہاری سفارش کریں۔

خود ساختہ مسلک کی تردید اور اظہار نفرت

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ○ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ: تصدیق بآیات اللہ نہ کرنے کے باعث اپنے مسلک کی خود ہی تردید کر رہے ہیں، وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ (اپنے پروردگار) کی قسم ہے کہ ہم تو مشرک نہیں تھے، یہ اپنے شرک کا انکار کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ تو ان سب سے باخبر ہے جو وہ کرتے تھے۔ دنیا میں جو ان کا خود ساختہ مسلک شرک تھا اور اب اس سے خود ہی اظہار نفرت کر رہے ہیں، اس نے اپنے اوپر کیسا ہی جھوٹ بولا یعنی شرک کرنے کی نفی کی اور جو باتیں وہ بنایا کرتے تھے یعنی اللہ پر افتراء باندھا کرتے تھے تو وہ سب غائب ہو گئے۔

طبیعت اثر نہیں بلکہ الٹا اثر لیتی ہے

وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ: بعض آتے ہیں اور سنتے بھی ہیں مگر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن پاک سے حسن عقیدت نہیں ہے ان کی طبیعت سابقہ شرک کے باعث اثر نہیں لیتی، ان کے کانوں میں بہرا پن ہے، دل پر پردے پڑے ہیں، سمجھنے سے وہ قاصر ہیں اور اگر یہ لوگ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے، یہ اس قدر مسخ ہو چکے کہ قرآن سن کر بھی راہ راست پر نہیں آتے بلکہ الٹا اثر لیتے ہیں شیطان انہیں الٹا سمجھاتا ہے لیکن جب وہ تمہارے پاس آ کر تم سے جھگڑتے ہیں تو جو ان میں سے کافر ہیں وہ کہیں گے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں اور داستانیں ہیں۔

شامتِ اعمال کے باعث سمجھتے نہیں اور نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں

وَ هُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ یَنْـَٔوْنَ عَنْهُ وَ اِنْ یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ: وہ بیوقوف چونکہ شامتِ اعمال کے باعث سمجھتے نہیں اسلئے خود رُکنے کے علاوہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں یعنی یہ لوگ خود بھی پیغمبروں کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اور نہ انکو پیروی کرنے دیتے ہیں اور نہ مجلسوں میں بیٹھنے دیتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر کے جہنم کی طرف لے جارہے ہیں ان میں شعور نہیں کہ وہ اتنی کھلی اور واضح نشانیوں کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔

جہنم کے دروازہ پر تمنائے واپسی

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ: اب ایمان سے بیزار ہیں جب انہیں دوزخ کے دروازے پر کھڑا کریں گے تو پھر یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہم کو پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا تا کہ ہم کتاب اللہ کی تصدیق کریں کہ یہی سب سے سچی کتاب ہے اور اسی طرح ہم سبق توحید پختہ کر کے آئیں اور جزائے خیر پائیں اور ایمان والوں میں شامل ہو جائیں۔

حالات طمع ولالچ رکاوٹ

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ: بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے وہ ظاہر ہوگئی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بھی جھوٹ ہے اگر آج بالفرض انہیں دنیا میں بھیج دیا جائے تو وہ پھر بھی شرک ہی کے مرتکب ہوں گے اور کتاب اللہ کی تکذیب ہی کریں گے تو معلوم ہوا کہ دل میں تو سمجھتے تھے مگر حالات اور طمع ولالچ کی وجہ سے صحیح چیز نہیں مان سکتے تھے ماحول کی مخالفت سے گھبراتے تھے ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔

صرف حیات دنیا مطمح نظر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں

وَ قَالُوْۤا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ: ان کا یہ خیال تھا کہ فقط دنیا ہی کی زندگی بسر کرنی ہے اس کے بعد کچھ نہیں ہے، مرنے کے بعد کی زندگی حساب و کتاب قیامت کا برپا ہونا، یہ سب جھوٹ ہے اور یہ لوگ پھر کہیں گے کہ ہم اٹھائے نہیں جائیں گے بلکہ سب کچھ ہے تو وہ دنیا ہی ہے، اس کے بعد کچھ نہیں۔

کفر کے بدلے عذاب

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ: ای فی الدنیا آئندہ ایک وقت آئے گا جب ان سے پوچھا جائے گا، آج قیامت کا دن ٹھیک ہے؟ اس وقت تو مان جائیں گے لیکن اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ایمان بالغیب لانا نہیں چاہتے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تو دیکھے اِن کو اُس وقت جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ کیا یہ سچ نہیں جس کو تم جھٹلاتے تھے؟ یعنی بعث بعد الموت کی زندگی کو حساب کتاب قیامت وغیرہ تو وہ کہیں گے ہاں ہمیں اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سب حق ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم اپنے کفر کے بدلے (یعنی دنیا میں تم نے) جتنی نشانیاں جھٹلائی ہیں اور اس طرح آخرت کا انکار کرتے تھے تو اب اس کے بدلے عذاب چکھو۔

رکوع 04

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ

وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان پر

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

قیامت اچانک آ پہنچے گی تو کہیں گے اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

اور وہ اپنے بوجھ اپنے پیٹھوں پر اٹھائیں گے خبردار وہ برا بوجھ ہے جسے

يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَ

وہ اٹھائیں گے۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ

لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ

ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتیں تمہیں غم میں ڈالتی ہیں سو وہ

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

انکار کرتے ہیں۔ اور بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے گئے

فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ

پھر انہوں نے جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور ایذا دیے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ

اور اللہ کے فیصلے کوئی بدل نہیں سکتا اور تمہیں پیغمبروں کے حالات پہنچ

الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ

چکے ہیں۔ اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر گراں ہو رہا ہے

فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا

پھر اگر تم سے ہو سکے تو کوئی سرنگ زمین میں تلاش کر یا آسمان میں سیڑھی لگا

فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُم بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ

پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لا اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو

النصف

عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا

سیدھی راہ پر جمع کر دیتا سو تو نادانوں میں سے نہ ہو۔ وہی مانتے ہیں

يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

جو سنتے ہیں اور اللہ مردوں کو زندہ کرے گا پھر اس کی طرف

وقف غفران
وقف منزل
عند البعض علیہ السلام

ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ

لوٹائے جائیں گے۔ اور کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ

اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کہہ دو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ نشانی اتارے اور

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اور کوئی چلنے والا زمین میں نہیں

الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہے مگر یہ تمہاری ہی طرح کی جماعتیں ہیں

مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

ہم نے ان کی تقدیر کے لکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر سب اپنے رب کے سامنے

يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ

جمع کیے جائیں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور

بُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ

گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے

يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے۔ کہہ دو دیکھو تو سہی

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔ بلکہ اسی کو پکارتے ہو

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا

پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کے لیے اسے پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا

تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ ع

رکوع ۴

شریک بناتے ہو انہیں بھول جاتے ہو۔

رکوع (۴)

خلاصہ: تکذیب رسل انسان کی عادت مستمرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کا صبر اور صبر پر نزول نصرت الٰہی

ماخذ: وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ(الانعام: ۳٤)

مکذبین قیامت اپنی اس تقصیر پر خود ہی دستِ حسرت ملیں گے

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ: توحید، رسالت اور قیامت تینوں اس آیت میں ہیں تو فرمایا کہ وہ لوگ تباہ ہو گئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا یعنی قیامت کو، یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی تو کہیں گے کہ ہائے افسوس! ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھوں کو اپنی پشت پر اٹھائیں گے، خبردار! وہ بُرا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائیں گے جسمانی صورت میں، اس کے تحمل کا ثبوت و تصریح نہیں بلکہ مجازی صورت میں ہے تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو قیامت کا ڈر نہیں اگر یہ ڈر ہوتا تو وہ کبھی بھی توحید کے منکر نہ بنتے، مکذبین قیامت اپنی اس تقصیر پر خود ہی دستِ حسرت ملیں گے۔

دنیوی زندگی ایک کھیل ہے

وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ: دنیا کی زندگی لہو ولعب ہے جس طرح والی بال وغیرہ کے جیتنے کیلئے جانبین کتنا اہتمام کر رہے ہیں اور اسی طرح وہ کتنی محنت کر رہے ہیں تو جب کھیل ختم ہو جائے تو میدان خالی ہو جاتا ہے تو زندگی بھی

اسی طرح ہے ،البتہ آخرت ان کیلئے بہتر ہے دنیا کی زندگی سے جس نے پرہیزگاری اختیار کی شرک وکفر سے لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں شرک کرنے والے اس بات کو کہ ایمان لے آئیں۔

ان کی فطرت سلیمہ بجھنے پر آپ مغموم نہ ہوں

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کی تکمیل چاہتے ہیں اور وہ نیچے گرتے ہیں، گمراہی کی طرف مائل ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مغموم ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی طرف سے پیغام پہنچاتے ہیں، یہ نالائق تو آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ تو آیات الٰہی کو جھٹلاتے ہیں فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیة:۲۱،۲۲) پس آپ نصیحت کیجئے بے شک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ: اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کی طرف سے پیغمبر جھٹلایا جارہا ہے اس لئے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہ کرو جن لوگوں کی فطرت سلیمہ کا نور فنا نہیں ہو چکا ہے وہ اس کلام الٰہی کو سنیں گے اور جو موتیٰ (مرے ہوئے ہیں) یعنی جن کی فطرت سلیمہ گناہوں کے باعث فنا ہو چکی ہے، ان کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا کہ قرآن منزل من اللہ ہے، جب گناہوں کی کثرت کی وجہ سے فطرت سلیمہ بجھ چکی ہے تو یہ لایعنی اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ جن لوگوں کی فطرت سلیمہ نہیں بجھی وہ اس کو اس طرح جذب کرتے ہیں جس طرح کہ ریت پانی کو جذب کرتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام تکذیب پر صبر کرتے رہے

ایک عنوان ثابت ہوا فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا اور دوسرا عنوان ثابت ہوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا نزول نصرت الٰہی اس کا نتیجہ نکلا، نوح علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کے حالات تمہیں سنائے گئے ہیں اور معلوم ہیں پھر کسی کی مخالفت کی پرواہ مت

کیجئے، پہلے بھی تو کئی انبیاء علیہم السلام کی تکذیب ہوئی، یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ وہ حضرات صبر کرتے رہے اور اللہ کی رحمت انکے حق میں نازل ہوئی آپ کیلئے بھی یونہی ہوگا آپ بھی صبر کریں

رحمۃ للعالمین کی ہر انسان کی ہدایت کیلئے تڑپ

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ: اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر گراں ہو رہا ہے تو ہم تم پر جبر کرنا نہیں چاہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں بڑے مغموم ہیں پھر اگر تم سے ہو سکے تو کوئی سرنگ زمین میں تلاش کر کے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر پھر اس کے پاس کوئی معجزہ اور دلیل نکال کر لاؤ جو وہ اپنے اختیار سے مانگتے ہیں یہ علی سبیل التنزل یا علی سبیل الفرض فرمایا، اگر آپ کا خیال ہے کہ انہیں ضرور ہی خوامخواہ ہدایت ہو تو آپ کوشش کر کے دیکھئے! کیا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر آپ کے اختیار میں کچھ ہے؟

اللہ کسی کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا

اگر اللہ ان کو مجبور کر کے ایمان پر لانا چاہیں تو ایک سیکنڈ میں ایک جھٹکا دے کر سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتے، جیسا کہ لاہور میں ایک شخص کہتا تھا کہ میں خدا کی موجودگی کا منکر تھا ایک دن مکان میں سویا، اچانک آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ مکان کی چھت ایسی جھوم رہی ہے کہ کبھی زمین پر آ لگتی ہے اور کبھی اوپر، میں دیکھتے ہی بولا یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لایا اور مکان سے نکل کر سیڑھیوں سے اترنے لگا کہ وہ چھت دیوار پر گر گئی اسی سال زلزلے کی وجہ سے کانگڑہ کا شہر (جہاں ہندؤں کا بت خانہ عظیم ہے اور دیویاں رکھی ہیں) ڈھے گیا یا جیسے کہ مشرک جہاز کشتی میں سوار ہو کر جب بھنور میں پھنس کر موجیں گھیرتی ہیں اور وہ غرق ہوتے ہیں تو اس وقت ایمان لاتے ہیں وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پر اللہ کسی کو مجبور نہیں کرتے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اور فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ کا اعلان کرتے ہیں اور کافر مرضی سے ایمان لاتے نہیں اور اے حبیب! تو کہتا ہے کہ ضرور ایمان لائیں تو پھر آپ کہیں سے معجزہ ڈھونڈ کر لا دیں، میرے محبوب بے خبروں جیسی باتیں نہ کیا کرنا، کتنا تیز لفظ ہے کہ قطعاً مغموم نہ ہوں، خدا تو انہیں مجبور نہیں کرنا چاہتا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں لہٰذا انکو یہ تڑپ ہے کہ کوئی فردِ انسانی ایمان سے خالی نہ رہے اس لئے اللہ آپکے جذبات کو اعتدال پر لاتے ہیں۔

جسمانی طبیب اور مریض کی نشانی

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَ الْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ: ای سماع قبول جب وہ ممسوخ الفطرۃ ہو چکے ہیں تو کیسے سنیں؟ پہلے سمجھ کر بھی حق کی مخالفت کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سمجھ بھی لے لیتا ہے حالانکہ احکام الٰہی کو فقط وہ شخص قبول کر سکتا ہے جس کے اندر روحانی زندگی موجود ہو جو لوگ مردہ دل ہو چکے ہیں وہ اس کو نہ کانوں سے سنتے ہیں اور نہ مان سکتے ہیں جس طرح جسمانی طبیب کا علاج فقط اس شخص کے لئے مفید ہو سکتا ہے جس کے اندر زندگی کی رمق باقی ہو اور جو مر چکا ہو اس پر دوا کیا اثر کر سکتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے یعنی اُن کو اُن کی بدکاریوں کی سزا دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود خود عظیم معجزہ

وَ قَالُوا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ: آپ سے آیت (معجزہ) طلب کرتے ہیں حالانکہ آپ کا وجود خود معجزہ ہے، اتنی ذمہ داریاں اٹھاتے ہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہیں، امام مسجد آپ ہیں، تمام مسلمانوں کے قاضی اور مدرس آپ ہیں، گھر کے معاملات کرنے والے آپ ہیں، تمام دنیا کے بادشاہوں کو شاہی فرامین آپ بھیجتے ہیں، جنگ کے وقت سپہ سالاری آپ کرتے ہیں، دن کو یہ ذمہ داریاں اور پھر رات کے وقت خدا کی عبادت میں مصروف ہیں، يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا (المزمل: ۱ تا ۳) اے چادر اوڑھنے والے! رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ کم کر دے، تو آپ کی زندگی خود معجزہ ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ ایسا کیوں نہیں دکھایا جاتا جس سے ان کی تسکین طبع ہو جائے اور قرآن حکیم کو مان لیں، حالانکہ خدا تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے لیکن یہ خود مسخ ہیں اور پھر طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں پھر جب مریض میں رمقِ حیات ہی باقی نہ ہو جیسے یہ مسخ ہیں تو پھر طبیب کو علاج کی کیا ضرورت اور اللہ تعالیٰ کو آیت و نشانی بھیجنے کی کیا ضرورت؟

معجزہ کے لئے دو شرطیں

نزول معجزہ کے قانون کو یہ نہیں سمجھتے، ہر قسم کے معجزہ کے لئے دو شرطیں ہیں، ایک یہ کہ

نبی کی استعداد کے مناسب مختلف اقسام کے معجزے صادر ہوتے ہیں، دوسری ضروری بات یہ ہے کہ قوم میں معجزے کے سمجھنے کی استعداد ہو۔

ہر جاندار کیلئے ضابطۂ حیات ہر نبی کے لئے دائرہ کار

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ: ہر چیز کی زندگی کا ہم نے ایک نصب العین بنایا ہے. جس طرح کہ زمین میں ہر دابہ کیلئے ضابطہ حیات ہے وہ اس کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں جس طرح تمہارے نوعی خواص ہیں، اسی طرح حیوانات میں سے بھی چرند پرند کی نوع کے خواص ہیں جس طرح ایک نوع کا کام دوسرے نوع سے نہیں ہوسکتا، یعنی چوپائے گھاس کھاتے ہیں گوشت نہیں کھاتے، درندے گوشت کھاتے ہیں گھاس نہیں، تو ہر نوع کے الگ الگ خواص ہیں مثلاً گدھا ہے تو اس سے بوجھ کا کام لیا جاتا ہے، اس کے مقابلے میں بکری ہے جس سے بوجھ کا کام نہیں لیا جاتا، اسی طرح ہر نبی کی شان کے مناسب خاص کام ہیں اور نبی اپنے دائرے کے اندر رہ کر کام کرتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ نبی ہر کام کر کے دکھادے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھی ایک ضابطہ حیات مقرر کیا ہے اسی کے مطابق زندگی بسر کرو، تو اے انسان! تو ہی اپنے مقصد حیات سے نافرمانی کررہا ہے اور مقصد سے ہٹ رہا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ٥٦)

بندہ	آمد	برائے	بندگی
زندگی	بے	بندگی	شرمندگی

گھوڑا بیل سب آپ کے کام کے ہیں، اے انسان! تو کس کام کا ہے؟

ماقبل سے ربط کی توجیہ

عام طور پر یہ ترجمہ کیا جاتا ہے کہ ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں رکھ دیا ہے، اس پر یہ آیات ماقبل سے ربط نہیں پاتیں، ہر چیز کو ہم نے ایک تدبیر وتقدیر میں لانے کے بغیر نہیں چھوڑا، کسی کے نصب العین بنانے میں قصور نہیں کیا جو کام جو کرسکتا تھا مثلاً گدھا بوجھ اٹھاتا ہے وہی اس کے سپرد کردیا۔

ہر جاندار کو فرداً فرداً القا مگر انسانوں میں صرف نبی کو باقی کو امرِ اتباع

شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر جاندار کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک پروگرام اور ضابطہ مقرر کیا ہے اور اس کو فطری الہام اور القا کہا جاتا ہے مثلاً چوپائے گھاس کھاتے ہیں، درندے گوشت کھاتے ہیں، پرندے ہوا میں اڑتے ہیں، مچھلی پانی میں تیرتی ہے وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو اس کے مزاج کے موافق اس کو الہام فرمایا جو اس کے لئے کارآمد ہو سکے، اسی طرح انسان کے لئے بھی کچھ اصول و ضوابط مقرر ہیں اور ہر انسان کی صلاحیت الگ الگ ہے، کوئی آقا تو کوئی غلام، کوئی بادشاہ تو کوئی رعایا، کوئی دانشمند تو کوئی غبی یہ سب انسان کی فطری باتیں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں ایک کو القاء فرماتا ہے اور باقی سب کو اتباع کا حکم دیا جاتا ہے مثلاً ایک کو جہاز کے بنانے کا القا فرماتا ہے باقی سب لوگ اس کی تابعداری کرتے ہیں یہ جسمانیات ہیں، اسی طرح روحانیات میں بھی ہے کہ جب نبی کو القا کیا جاتا ہے تو باقی لوگ جو اس کے تابع ہوتے ہیں وہ اس کی پیروی کرتے ہیں، یعنی نبی پر جو چیز اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے، اس کو انبیائے کرام علیہم السلام پوری توجہ سے حاصل کرتے ہیں اور پھر اس کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں تو جس کو وہ پہنچاتے ہیں تو وہ اس کی امت ہے اور انسان کے علاوہ باقی مخلوقات میں چرند پرند ہیں ہر ایک کو فرداً فرداً اس کے مزاج کے موافق القا کیا جاتا ہے۔

مرغی کی ایک مثال

(۱) مرغی کے نیچے جب انڈے رکھ دیئے جاتے ہیں تو اس کے سینے کے نیچے دس انڈے آتے ہیں تو اگر کوئی عورت اس کے نیچے پندرہ انڈے رکھ دے تو پھر مرغی چونچ سے انڈے آگے پیچھے کر دیتی ہے تاکہ اس کو گرمی یکساں پہنچے، یہ فرداً فرداً القا کیا جاتا ہے۔

(۲) مرغی دانہ چگنے کیلئے بہت تھوڑے وقت کیلئے جاتی ہے۔

(۳) مقررمدت میں انڈوں سے بچے نکلتے ہیں۔

(۴) چیل سے بچوں کی حفاظت کرتی ہے۔

انسان کے علاوہ حیوانات کو فرداً فرداً یہ القا کیا جاتا ہے اور انسانوں کیلئے ضابطۂ حیات قرآن مجید ہے جو پیغمبر خدا پر نازل ہو چکا ہے تو اگر کوئی اس کو جھٹلائے تو وہ گمراہ ہے۔

قرآن جھٹلانے والوں کے تین حجابات شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ وَ مَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ: قرآن مجید کو جھٹلانے والے تین حجابات میں مبتلا ہوتے ہیں، اس لئے ہدایت نہیں پاتے۔(۱) حجاب طبع (۲) حجاب رسم (۳) حجاب سوء معرفت

ان کی پوری تفصیل حجۃ اللہ البالغہ میں ہے (اس کا تفصیلی ذکر سورۃ المائدہ کے رکوع ۳ میں گزر چکا ہے) خلاصہ یہ ہے کہ بعض اوقات طبع انسانی احکام الٰہی کے تسلیم کرنے سے گھبراتی ہے، بعض اوقات رسوم زمانہ حق ماننے سے مانع ہوتی ہیں اور بعض اوقات راستہ غلط ہونے کی وجہ سے الٹا چلتا ہے تو جو لوگ لینے کیلئے خدا کے دروازے پر آتے ہیں تو خدا اُنہیں دے گا اور اگر نہیں آئے گا تو خدا اُسے نہیں دے گا۔ اے انسان! سب کامیاب ہوں اور تو ناکام، یہ نہیں ہونا چاہئے سب کام انسان خود کرتے ہیں، گمراہ خود ہوتے ہیں اور اُس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف منسوب کرتے ہیں تاکہ شان شہنشاہی قائم رہے۔

عذاب سے پیشگی ڈرانا بھی معجزہ ہے

قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ: تمہاری قوم پر آئندہ کوئی عذاب یا قیامت آنے والی ہے، اس کے متعلق نجات پانے کا طریقہ اگر نبی آج بتلا رہا ہے تو یہ بھی معجزہ ہے یا نہیں؟ تو فرمایا کہ اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آجائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ کہ کون ہے جو اس آمدہ گھڑی کو ٹال سکے۔

مصیبت کے وقت بتوں کو بھول جاتے ہیں

بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ: جب تم پر کوئی مصیبت آجائے تو اس وقت اللہ کو یاد کرتے ہو تو اسی طرح تندرستی اور خوشحالی کی حالت میں بھی اللہ کو یاد کرو، اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ بت تم کو نفع پہنچائیں گے تو کیوں اس وقت اُسے نہیں پکارتے؟ اگر کوئی مصیبت آئی تو فقط اللہ تعالیٰ ہی کو بلاؤ گے اور وہی عذاب دور کرے گا باقی سب معبودوں کو بھول جاؤ گے لہٰذا اگر اس کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو کیوں انکار کرتے ہو؟

رکوع 05

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ

اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے پھر

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ اِذْ

ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر کیوں نہ ہوا

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے لیکن ان کے دل سخت ہو گئے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا

اور شیطان نے انہیں کام آراستہ کر دکھائے جو وہ کرتے تھے۔ پھر جب وہ

نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئیں تھیں ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا

مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ط وَ

وہ اس وقت نا امید ہو کر رہ گئے۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ

اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ ان سے کہہ دو دیکھو تو سہی اگر

اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

تو اللہ کے سوا کوئی ایسا رب ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے دیکھ

الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ

ہم کیوں کر طرح طرح کی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ منہ موڑتے ہیں۔ کہہ دو اگر تم پر

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

اللہ کا عذاب اچانک یا ظاہر آ جائے تو ظالموں کے سوا اور

الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا

کون ہلاک ہو گا۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجا کرتے ہیں کہ

مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو شخص ایمان لے آوے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہو گا

عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ

کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ کہہ دو

لَآ اَقُوۡلُ لَكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعۡلَمُ

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم

الۡغَيۡبَ وَلَآ اَقُوۡلُ لَكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں

يُوۡحٰٓى اِلَىَّ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ؕ اَفَلَا

جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں

تَتَفَكَّرُوۡنَ ع ۝۵۰

کیا تم غور نہیں کرتے۔

رکوع (۵)

خلاصہ: تذکیر بایام اللہ سے دعوۃ الی التوحید

ماخذ: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ (الانعام: ۴۲)

تذکیر بایام اللہ

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ: تم سے پہلے امتوں میں بھی ہم نے پیغمبر علیہم السلام بھیجے ہیں لیکن ان کی امتوں نے ان کو جھٹلایا تو مخالفت کرنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تا کہ وہ متضرع (عاجزی کرنے والے) ہو جائیں کیونکہ مجبوریوں کے وقت نفس کی سرکشی ختم ہو جاتی ہے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا یہاں پر تذکیر بایام اللہ سے مخالفین کو سمجھایا جا رہا ہے۔

گرفت الٰہی پر عاجزی کے بجائے شیطان نے انہیں اور زیادہ کمربستہ کر دیا

فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ: جب دنیا میں ان پر ہمارا عذاب آیا تو بجائے اس کے کہ وہ گڑگڑا کر ہم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور توبہ و استغفار کرتے لیکن گرفت الٰہی پر ان کے دل نرم نہیں ہوئے بلکہ مخالفت پر شیطان نے اور زیادہ کمربستہ کر دیا کیونکہ شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر کے دکھائے جو وہ کرتے تھے یعنی ان کو شیطان اور بھی تسلی دے رہا تھا کہ جو تم کرتے ہو ٹھیک کرتے ہو ان چیزوں کی کوئی پروا نہ کرو۔

استدراج کے بعد ناگہانی عذاب

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ: جب گرفت الٰہی پر بھی انہیں بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ نہ ہوئی

تو پھر انہیں چھوڑ دیا گیا اور ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان مہیا کر دیئے گئے تاکہ مایوس العلاج مریض چند روزہ زندگی میں آرام پالیں اور پھر انہیں ناگہانی عذاب میں مبتلا کیا گیا اسی طرح جب حکیم کو مریض کے مرجانے کا یقین ہو جائے اور سمجھے کہ وہ بچ نہیں سکتا جیسے دق میں ایک درجہ ہے تو پھر پرہیز ہٹا دیا جاتا ہے کہ ویسے بھی ختم ہو رہا ہے تو جو خواہش ہو وہ پوری کی جائے اسی طرح جب ان کی اصلاح کی توقع نہ رہی تو فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ان کے لئے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے گئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئیں تو پھر ہم نے انہیں عذاب میں اچانک پکڑ لیا، پس وہ اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے ہر اس بھلائی سے جو اُن کو دی گئی تھی اور مایوس ہو کر رہ گئے۔

ظالموں کی جڑ کاٹنے پر اللہ تعالیٰ حمد کے مستحق

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: اگر تمام بنی نوع انسان کو شخص واحد تسلیم کر لیا جائے تو کافر لوگ ایسے ہوں گے کہ بدن پر ایک زہریلا پھوڑا نکل آیا ہو اگر اس کو نہ کاٹا جائے تو اس سے تمام بدن کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے پھر یہ موت کا پیغام ہے اور اگر اس زہریلے پھوڑے کو کاٹا جائے تو پھر باقی بدن کو تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ پھوڑے کو جڑ سے کاٹنے میں خدا حق بجانب ہے اور اچھا کیا کہ اس خاندان کی پوری قوم ختم کر دی اور جڑیں ہی کاٹ دیں، باغیوں کی اصلاح کی کوشش کی گئی راہ راست پر نہ آئے تو ان کا قلع قمع کر دیا گیا تاکہ باقی رعایا امن سے زندگی بسر کر سکے اور یہ عین عدل و انصاف ہے اسلئے اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا گیا ورنہ جو نسل ان سے پیدا ہوتی وہ بے ایمان ہوتی وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح: ٢٧) تو اللہ تعالیٰ ان کے برباد کرنے میں مستحق تعریف و حمد ہیں، باؤلے کتے کو مارنا ثواب ہے، میں یہ مطلب لیتا ہوں کہ انگریز نے ہمارے نطفے پلید کر دیئے ہیں کیا ان لوگوں سے جو پیدا ہوں گے کیا وہ اچھے ہوں گے؟

دیکھنے سننے کی طاقت کا سلب ہونا مصیبت

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ: ایک تو تھی ہلاکت، اب کہا جاتا ہے کہ قوم میں سے دیکھنے اور سننے کی طاقت اگر سلب کر لی جائے یہ بھی کوئی مصیبت ہے یا نہیں؟ تو

ان لوگوں سے پوچھو کہ اگر ان سب چیزوں کی طاقت تم سے سلب کی جائے تو کوئی ہے اللہ کے سوا کہ وہ تمہیں وہ چیزیں دلائیں تاکہ تم دیکھ سکو کہ ہم کیونکر انہیں طرح طرح کے نشانات اپنی وحدانیت کی بیان کرتے ہیں حالانکہ پھر بھی یہ منہ موڑتے ہیں اللہ کی وحدانیت سے اللہ کی نشانیاں انکو کتنے طریقوں سے بیان کیں لیکن یہ لوگ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں اور منہ موڑتے ہیں۔

اگر تم نے اس تعلیم کی قدر نہ کی تو ممکن ہے کہ تم پر فوری عذاب آ جائے

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ: اگر تم نے اس تعلیم کی قدر نہ کی تو ممکن ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب اچانک آ جائے یعنی جس کے کوئی نشانات واضح طور پر معلوم نہ ہوں ایسے عذاب آ جائیں جس کی کوئی علامت ظاہر ہو جائے تو ظالموں کے سوا اور کون ہلاک ہوگا؟

انذار و تبشیر کے سوا دیگر مطالبے پورا کرنا رسالت کا کام نہیں

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ: انبیاء علیہم السلام کا اصل کام انذار و تبشیر ہے پھر جو شخص اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور اپنی اصلاح بھی کرے یعنی نیک عمل کریں اور شر سے اپنے آپ کو بچائے تو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے وہ ہمیشہ راحت میں رہیں گے، اسی طرح اگر کوئی شخص اس سے زائد چند باتیں ان سے مانگی جائیں اور ان کے موافق اسباب نہ ہوں اس لئے نہ دی جائیں تو اس سے نبی کی رسالت میں شبہ نہیں ہوتا۔

مکذبین کو سزا دینا اللہ تعالیٰ کی جاری عادت

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ: جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے؟ اور تکذیب کو شیوہ بنائیں گے تو وہ اپنی بدکرداری کی سزا پائیں گے کیونکہ وہ خدا سے تعلق توڑ بیٹھے ہیں اور مکذبین کو سزا دینا اللہ تعالیٰ کی جاری عادت ہے۔

بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتا

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ: اگر تم نبی کیلئے یہ خواص ضروری سمجھتے ہو تو یہ تمہاری غلطی ہے وہ یہ ہے

کہ اس کیلئے یہ ضروری سمجھا کہ اللہ کے تمام خزانے ان کے پاس ہیں یا کہے کہ وہ علم غیب رکھتے ہیں یا وہ فرشتہ ہے حالانکہ ان سب کی انہوں نے خود نفی کی تو فرمایا نبی کا کام یہ ہے کہ جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملے اس کی تکمیل کر کے دکھائے یعنی پیغمبر پیغام پہنچانے کے لئے آتا ہے اور وہ مامور من اللہ ہوتا ہے اس پیغام پہنچانے کے لئے لیکن اگر کوئی شخص اس پر یہ کہے کہ پھر نبی بننے کا فائدہ ہی کیا ہوا تو اس کا جواب اگلے جملے هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ میں ہے، ایک قاعدہ ہے کہ جس شخص کی آنکھوں پر جس قسم کی عینک چڑھی ہوتی ہے وہ ہر ایک کو اسی نگاہ سے دیکھتا ہے، جو زر پرست ہیں ان کی آنکھوں پر دنیا کی عینک چڑھی ہوئی ہوتی ہے جس کے پاس دنیا نہ ہوگی تو اس کو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے چاہے کتنا ہی ذی کمال ہو۔

نبی بصیر ہے اور مشرک اندھے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ: ایمان لانے کے بعد افراط وتفریط سے بچنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم غیب ہے نہ خزائن الأرض ہیں اور نہ ملک (فرشتہ) ہے تو پھر مشرک یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ پھر ہم اور آپ میں کیا فرق ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بصیر ہیں جس کے قلب پر تجلیات الٰہی اور وحی نازل ہوتی ہے ان دونوں نعمتوں سے تم محروم ہو اور یہ کہ تم لوگ اندھے ہو نبی کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، تمہیں ماننا پڑے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھتے ہیں بہشت، دوزخ تمام آسمانوں کی سیر بھی اور اسی طرح معراج کی رات سب کچھ دیکھ چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر وحی اور الہام ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بصیر ہیں اور تم سب اندھے ہو، ان چیزوں میں تم غور نہیں کرتے اگر تم غور کرتے تو تم بھی مومن ہو جاتے۔

رکوع 06

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ

اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ

جمع کیے جائیں گے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہو گا

يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ

انہیں اپنے سے دور نہ کر جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں تیرے ذمہ ان کا کوئی

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ

حساب نہیں ہے اور نہ تیرا کوئی حساب ان کے ذمہ اگر تو نے انہیں دور

شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ہٹایا پس تو بے انصافوں میں سے ہو گا۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمایا ہے تاکہ یہ لوگ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ

کہیں کیا یہی ہیں ہم میں سے جن پر اللہ نے فضل کیا ہے کیا اللہ

بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

شکر گزاروں کو جاننے والا نہیں ہے۔ اور ہماری آیتوں کے ماننے والے جب تیرے پاس آئیں

بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ

تو کہہ دو کہ تم پر سلام ہے تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے جو تم میں سے

الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ

ناواقفیت سے برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور نیک

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ

ہو جائے تو بے شک، وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اسی طرح

ع ۶ ۵ ۱۲ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ گنہگاروں کا راستہ واضح ہو جائے۔

رکوع (٦)

خلاصہ: توحید پرست ہی معیت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ہیں۔
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف ان ہی کو ملے گا جن
کے دلوں میں توحید کا خالص نور ہوگا۔)

ماخذ: وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام: ٥٢)

آپ کی معیت کے مستحق کون لوگ ہیں؟

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ: پہلے فرمایا کہ قرآن کے ذریعے وہ ایمان لاتے ہیں جو حیّ (زندہ) ہیں جن کے دل میں یہ ہو کہ قیامت ہوگی اور جن کو یقین ہے کہ ہمیں خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور اس قرآن کی روشنی میں ہمیں حساب کتاب دینا ہے، جن کی یہ حالت ہے کہ ولی و شفیع صرف خدا ہی ہے وہ آپ کی معیت کے مستحق ہیں امیر وغریب کا کوئی سوال نہیں، بلال حبشی رضی اللہ عنہ تو محبوب ہیں اور بڑے بڑے بادشاہ مردود و مبغوض ہیں حالانکہ کفار کا یہ جذبہ تھا کہ غریب کے ساتھ نہ بیٹھیں ان امیروں کو غریبوں کے ذریعے آزمایا جارہا ہے، ان کے لئے فتنہ ہے کہ غریب ایمان لائیں اور امراء بے ایمان رہیں۔

امارت وغربت رنگ وروپ معیار نہیں

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ: جو لوگ اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں تو انہیں اپنے سے دور نہ کر جو اللہ تعالیٰ کی

رہنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کی دنیا کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ خدا راضی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اصلاح باطن وتعلق باللہ کی درستگی کے ذمہ دار ہیں دنیا کے نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے حساب کا کوئی ذمہ نہیں، اس کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ ہی لے گا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حساب کا ذمہ ان پر ہے یعنی ہر کوئی اپنے حساب کا خود ذمہ دار ہوگا، کوئی کسی کا نہیں تو ان کے امیر وغریب ہونے اور رنگ وروپ کا آپ سے سوال نہیں ہوگا۔

ہمارے بیچ میں سے وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا

اسی طرح اگر آپ نے انہیں دور ہٹایا تو پھر آپ بے انصافوں میں سے ہوں گے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ محتاج وکمزور سے مسلمان تھے، بیٹھے تھے تو گزرنے والی جماعت نے ان پر طعن کیا اور کہا کہ اے محمد! تم اپنی قوم سے ان لوگوں سے راضی ہوئے، کیا یہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہمارے بیچ میں سے قریش نے کہا کہ تم ان کو دور کرو تو شاید ہم تمہاری پیروی کریں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔

نبی کی تبلیغ سے دستبردار ہونے کی وجوہات

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے کہ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ (ق:۴۵) نبی تبلیغ سے دستبردار اس وقت تک ہوتا ہے جب تک یا تو نبی کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں بلالے یعنی وصال ہوجائے یا امت کی اصلاح ہوجائے یا امت کو صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کردیا جائے، انبیاء علیہم السلام کے متبع غریب اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کے دل صاف ہوتے ہیں اس واسطے کہ دولت انسان کو گناہ میں مبتلا کردیتی ہے اور مالدار متبع اس لئے نہیں ہوتے کہ ان کے دل بوجہ گناہوں کے صاف نہیں ہوتے کیونکہ دولت ہوئی تو گناہ میں مبتلا ہوگیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے ایک شخص پانی میں چلے اور پاؤں نہ بھیگیں؟ غرض یہ ہے کہ دولت ہو تو پھر گناہ نہ ہو ایسا کم ہے۔

قرآن کی تعلیم کی وجہ سے عزت کے مرتبے

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ: جب یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ تعلیم قرآن حاصل کر جائیں اور عزت کے مرتبے پائیں گے تو خاندانی وجاہت والے لوگ ان پر تمسخر اڑائیں گے، اس وقت انہیں علم ہوگا کہ قرآن کی تعلیم کے یہ نتائج ہیں کہ ادنیٰ آدمی بھی اس کی برکت سے خدا اور انبیاء علیہم السلام کے مقرب ہو جاتے ہیں خواہ غریب ہو یا کمزور اور رضا کا تمغہ ان ہی کو ملتا ہے۔

عزت اور تقرب دولت سے نہیں ملتی

امیر کہتے ہیں کہ اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ہمیں تو پوچھتے نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اعزاز دولت کی وجہ سے ملتا ہے، وہ کہتے تھے کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف: ۳۱) آج بھی لاہور میں امراء کے لئے چیف کالج الگ ہیں اور اسلامیہ کالج الگ۔

اہل اللہ کی نواب کے مقابلے میں غریب مزدور سے محبت

میں چھوٹا تھا حضرت کی خدمت میں رہتا تھا، ایک شخص خادم تھا جس کے معاش کا ذریعہ نہیں تھا، قلعی (پیتل اور تانبے کے برتنوں کی قلعی) سیکھی تھی، غریب مزدوری کر کے آتا اور لنگر میں کام کرتا، حضرت ان سے بڑے مذاق کرتے تھے بڑے خوش رہتے تھے لاوارثوں کے وہ وارث ہوتے ہیں، وہ بھی سمجھتا تھا کہ میرے ماں باپ یہی ہیں اور ملتان کے نواب کو پیچھے ہٹاتے۔

الاعتبار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بطور فرض تلقین ہو رہی ہے دراصل علماء و بزرگوں کو بھی ہے جن کو آج کل یہ احساس تک نہیں ہوتا، غریبوں کی دلجوئی سب سے اول ہے، عوام اور امراء علماء کے جوتوں کے برابر نہیں ہوتے۔ ...... ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

سلامتی کی منشا رحمت اور اس کا نتیجہ

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: جو ظاہر و باطن خدا کے تابع بن چکے ہیں ان کو اللہ کی طرف سے سلامتی کی اطلاع و خوشخبری

دے دیجئے کہ خدا آپ سے راضی ہے اور تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے تو جو کوئی تم میں سے ناواقفیت سے کوئی غلطی کر بیٹھے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا(النساء:۳۱) کبیرہ گناہ سے تم پرہیز کرو اور صغیرہ ہم معاف کردیں گے اور پھر اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں حقوق میں کوتاہی نہ کریں تو ایمانداروں سے کہہ دیجئے کہ ساری تعلیم کی منشا فقط رحمت ہے اور رحمت ہی کا نتیجہ ہے تو وہ بے شک بخشنے والا اور مہربان ہے، وہ معاف کرنے والا ہے، اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا لما خلق اللہ الخلق فکتب فی کتاب وھو عندہ فوق العرش ان رحمتی سبقت غضبی اور اس میں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرگئی ہے۔

تعلیم صحیح کی اشاعت عامہ کے بعد مجرموں کے مسلک کی وضاحت

وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ: اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ گنہگاروں کا راستہ واضح ہوجائے تا کہ مومنین اس کے راستہ سے واقف ہوجائیں اور اپنے آپ کو اس سے بچائیں تعلیم صحیح کی اشاعت عامہ کے بعد مجرموں کا مسلک واضح ہوجائے گا۔

رکوع 07

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کہہ دو مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں

اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا کیوں کہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا

مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ

اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔ کہہ دو میرے پاس تو میرے رب کی طرف سے ایک دلیل ہے

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ

اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس چیز کو تم جلدی چاہتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ

اللہ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور وہ بہترین

الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ

فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دو اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی

لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کر رہے ہو تو اس معاملہ میں فیصلہ ہو گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے اور اللہ

بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا

ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا

هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن

کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے وہ سب جانتا ہے

وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا

اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں

رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ

میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔ اور وہ وہی ہے

الَّذِي يَتَوَفّٰكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ

جو تمہیں رات کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ إِلَيْهِ

کر چکے ہو وہ جانتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم

مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ ع ۷ ۵ ۱۳

لوٹائے جاؤ گے پھر تمہیں خبر دے گا اس کی جو کچھ تم کرتے تھے۔

رکوع (۷)

خلاصہ: مخالفین توحید سے مقاطعہ

ماخذ: قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (الانعام: ٥٦)

مقاطعہ عن الکفار کا حکم

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ: مخالفین توحید سے علی الاعلان مقاطعہ کا حکم دیا گیا ہے، اے پیغمبر! کہہ دو کہ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ دعا بھی عبادت ہے، حدیث میں ہے الدعاء ھوالعبادۃ دعا عبادت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ کسی کی عبادت کرو اور تم انہیں کہہ دو کہ میں تمہاری کفریہ خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا یعنی پیروی نہیں کرتا کیونکہ اگر میں تمہاری رسوم کی پیروی کروں گا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور راہ حق سے بھٹک جاؤں گا اور ایسے حالات میں، میں ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔

میرے دل کے اندر نور ہے جسے تم جھٹلاتے ہو

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ: میرے دل کے اندر نور ہے اور میرے پاس رب کی طرف سے ایک دلیل ہے یعنی قرآن مجید جس کا میں تابع ہوں اور یہ ایک حجت ہے جس کو تم جھٹلاتے ہو اور اس کا انکار کرتے ہو لیکن میرا کام اتنا تھا کہ تمہارے مقابلہ میں دب کر حقانیت کو نہ چھوڑوں باقی رہا یہ مسئلہ کہ میں ہلاک ہو جاؤں یا تم ہلاک ہو جاؤ تو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ تم کہتے ہو

کہ اگر ہم حق بجانب نہیں ہیں تو ہم پر عذاب نازل ہو اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے اور نہ اس کا اختیار میرے پاس ہے کیونکہ میں تو صرف اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں، عذاب وغیرہ میرے اختیار میں نہیں اور اللہ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے، اس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے، عذاب وغیرہ وہ دیتے ہیں اور وہی حق فیصلہ بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، جس طرح چاہے فیصلہ سنا دیتا ہے۔

عذاب نازل کرنا نہ کرنا میرے اختیار میں نہیں

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ: اگر میرے اختیار میں ہوتا علی سبیل الفرض تو میں فیصلہ کر دیتا یا تم پر کب کا عذاب نازل کر دیتا یعنی میں تمہاری خواہش پر تم پر کب کا عذاب نازل کر دیتا لیکن یہ میرا کام نہیں اور نہ میرے اختیار میں ہے کیونکہ میرا کام توحید پہنچانا ہے، وہ حلیم ہے اعوذ باللہ من غضب الحلیم عذاب نازل کرنا نہ کرنا اس کا کام ہے، اب باطل پرستوں کی تباہی و بربادی کا فیصلہ فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کیونکہ اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے کہ اس کو کب عذاب دے۔

مخفی رازوں سے صرف وہی واقف ہے

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ: خدا کو پتہ ہے ان ظالموں کے حال کا، اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اس کے پاس تمہارے حالات تو کیا سمندروں میں رہنے والوں کے حالات کو بھی جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے گرنا تو دور کی بات اس کے ہلنے کو بھی وہ جانتا ہے اور اسی طرح نہ کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں پڑتا ہے، اس کے جانے کے بغیر تو مطلب یہ نکلا کہ سارے جہاں کے مخفی رازوں سے فقط وہی واقف ہے، وہی ہر شخص کی نیت اور عمل کو سمجھ سکتا ہے اور اسی کو معلوم ہے کہ کون سی قوم فنا ہو گی وہ سب کو دیکھتا بھی ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اور نہ کوئی تر اور خشک چیز جو اس کے علم میں ہیں یعنی سب سے وہ باخبر ہے کہ کیا چیز خشک ہے اور کیا چیز تر ہے، یہ سب کچھ روشن کتاب میں ہے جس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

تمہارے شب وروز سے وہی باخبر ہے

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: خدا وہ ہے جس کی یہ قدرت ہے کہ وہ تمہارے شب وروز کے واقعات پر پورا قابض ہے، ایک مدت تک اس نے تمہیں دنیا میں مہلت دے رکھی ہے، اسی طرح اللہ کی قدرت میں یہ بھی ہے کہ اس کے تصرف سے رات کو فقط سانس جاری رہتی ہے النوم اخ الموت دیگر سارے حواس معطل ہو جاتے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد پھر تمہیں اٹھائے گا اور سارے حالات کا پتہ بتلائے گا، خلاصہ یہ کہ تم عذاب الٰہی جلدی چاہتے ہو مگر عذاب نازل کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور وہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

رکوع 08

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ

اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے

يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ

اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر اللہ کی طرف پہنچائیں جائیں گے جو ان کا سچا مالک ہے

الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ

خوب سن لو کہ فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا اور وہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔ کہہ دو تمہیں

يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

جنگل اور دریا کے اندھیروں سے کون بچاتا ہے جب اسے عاجزی سے اور چھپا کر

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

پکارتے ہو کہ اگر ہمیں اس آفت سے بچا لے تو البتہ ہم ضرور

الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ کہہ دو اللہ تمہیں اس سے اور ہر سختی سے بچاتا ہے

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

تم پھر بھی شرک کرتے ہو۔ کہہ دو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ

یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا

بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

مزہ چکھا دے دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں

لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ

تاکہ وہ سمجھ جائیں۔ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا ہے حالانکہ وہ حق ہے

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۭ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ

کہہ دو میں تمہارا ذمہ دار نہیں بنایا گیا۔ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ

عنقریب جان لو گے۔ اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں

فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

تو ان سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں

غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد

الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ

ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور جھگڑنے والوں کے

يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى

حساب میں سے پرہیزگاروں کے ذمہ کوئی چیز نہیں لیکن نصیحت کرنی ہے

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ

شاید کہ وہ ڈر جائیں۔ اور انہیں چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور

لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ

تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ دیا ہے اور انہیں قرآن سے

نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا

نصیحت کر تا کہ کوئی اپنے کیے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور

شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ

سفارش کرنے والا نہ ہو گا اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کیے میں گرفتار ہوئے ان کے پینے کے لیے

ع ۸ ۱۰ ۱۴ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

گرم پانی ہو گا اور ان کے کفر کے بدلہ میں دردناک عذاب ہو گا۔

رکوع (۸)

خلاصہ: قدرتِ الٰہی کے سامنے تم سب مقہور و مغلوب ہو۔
ماخذ: وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (الانعام:٦١)

درس کے آغاز میں (جملہ معترضہ)

میرے ہاں انجمن کے مطبوع قرآن میں (پہلی اشاعت) میں خلاصہ غلط لکھا ہوا ہے نویں رکوع کا آٹھویں رکوع پر لگا دیا ہے بڑی کوشش کرتے ہیں تصحیح کے لئے لیکن خدا کی شان کہ پھر بھی غلطیاں رہ جاتی ہیں انسانی کوشش کا یہی حال ہے۔

قاہر کی گرفت اور مخالفت بربادی ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ : خدا تعالیٰ کی گرفت سے کیسے بچ سکتے ہو تم پورے طور پر اس کے قابو میں ہو، صفحۂ ہستی سے مٹ کر اُسی کی طرف جانا ہے وہی تمہارا فیصلہ فرماوے گا اور اُسی کی پکڑ میں تم نے آنا ہے اور اب اُسی پکڑ پر وہ قاہر ہے، عذاب لانا اور عذاب رفع کرنا وہی کرتا ہے، جب ہر حالت میں وہ قادر ہے تو تم سب پر لازم ہے کہ اپنے خیالاتِ فاسدہ کو ترک کر کے اس کے فرمان کی تعمیل کر کے سعادت دارین حاصل کرو کیونکہ اس نے جو نظام قائم کر رکھا ہے تم اس میں مغلوب محصور ہو جو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے اور قاہر کی مخالفت میں خود اپنی بربادی ہے وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً خفیہ پولیس بھی ہے جانچ پڑتال (علاوہ ذاتی علم) کیلئے نگران مقرر کر رکھے ہیں وہ جب چاہے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ تمہاری روح قبض کر لیں، جس میں وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

نظامِ عالم میں صرف اس کا حکم

ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ: ارواح قبض کرنے کے

بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیئے جائیں گے جو ان کا سچا مالک ہے، الا لہ الحکم خوب سمجھ لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے، دعوت الی التوحید، یہ اس نظام عالم کے تمام فیصلے اُسی کے حکم سے ہوتے ہیں، تمام مخلوقات اُسی کے تابع ہیں اور وہ اخلاق و اعمال کے نتائج بہت جلد دینے والا ہے۔

مصیبت میں اس کی طرف رجوع، ٹلنے پر شرارت

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ: ہر جگہ وہی کام آتا ہے بحر و بر میں بھی وہی نجات دیتا ہے کل شیء یرجع الی اصلہ واصل کل شیء "اللہ" "لانہ ھو الخالق" ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے اور ہر چیز کی اصل اللہ ہے کیونکہ وہ خالق ہے" سیدھی طرح تو اللہ سے تعلق جوڑنے کیلئے تم تیار نہیں ہو لیکن جب مصیبت آتی ہے تو اس کے دروازے پر آجاتے ہو کہ اگر اللہ ہمیں اس آفت سے بچائے تو البتہ ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے، مصیبت آتی ہے تو اُس کے دروازے پر جاتے ہو اور اُس وقت اقرار کر لیتے ہو کہ ہم ضرور ایمان لانے والے اور شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے پھر جب مصیبت ٹل جائے تو پھر یہ لوگ انکار و شرارت کرتے ہیں۔

اپنا ایک مشاہدہ

سندھ حیدرآباد میں ایک مدرسہ تھا، مولانا سندھیؒ اس میں مدرس تھے، میں بھی وہاں تھا، نہر قریب ہی ایک فاصلہ پر تھی، ہم طالب علم جاتے اور وہاں نہاتے، پل کے نیچے کشتی نہ گزر سکتی تو ہمیں بلاتے کہ آؤ پل پکڑ کر پاؤں کو پیچھے زور دو کہ کشتی پانی میں نیچی ہو جائے اور پل کے نیچے سے گزر جائے ہمیں خوب یاد ہے جب کشتی پل کے نیچے ہو جاتی اور غرق ہونے کا خطرہ ہوتا تو یا اللہ خیر! یا اللہ خیر! کہتے جب ہی کشتی باہر نکلتی تو کہنے لگے یا پیران پیر، یا پیران پیر انسان اتنا بے وقوف اور احمق ہے۔

اللہ تمہیں ہر سختی سے بچاتا ہے تم پھر بھی شرک کرتے ہو

قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ: اللہ تعالیٰ ہی تمہیں اس سے اور ہر سختی و مصائب اور ظلمات سے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے، کوئی بھی معبودانِ باطلہ سے امید نہیں رکھتا لیکن پھر بھی تم اسی سے بگاڑ کر غیر اللہ کے ساتھ تعلق جوڑتے ہو اور شرک کرتے ہو یہ کتنی حماقت کی بات ہے۔

تین قسم کے عذابوں پر قدرت

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ: تمہیں اپنی شامت اعمال سے ڈرنا چاہئے کہ وہ ان تینوں قسموں کا عذاب دے سکتا ہے

(۱) کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیج دے مثلاً عذاب کے پتھر برسادے یا سخت آواز سے دل وجگر پھٹ جاویں یا ہوا وغیرہ بھیجے، جیسے کہ قوم عاد وثمود وقوم لوط وغیرہ پر آئے تھے۔

(۲) یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تمہیں غرق کردے یعنی زمین میں دھنسادے۔

(۳) تم میں مختلف فرقے کرادے اور ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھادے یعنی آپس میں اختلاف ہو جائے کیونکہ ہر کسی کی الگ خواہش ہوتی ہے جس سے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو جاؤ گے۔

تصریف فی الآیات

تصریف فی الآیات ایک ہی مضمون کو مختلف پیرایوں ومضامین میں بیان کرنا تو دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں اس بات سے جس پر وہ اڑے ہیں کہ وہ سب غلط ہیں۔

قرآن میں جو کچھ ہے وہ سب سچ اور بالکل ٹھیک ہے

وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ: ای مسئلة التوحید دون الشرك والباطل یعنی آپ کی قوم قرآن کی آواز کو بے حقیقت سمجھتی ہے یعنی اس میں جو اخبار ہیں اور وعدہ و وعید و دلائل قدرت و توحید مذکور ہیں ان سب کو وہ بے حقیقت سمجھتے ہیں لیکن قرآن میں جو کچھ ہے وہ سب سچ ہے اور بالکل ٹھیک ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، کہہ دو ان مشرکوں سے کہ مجھے تمہارا ذمہ دار نہیں بنایا گیا کہ تمہارے اعمال کی جزا وسزا دے دوں، میں تو فقط ڈرانے والا ہوں، عمل کرنا تمہارا کام ہے۔ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:۲۹) اور کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کردے۔

جھٹلانے والوں کے لئے بھی ایک میعاد

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: ہر چیز کی ایک میعاد ہوا کرتی ہے لہٰذا ان جھٹلانے والوں اور شرک کی طرف پلٹنے اور ختم ہونے کی بھی ایک میعاد ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ پھر ۳۶۰ بت خود گرتے چلے گئے شرک اکھڑ گیا، عنقریب جان لوگے اللہ کے فیصلہ کو اور تمہیں معلوم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کا عذاب بسبب تمہارے جھٹلانے کے ہوگا۔

کج بحثی کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے ممانعت

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ: جب ماننے کا خیال نہ ہوتو ایچ پیچ کرتا ہے اور کہتا ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور غلبہ ثابت کرتے ہیں مگر دراصل اس کی تکذیب کر کے استہزاء کرتے ہیں، خوض سطح بالائی سے نیچے گہرائی میں جانا تاکہ بدیہی بات مبہم ہو جائے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ کہ تضیع اوقات مت کرو اس قسم کج بحثی کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو جو صاف بات میں ایسی الجھنیں پیدا کریں کہ بات سے بتنگڑ بن جائے۔

اولین مخاطب نبی اور امت معیت میں

ان بے سمجھ مخالفین قرآن کے پاس ہرگز ایسے حالات و اوقات میں نہ بیٹھا کیجئے! جب کہ وہ اپنی بے سمجھی سے قرآن مجید کی کسی بات پر اعتراض کر رہے ہوں اگر اٹھنا بھول جائیں تو یاد آنے کے بعد فوراً اٹھ جاؤ کوئی معقول بات کرتے تب بھی کچھ اچھا ہوتا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ المراد منہ المشرکون (ظالمین سے مشرکین مراد ہیں) مخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امت ساری آپ کی معیت میں ہے اور اس خطاب و تنبیہ کے ماتحت ہے امت کا درجہ خطاب ہی میں بعد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب اس قسم کا ہوتا ہے وہ علی سبیل الفرض ہوتا ہے۔

پرہیزگاروں کی ذمہ داری تبلیغ

وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ: پرہیزگاروں پر اتنا ہی فرض ہے کہ ان معاندین حق کو یہ باتیں پہنچا دیں اس سے زیادہ اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے یعنی تبلیغ کا جو حق ہے وہ تو تم نے ادا کر دیا، اب جو نہیں مانتے اس کا بوجھ تم پر نہیں، نصیحت تمہارا کام ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام ہے۔

دین کو کھیل تماشا بنانے والوں سے الگ رہو

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا : جولوگ قرآن حکیم کو دستور العمل نہیں بناتے اور اپنے دین و مسلک کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے، خالق کو مخلوق بناتے ہیں یا مخلوق کو خالق یہ خود معبود بنا کر اسے خالق فرض کر لیتے ہیں تو حکم فرمایا کہ ان سے علیحدہ ہو جاؤ، ہاں دلالت علی الخیر کرتے رہنا چاہئے اور نیکی کی راہ سمجھانے سے باز نہیں آنا چاہئے۔

دنیاداری کا نشہ خدا کو بھلا دیتا ہے

وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ: دنیاداری اور دولت مندی ایسا نشہ ہے کہ آدمی کو اتنا مخمور کر دیتی ہے کہ خدا بھول جاتا ہے خدا کے سب پیغمبروں میں سلیمانؑ اور داؤدؑ متمول بادشاہ تھے لحکمتہ باقی سب مسکین، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی اس میں بڑے فوائد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ بننے یا فقیر بننے کا اختیار دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و مسکنت کو ترجیح دی اور اسی طرح ارشاد ربانی ہے کہ آپ ان لوگوں کو اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کریں تا کہ کوئی نفس اپنے کئے ہوئے اعمال میں گرفتار نہ ہو جائے تو جو کوئی نصیحت پر عمل نہیں کرے گا تو لازماً وہ گرفتار ہوگا، یہ سب اس لئے کہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا کوئی نہ ہوگا یعنی اگر اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینا چاہے تو کوئی اس عذاب سے بچانے والا مددگار نہیں ہوگا۔

دنیا بھر کا معاوضہ قبول نہیں ہوگا

وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ: دنیا بھر کا معاوضہ بھی اکٹھا کر دیا جائے اور دے دیا جائے تو بھی قبول نہیں کیا جائے گا، وہاں پر نہ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی سفارشی، یہاں پر تو کسی کو سفارش کریگا تو کام ہوگا یا رشوت دیکر یا کوئی اور ذریعہ سے اپنے آپ کو لوگوں سے بچائیگا مگر وہاں پر اپنی جان بچانے کیلئے اگر پوری زمین بھی فدیہ میں دیدے تب بھی کام نہیں آئیگا، سوائے اپنے نیک اعمال کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے میں یعنی جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا جس کے باعث گرفتار ہوئے ان کیلئے پینے کا گرم پانی ہوگا، اتنا گرم پانی ہوگا کہ وہ پئے گا تو اس کی آنتیں کٹ گریں گی، جیسا کہ حدیث میں ہے اور کفر کے بدلے دردناک عذاب ہوگا۔

رکوع 09

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

انہیں کہہ دو کہ کیا ہم اللہ کے سوا انہیں پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان دے سکیں

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى

اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی ہے اس شخص کی طرح

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ

جسے جنگل میں جنوں نے راستہ بھلا دیا ہو جب کہ وہ حیران ہو اس کے ساتھی

يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ

اسے راستے کی طرف بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس چلا آ کہہ دو کہ اللہ نے جو راہ بتائی وہی

الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ

سیدھی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے تابع رہیں۔ اور یہ کہ

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ

نماز قائم رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کے سامنے

تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے

بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ

اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا اس کی بات سچی ہے اور

لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو اسی کی بادشاہی ہو گی. چھپی اور

الشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ

ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔ اور یاد کر

اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَ

جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا بتوں کو خدا جانتا ہے میں تجھے اور

قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ

تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور ہم نے اسی طرح

اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھائے اور تاکہ وہ یقین کرنے

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ

والوں میں سے ہو جائے۔ پھر جب رات نے اس پر اندھیرا کیا اس نے ایک ستارہ دیکھا

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾

کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ

پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا

لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرے گا تو میں ضرور گمراہوں میں سے

الضَّآلِّيْنَ ۝٧٧ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ

ہو جاؤں گا۔ پھر جب آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہی میرا رب ہے

هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا کہا اے میری قوم میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا

تُشْرِكُوْنَ ۝٧٨ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ

شریک بناتے ہو۔سب سے یک سو ہو کر میں نے اپنے منہ کو اسی کی طرف

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ

متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین بنائی اور میں شرک کرنے والوں

الْمُشْرِكِيْنَ ۝٧٩ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي

میں سے نہیں ہوں۔اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں

اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

جھگڑتے ہو اور اس نے میری رہنمائی کی ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا مگر یہ

يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔـا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا

کہ میرا رب مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا

تَتَذَكَّرُوْنَ ۝٨٠ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا

ہے کیا تم سوچتے نہیں۔اور تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں حالانکہ تم اس بات سے نہیں

تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو اس چیز کو جس کی اللہ نے تم پر کوئی

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ

دلیل نہیں اتاری اگر تم کو کچھ سمجھ ہے تو (بتاؤ) دونوں جماعتوں میں سے امن

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا وقف لازم

کا زیادہ مستحق کون ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ

اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا امن انہیں کے لیے ہے اور وہی

مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع ۹ ۱۲ ۱۵

راہ راست پر ہیں۔

رکوع (۹)

خلاصہ: مسلک توحید میں اسوۂ ابراہیمی (علیہ السلام)

ماخذ: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (الانعام: ۷۴)

معاندین حق دین کو کھیل تماشا بناتے ہیں

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ:

ان معاندین حق سے جو اپنے دین کو کھیل اور تماشا بناتے ہیں کہہ دیجئے کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بے کس و عاجز ہستی کو اپنا خدا بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے بلکہ ہم تو رب العالمین کی اطاعت کو اپنے لئے باعث فخر و سعادت خیال کرتے ہیں تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم آگ کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا تھا، اس لئے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ ہندو پیپل کے درخت کی پوجا کرتے ہیں اور وہ اسی بنا پر کہ شاید ان کا کوئی دیوتا اس کی طرف منسوب ہو، کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یعنی مشرک ہو جائیں، اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی کون ایسا ہوگا کہ وہ سیدھی راہ کو چھوڑ کر گمراہی کے راستہ کو اختیار کرے۔

مجوس کو دعوت توحید

یہاں مجوس کو توحید کی دعوت دی جا رہی ہے سر دست مخاطب اولین قریش ہی ہیں، دوسرے بعد میں قریش ابراہیم علیہ السلام کو مانتے ہیں وہ ان کے جد امجد ہیں اگر یہ تمام اقوام عالم کے لئے داعی الی اللہ ہونے کے لئے تیار ہو جائیں تو قریش عرب دین پھیلا سکیں گے، جب عرب مان لیں پھر ساری دنیا مان جائے گی، قریش کے ماننے کی وجہ سے ساری دنیا کے لوگ بھی عرب کی اقتدا کریں گے۔

باطل دین کی طرف لوٹنے والے کی مثال

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: باطل دین کی طرف لوٹنے والے کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جس کو شیطان نے کسی جنگل میں بھٹکا کر سرگرداں کر دیا ہو جبکہ وہ حیران ہے اس بات سے کہ وہ نہیں جانتا کہ کہاں جائے؟ اور اس کے ساتھی راستے کی طرف اُسے بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ مگر وہ آتا نہیں، شیطان اس کو بہکاوے میں ڈالتا ہے کہ کیا کریں؟ کہاں جائیں؟ کس کے پاس جائیں؟ کچھ سمجھ نہیں آتی، حالانکہ سب کی پرورش کرنے والا رب العالمین ہے، خوف اُسی سے ہونا چاہئے کیونکہ وہ جو کچھ بناتا ہے ٹھیک بناتا ہے۔ مردمک چشم (آنکھ کی پتلی) میں بڑے بڑے مینار اور انسان کی صورت سما جاتی ہے ایک ہی زبان سے کڑوا اور میٹھا دونوں معلوم کرسکتا ہے سبحان اللہ! تو یہی حکم دیا گیا کہ ہم ایسے پروردگار عالم کے تابع رہیں اور اس کی فرمانبرداری قبول کریں اور شیطانی راستوں سے ہٹ جائیں۔

انسان کی قوت ارادی کی طاقت کا ذریعہ دعا

وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ: رب العالمین کا اصلی حکم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے مانگو، عالم میں جتنی بھی مادی قوتیں ہیں ان میں انسان کی ارادی قوت بہت ہی زبردست طاقتور ہے۔ اسی ارادی قوت کو قوی کرنے کیلئے دعا کی تعلیم کی گئی ہے دعا کی عمدہ سے عمدہ صورت صلوٰۃ ہے۔ جس میں سورۃ فاتحہ درخواست ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ایک چھوٹے سے رسالے میں یہی مضمون لکھا ہے کہ نماز فقط فاتحہ کا نام ہے۔

تخلیق کائنات کا سلسلہ جاری

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ: اس خدا تعالیٰ کے ہم فرمانبردار ہیں جو آسمان و زمین کا بنانے والا ہے اور جس دن جس وقت کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے، اس کی بات سچی ہے جس چیز کو بھی وہ حکم کرتا ہے وہ ہو جاتی ہے لہٰذا تم اس سے انکار مت کرو، اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں بھی سارے جہاں کو بنایا بعد میں بھی ہر وقت چیزیں بنا رہا ہے دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا اور وہ ہر ذرہ ذرہ کے حالات ظاہر و باطن سے پوری طرح آگاہ ہے۔

اللہ جل شانہ کی پہچان

اس چیز کو ہر شاہ و گدا ہر پیر و جوان، ہر امیر و غریب آسانی سمجھ سکتا ہے کہ انسان بے شمار چیزوں کے نام جانتا ہے اور ان کے موجود ہونے کا اسے یقین بھی ہوتا ہے مگر انہیں پہچانتا نہیں مثلاً سینکڑوں آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے اسطوخودوس اور جدوار خطائی کا نام تو سنا ہے کہ یہ دوائیں ہیں مگر انہیں پہچان نہیں سکتے ہزاروں آدمی ایسے ہیں جنہوں نے باقر خانی اور قلمہ کا نام تو سنا ہوگا کہ یہ دونوں کھانے کی چیزیں ہیں مگر پہچان نہیں سکتے علی هذا القياس اللہ جل شانہ کا نام تو مشرک اور کافر بھی جانتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کے متعلق مسلمانوں میں بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی ملیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نہیں ہے۔

نہ پہچاننے کا نتیجہ

نہ پہچاننے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کہلانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور شرک ایسی بدترین چیز ہے کہ اگر ہر قسم کے اعمال صالح مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کسی شخص کے اعمال نامہ میں موجود ہوں لیکن ساتھ ہی شرک بھی پایا جائے اور وہ شخص توبہ کئے بغیر مر جائے تو اس کے تمام اعمال صالح کی نیکی کو شرک کی لعنت کھا جائے گی اور وہ شرک کے باعث جہنم میں رہے گا اور مشرک کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔

شرک کے بجائے توحید

اگر بالفرض ایک شخص کے دل میں عقیدہ توحید صحیح طور پر پایا جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننے کا جذبہ صحیح طور پر پایا جاتا ہے مگر عمل کے لحاظ سے نیکیوں سے اس کا نامۂ اعمال خالی اور ہر قسم کے چھوٹے یا بڑے بڑے گناہوں سے بھرپور ہے تو اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی اور اس کی نجات بھی یقینی ہوگی۔ حاصل یہ نکلا کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر پہچان لے تو اس کی نجات یقینی ہے اور اگر نہ پہچانے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک مان لے تو وہ مشرک ہوگا اگرچہ بظاہر مسلمان کہلائے اور مسلمانوں کی فہرست میں نام لکھوائے اور مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کرے اور مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام مسلمانوں کی فہرست میں ہرگز شمار نہیں کیا جائے گا (نعوذ باللہ من ذالك)

ہر چیز اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے

ہر چیز اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے مثلاً شہد کے متعلق آپ کو علم ہے کہ اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور وہ ٹھوس نہیں بلکہ بہنے والی چیز ہے، وہ کپڑے میں باندھا نہیں جاتا بلکہ ڈبوں یا برتنوں میں رکھا جاتا ہے، اس کا رنگ سرخ یا سفید ہوتا ہے سیاہ کبھی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے شہد کی مکھی پھولوں کا رس چوس کر اپنے چھتے میں لا کر جمع کرتی ہے، ان صفتوں کے معلوم ہونے کے باعث آپ فوراً شہد کو پہچان لیں گے علی ھذا القیاس اللہ تعالیٰ جل شانہ کو بھی اس کی پاکیزہ صفات ہی سے پہچانا جاسکتا ہے

خدا کی بادشاہت صور پھونکنے کے بعد تمہیں نظر آئے گی

وَ لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ: فرمایا کہ اللہ کی بادشاہت تم کو اُس وقت نظر آئے گی جب صور پھونکا جائے گا، پس اس دن ظہور ہوگا اور اعلان ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المومن: ۱۶) اسی طرح اللہ تعالیٰ اس چیز سے بھی باخبر ہے جو ہماری نظروں سے غائب ہے یعنی جس کا ہم مشاہدہ بھی نہیں کر سکتے، وہ اس کا بھی علم رکھتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے وہ حکمت والی ذات ہے، وہ ہر چھپی ہوئی اور ظاہر سے آگاہ ہے کسی چیز سے وہ غافل نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا مسلک توحید

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ: ابراہیم علیہ السلام چونکہ یہود، نصاریٰ، مجوس، صابی، مسلمان ملتوں کے متفق علیہ مسلم امام ہیں تو ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ دکھاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مسلک توحید وہی ہے جو ہمارا ہے، وہ نظام عالم میں بڑی بڑی نورانی اشیاء کو علیٰ فرض التسلیم خدا بنا کر دکھاتے ہیں اور پھر ہر ایک کی بے کسی سے آگاہ کر کے ایک خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہ کی بندگی کی راہ بتاتے ہیں، لہٰذا اسی توحید ابراہیمی کی طرف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں تو (ان اقوام کو جو انہیں امام مانتی ہے) ہرگز منکر نہیں ہونا چاہیے۔

ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت کا مشاہدہ کہ سب عارضی اور تغیر پذیر ہے

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ: ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی حکومت دکھلائی کہ ان میں کسی چیز کو طاقت نہیں کہ تمہاری امداد کر سکے اگرچہ ان کی روحانیت کا اثر انسانی روح پر پڑتا ہے مثلاً جس وقت سورج نکلتا ہے تو انسان اٹھ کر کام کاج کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے الزامی دلائل

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ: اب لوگوں کے علوم کا تجربہ کرنا شروع کیا ہے کہ اگر یہ ستارے ہماری ضروریات پوری کر دیں تو ہمیں ان کو رب ماننے میں حرج ہی کیا ہے لیکن جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو کہا کہ اگر اس وقت ہمیں ضرورت پڑ جائے تو کون پوری کرے گا؟ اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ ابراہیم علیہ السلام مسئلہ توحید میں شاک (متردد) تھے تو یہ کفر ہے میرے نزدیک لان الانبیاء یکونون معصومون عن الشرک یعنی انبیاء علیہم السلام ہر صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں یہاں الزامی جواب کے طور پر علی سبیل الفرض فرمایا تا کہ وہ سمجھ سکیں، وہ خدا ہی کیا کہ جو مخلوق کو چھوڑ کر چلا جائے وہ تو حی وقیوم ہونا چاہئے کہ مخلوق کے ساتھ ہر وقت رفیق ونگران ہو خدا بھی کبھی ٹلتا اور اپنی جگہ سے ہٹتا ہے؟

ہست رب الناس رابا جان ناس　　اتصال بی تکیف بی قیاس

ہر حالت میں رہنمائے الٰہی ضروری ورنہ گمراہی یقینی

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ: چاند بھی اپنے غروب کے باعث ہر حالت میں حاجت روا ثابت نہ ہو سکا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی فرمایا کہ جب قوم نے غروب آفتاب کے بعد چمکتے ہوئے چاند کو دیکھا تو فرمایا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ لیکن جب چاند بھی غروب ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو آج میں بھی گمراہ ہوتا۔ لہٰذا اگر ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی نہیں پاؤں گا جو کہ ہر وقت رہنمائی اور دستگیری کیلئے تیار ہے تو گمراہ ہو جاؤں گا یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی نہ فرمائی تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا، حدیث میں ہے من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

سورج نظام عالم کی سب سے بڑی روشنی بھی بے بہرہ

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ: جب نظام عالم کی سب سے بڑی روشنی پہنچانے والی چیز بھی تربیت عالم سے بے بہرہ نظر آتی ہے یعنی جب وہ بھی غروب ہو جائے تو فرمایا کہ اب میری حجت تم پر قائم ہو چکی اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے معبود کس قدر ناپائیدار ہیں اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودوں سے خواہ وہ بت ہوں یا سورج، تارے، چاند وغیرہ ان سب سے میں بیزار ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حنیفیت

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور فقط اُسی کا ہو کر رہتا ہوں یعنی اسی کو صرف اپنا معبود مانتا ہوں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اصلی حنیفیت

ہماری آپس کی نا چاقی کے باعث لاہور میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کو معلوم ہی ہے اس اختلاف کے باعث ہم اپنا دین بھی برباد کر رہے ہیں اور دنیا کی تباہی بھی خرید رہے ہیں۔ آؤ! ذرا علماء کے اختلاف پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور جانچیں کہ یہ حنفی علماء کیوں لڑ رہے ہیں اور ان میں سے مسلمانوں کا سچا خیر خواہ کون ہے؟ اور حضرت امام الائمہ مولانا ومقتدانا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صحیح متبع کون ہے اور حنفیت صحیحہ کا علم بردار کون ہے؟

تقلید کا صحیح مطلب

اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ سوچو کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہمارے تمام سلف احناف رحمہم اللہ اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے کیونکہ ہم اسی کے بندے ہیں اور اس کا حکم صریح مل جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد نمبر دوم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ

ہیں۔ جب ان دونوں مقامات سے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر اجماع امت کو دیکھا جائے کہ آیا پہلے مبارک زمانوں میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی ہے اور کچھ طے پایا ہے اگر وہ مل جائے تو فبہا ورنہ پھر شرعاً قیاس کرنے کی اجازت ہے لیکن بجائے اس کے کہ انسان خود قیاس کرے اگر کسی بڑے درجے کے عالم، متقی، عابد، زاہد ماہر علوم کتاب اللہ وسنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے کہ اگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتاب یا رسول اللہ کے ارشادات کے مخالف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا تو اس کا نام تقلید ہے، سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے: اذا صح الحديث فهو مذهبی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث صحیح مل جائے وہی میرا مذہب ہے"

مسلک سے موازنہ کی دعوت

وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ وَ لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْــٴًـا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ: ہم توحید ابراہیمی کی طرف دعوت دیتے ہیں اگر تم نے نہ مانا تو ایسی قوم بنو گے جس قوم نے ان کے ساتھ ان کے زمانہ میں جھگڑا کیا تھا اور میں ان چیزوں سے نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو کیونکہ وہ بے جان ہیں وہ کسی کو نہ نفع دیتے ہیں اور نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ بے حس ہیں کسی کام کے نہیں، مجھے تمہارے معبودوں میں کسی کی پرواہ نہیں وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ میرا رب چاہے گا مجھے نفع دے گا یا مجھے نقصان پہنچائے گا، تمہارے سب معبود جمع ہو کر میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، تمہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر میرے اور اپنے مسلک کا موازنہ کرنا چاہئے، میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، ہر چیز پر اس نے احاطہ کیا ہوا ہے لیکن تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ایمان لاؤ۔

جھوٹے خداؤں سے کیا ڈرنا

وَ كَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ: تم سچے خدائے تعالیٰ سے نہیں ڈرتے مجھے تمہارے جھوٹے خداؤں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تم ہی سوچو کہ کون شخص

زیادہ امن میں ہے، ہم یا تم؟ ہم تو توحید والے ہیں، صرف ایک معبود کو مانتے ہیں اور تم تو مشرک ہو بے شمار معبودوں کو مانتے ہو، پس تم غیر کی عبادت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جو ہر چیز پر قادر اور عالم ہے۔

مستقل قانون بتلا دیا کہ عقیدۂ توحید میں شرک کا اختلاط نہیں ہو سکتا

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے ساتھ ان کا مکالمہ اور مباحثہ بیان کرنے کے بعد اللہ نے ایک مستقل قانون بتلا دیا اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے عقیدۂ توحید میں شرک کا اختلاط نہیں کیا یعنی اپنے ایمان میں ظلم نہیں کیا اور شرک کی ملاوٹ نہیں کی تو فقط وہی دائمی سزا سے بچ سکتے ہیں اور وہ امن اور راہ راستی پر ہیں۔

رکوع 10

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو

هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان

وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ

اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں اور اسی طرح

نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ لا وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى

ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ

وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ لا وَاِسْمٰعِيْلَ

اور الیاس سب نیکو کاروں سے ہیں۔ اور اسماعیل

وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى

اور الیسع اور یونس اور لوط اور ہم نے سب کو سارے جہان والوں پر

الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَ

بزرگی دی۔ اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے

اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

یہی لوگ تھے جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی تھی

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا

پھر اگر مکہ والے ان باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے ان باتوں کے ماننے کے لیے ایسے لوگ مقرر کر دیئے

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ

جو ان کے منکر نہیں ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ

سو تو ان کے طریقہ پر چل کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا یہ تو جہان والوں

هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع ۱۰/۸/۱۶

کے لیے محض نصیحت ہے۔

رکوع (۱۰)

خلاصہ: مسئلہ توحید میں ہمارا مسلک وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا تھا۔

ماخذ: (۱) وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (الانعام: ۸۳)

(۲) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۗ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (الانعام: ۸۴)

(۳) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام: ۸۸)

(۴) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ (الانعام: ۹۰)

حجت ابراہیمی

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ:

اپنی قوم پر اتمام حجت کرتے ہوئے یہ دلیل ہم نے ان کو سمجھائی کہ تم نقلی، مصنوعی اور فرضی خداؤں سے ڈرتے ہو تو میں حقیقی الہٰ اور خدا سے کیوں نہ ڈروں؟ تو جب انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے مقاطعہ کیا اور مصائب سفر اٹھائے تو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء علیہم السلام انہی کی پشت سے جاری رکھا اور ہر ملت والے ان کو مقتدا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کرتے ہیں اور جس کو چاہیں بلند نہیں کرتے بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے۔

ابراہیمؑ کو اقارب داعزہ سے قطع تعلق پر انبیاءؑ کا خاندان دیا گیا

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ: چونکہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا کی محبت اور عشق میں مشرکین اعزہ سے قطع تعلق کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین خاندان عطا کیا جن میں بیسیوں انبیائے کرامؑ پیدا ہوئے، جس میں دو صاحبزادے نبی بن کر آئے ،سبحان اللہ! جس باپ کے بیٹے خلف الرشید ہی ہیں وہ بھی ملک چلا رہے ہیں، نوح علیہ السلام پہلے نبی الدعوۃ ہیں، وہاں سے کڑی اس لئے ملائی کہ ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے مسلک توحید پر ہیں جو قربانیاں ابراہیم علیہ السلام نے مسلک توحید کیلئے دیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

نارِ نمرود میں بھی ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی

آگ میں ڈالتے وقت ساری کائنات کی پیشکشوں کو ٹھکرایا کہ مجھے تیری خدمت کی ضرورت نہیں، جبریل علیہ السلام کو بھی کہا یکفینی عن سوالی علمہٗ بحالی ہر فرشتہ موکلین کی خدمت قبول کرنے سے بھی انکار کرتے ہیں الدعاء خواندن یعنی بلانا ہے مگر بلایا اُس کو جاتا ہے جو دور ہو اور اللہ تو قریب ہی ہیں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق:١٦) اللہ کیلئے ایک وجود قربانی کیلئے پیش کر دیا خدا نے نبوت ان کی اولاد میں ہی لکھ دی، پوتے، پڑپوتے آخر تک انبیاء علیہم السلام کر دیئے، اسلئے تمام انبیاء علیہم السلام کا مسلک متفق علیہ ہے، یہ ہے جزاء واحسان اوراحسان سے مراد کفر کو ترک کر دینا ہے جو اللہ تعالیٰ نے توحید پرستی کی برکت سے عطا فرمائی۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی باقی مخلوقات پر فضیلت

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ: حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہوئے اور ہر ایک ان میں سے صالحین بندوں میں سے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت یسع علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام یہ وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سارے جہان والوں پر فضیلت حاصل ہے، یعنی سارے انبیاء علیہم السلام

پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اُن کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی، متعدد حضرات انبیا علیہم السلام کے اسماء گرامی ذکر کر دیئے گئے ہیں، ان کے آباؤ اجداد اور ان کے اعزہ کرام میں سے اور بھی بہت سے بندے ایسے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائی، یہ وہ حضرات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سارے جہان والوں پر فضیلت ہے۔

پیغمبروں کا متفق علیہ صحیح راستہ توحید

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: یہ ہے صحیح راستہ یعنی یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اس پر چلاتا ہے، یہ پیغمبروں کا متفق علیہ مسلک توحید ہے جو پہلے بیان ہوا پس یہ علی سبیل الفرض ہے کہ اگر یہ بھی معاذ اللہ خدانخواستہ شرک کا ارتکاب کرتے تو ان سے بھی رحمت ہٹادی جاتی اور بارگاہ الٰہی میں انکی کوئی قدر و منزلت باقی نہ رہتی لیکن وہ اعلیٰ درجے کے توحید پرست تھے ہم ان کے تابع ہیں۔

دل و جان سے قربان ہونے والی جماعت

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ: یہی وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعامات خاصہ نبوت وغیرہ عطا ہوئے ہیں یعنی انہیں آسمانی کتابوں اور حکمت الٰہیہ سے بھی اور نبوت جیسی عظیم نعمت سے بھی نوازا گیا، پس اگر تیری قوم و مخاطب انکار کرے اس مسلک صحیح کی تو پرواہ نہ کیجئے! ہم نے ایسی جماعت بھی پیدا کر دی جو دل و جان سے قربان ہوتے ہیں انکار نہیں کرتے اور وہ جماعت انصار و مہاجرین وغیرہ کی ہے یہ لوگ ہمیشہ اس کی پیروی کریں گے۔

اعلان حق پر کسی مزدوری کا خواہاں نہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ: یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، تمہیں ان کے طریقے پر چل کر انہی مقدس بزرگوں کی اتباع کرنی چاہیے اور انہیں معاف کر دیجئے کہ میں اعلان حق پر تم سے کسی مزدوری کا خواہاں نہیں ہوں یعنی کچھ نہیں مانگتا، قرآن مجید کے عوض یا راہِ مستقیم کے عوض کچھ اجرت کیونکہ یہ تو جہاں والوں کے لئے محض نصیحت ہے۔

رکوع 11

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور انہوں نے اللہ کو صحیح طور پر نہیں پہچانا جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر

عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ

کوئی چیز نہیں اتاری ان سے کہہ دو وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے

جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

وہ کس نے اتاری تھی جو لوگوں کے واسطے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم نے

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا

ورق ورق کرکے لوگوں کو دکھلایا اور بہت سی باتوں کو چھپا رکھا اور تمہیں وہ چیزیں

لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ

سکھائیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا نہیں جانتے تھے تو کہہ دو اللہ ہی نے اتاری تھی پھر

فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

انہیں چھوڑ دو کہ اپنی بحث میں کھیلتے رہیں۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ

برکت والی ہے ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو

الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے یا یہ کہے کہ

اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ

مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ اتری ہو اور جو کہے

سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

میں بھی ایسی چیز اتار سکتا ہوں جیسی کہ اللہ نے اتاری ہے اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم

فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ

موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے

اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ

کہ اپنی جانوں کو نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ

اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔ اور البتہ تم ہمارے پاس

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ

ایک ایک ہوکر آگئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا

مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ

وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ ان کی سفارش

شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ

تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے اور جو تم خیال کرتے تھے

تَزْعُمُوْنَ ۹۴ ع

وہ سب جاتا رہا۔

رکوع (۱۱)

خلاصہ: قرآن حکیم متفق علیہ توحید کی طرف داعی ہے۔

ماخذ: وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (الانعام: ۹۲-۹۳)

قرآن تورات کا مصدق ہے تو اس سے اعراض نہیں کرنا چاہئے

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا تھا کہ توحید میں ہمارا مسلک ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام والا ہے، اب اس رکوع میں یہ ہے کہ قرآن اس متفق علیہ توحید کا مصدق ہے اور متفق علیہ توحید صرف قرآن کریم میں ہے اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کو معمول بہ بنایا جائے، اس لئے جس مقصد کے لئے تورات نازل ہوئی ہے قرآن مجید بھی اسی مقصد کیلئے ہے، اس توحید کو اگر حاصل کرنا چاہتے ہو تو اتباع کتاب اللہ کرو اور تورات بھی اسی مقصد کے لئے بھیجی گئی تھی اور قرآن مجید تو تورات کا مصدق ہے لہٰذا یہود کو اس سے اعراض نہیں کرنا چاہئے۔

مخالفین لاجواب ہو کر ہر آسمانی کتاب سے انکار کر بیٹھے

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ: مخالفین توحید چونکہ

دلائل قرآن سے لاجواب ہو چکے ہیں، اب سرے سے اس قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے منکر بنتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے کسی انسان پر کوئی کتاب بھیجی ہی نہیں حالانکہ یہ خدا کو صحیح طور پر پہچانتے نہیں کہ خدا نے کس چیز کو نازل کیا، یہ یہودی جاہل ہیں اور تجاہل عارفانہ کرتے تھے بے ایمان ہیں اللہ کی حق تلفی کرتے ہیں، یہ حق تلفی کی علامت ہے کہ تکذیب قرآن کرتے ہیں۔

اللہ کی طرف سے منہ توڑ جواب

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ: آپ ان سے پوچھئے کہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات کس نے نازل کی؟ یعنی یہ کہ جو کتاب موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے وہ کس نے اُتاری تھی جو لوگوں کے واسطے روشنی اور ہدایت تھی یعنی مشکلات حل ہونے اور شبہات کو تاریکی سے دور ہونے میں اس کتاب سے روشنی لی جاتی تھی، جسے تم ورق ورق کر کے لوگوں کو دکھلاتے تھے یعنی جو تمہاری خواہش کے مطابق تھے اس کو لوگوں پر ظاہر کرتے اور اسی طرح بہت سی ان باتوں کو چھپا رکھتے تھے جو تمہاری خواہشات کے مطابق نہیں تھیں تو کیا وہ آسمانی کتاب نہیں ہے؟ اور تمہیں قرآن مجید میں وہ چیزیں سکھائی گئیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا نہیں جانتے تھے اور تم آپس میں جھگڑتے تھے تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اتاری تھیں پھر انہیں چھوڑ دو ان کی جہالت اور گمراہی میں تا کہ وہ اپنی بحث میں کھیلتے رہیں اور بے ہودہ باتیں کرتے رہیں۔

قرآن پچھلی تمام آسمانی کتابوں کا مصدق

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا: یہ قرآن بھی اسی خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہوا ہے جو بابرکت کتاب ہے اور تصدیق کرنے والی ہے، جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور اس کی تعلیم متعلقہ توحید نیز دوسرے اصول پہلی آسمانی کتابوں سے بالکل متحد ہیں، یہ قرآن عرب کے ام القریٰ (مکہ معظمہ یعنی مرجع القریٰ) اور اس کے گردونواح کے رہنے والوں کی اصلاح کیلئے نازل کیا گیا ہے۔

مبارک قرآن مجید کی صفت

مُبٰرَكٌ قرآن مجید کی ایک صفت اس کا مبارک ہونا بھی بیان فرمایا ہے، اس آیت

مبارک میں پہلی چیز یہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے۔ آج تمام زمین پر کسی قوم کے ہاتھ میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ میں نے اس کو نازل فرمایا ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب موجود ہے دوسری چیز یہ ہے کہ اس مقدس صحیفے کو بابرکت فرمایا گیا ہے۔

انسان کو برکت کی ضرورت

انسان کو برکتوں کی ضرورت ہے دنیوی حاجتیں برکت کی محتاج ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس مقدس قرآن کی بھی بڑی برکتیں ہیں مثلاً ایک شخص کسی مسجد میں بیٹھ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دنیا کے تمام وسائل سے قطع تعلق کر کے بیٹھ جائے اور مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو فقط ناظرہ قرآن مجید پڑھانا شروع کر دے اور نہ کسی سے طمع رکھے اور نہ کسی سے مانگے یہ ممکن ہے کہ ابتداء میں آزمائش کے طور پر فاقوں تک بھی نوبت آئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس امتحان میں کامیاب ہو گیا تو اس پر خدا تعالیٰ کے فضل سے وسعت رزق کے دروازے کھل جائیں گے اور بقول شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس شخص کی برکت کیلئے ملاء سافل مامور کر دیئے جائیں گے کیونکہ وہ پاک ہستیاں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس لئے ان سے پردہ بھی نہیں ہے، اس لئے بندے کے گھر میں پتہ بھی لگا سکتے ہیں کہ آج اس شخص کے گھر میں کس چیز کی ضرورت ہے وہ پھر جس شخص کو اس کی خدمت کا اہل سمجھیں گے اس کے دل میں یہ جا کر یہ خیال ڈالیں گے کہ چلو فلاں شخص کے گھر میں فلاں چیز جا کر دے آؤ، اسی طرح خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ کے قرآن پاک کی خدمت کرنے والوں کی ضرورتیں تادم زیست پوری ہوتی رہیں گی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (حدید: ۲۱)

انسان، جسم اور روح سے مرکب

انسان جسم اور روح کے مرکب کا نام ہے، جسم زمین سے پیدا شدہ چیزوں سے بنتا ہے، مثلاً سبزی، ترکاری، اناج، میوہ جات، انسان کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں انسان کا بیج (منی) پیدا کرتا ہے، جو عورت اور مرد کے وجود میں پیدا ہوتی ہے، پھر ان دونوں کی منی ملنے سے انسان کا وجود بنتا ہے حمل کے چوتھے مہینے کے پورا ہونے پر انسان کا وجود بن کر مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد روح آسمان سے لائی جاتی ہے اور اس ڈھانچے میں ڈال دی جاتی ہے تب بچہ ماں کے پیٹ میں پلنے لگ جاتا ہے۔

انسان کیلئے عملی نمونہ قرآن مجید

جسم یہاں کی چیزوں کی پیداوار ہے اور روح عالم روحانیت سے آئی ہوئی ہے، جسم چاہتا ہے کہ ہر وقت میری ضروریات کے پورا کرنے میں انسان مصروف رہے، اور روح چاہتی ہے کہ میری ضروریات کیلئے بھی وقت کا معتد بہ حصہ نکالا جائے، اللہ تعالیٰ چونکہ دونوں کا خالق ہے، اور دونوں ہی کی ضروریات کو پورا کرنے کا کفیل اور ذمہ دار ہے اس لئے اس نے دونوں کے لئے ایک عملی پروگرام آسمان سے بنا کر نازل فرمایا ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ دونوں کی ضروریات پوری کی جائیں مثلاً صبح سویرے اٹھ کر انسان نے نماز فجر ادا کی، گویا روحانیت کو غذا کھلا دی گئی، جب ناشتہ کا وقت آیا، تو جسم نے کہا کہ میرے کھانے کا وقت آ گیا ہے، روح نے کہا کہ بے شک کھالو، مجھے کوئی عذر نہیں، کام کرتے کرتے تھک گیا تو ذرا آرام کیا اور دوپہر کا کھانا کھایا، روح نے کہا کھالو، زوال کے بعد جب رحمت الٰہی کے دروازے کھلے روح نے کہا کہ اب میرے کھانے کا وقت آ گیا ہے جسم نے کہا کہ بے شک نماز پڑھ لو مجھے کوئی عذر نہیں، علی ھذاالقیاس سارے دین کی روح یہی ہے کہ دونوں چیزوں کی ضرورت کا لحاظ رکھا جائے، اللہ تعالیٰ کے اس تجویز کردہ پروگرام کے اتباع ہی کا نام مذہب کی پابندی ہے۔

حیوانات اپنے محسن کے احسان منداور تابعدار

اپنے محسن کے ممنون احسان ہونے کا یہ جذبہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے، حیوانات میں سے چرندے تو بجائے خود رہے، درندوں میں بھی پایا جاتا ہے، مثلاً کتا دراصل ایک درندہ ہے، اس کی عادت کو ملاحظہ فرمائیے! جب مالک اسے بلاتا ہے تو آواز سنتے ہی اٹھ کر دوڑتا ہے، روکھے سوکھے ٹکڑے کھا کر دن رات مالک کے دروازے کی پاسبانی کرتا ہے، آدھی رات کو مالک سفر سے آئے تو اس کے استقبال کیلئے سر جھکائے دم ہلاتے ہوئے آتا ہے چڑیا گھر میں شیر پنجرے میں بند ہوتا ہے اور جو شخص اس کو خوراک دیتا ہے جب وہ خادم پنجرے سے باہر کھڑا ہو کر اسے بلاتا ہے تو لیٹا ہوا بھی ہو تو اٹھ کر پنجرے کے ساتھ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ خادم اس کے پیٹھ اور سر پر ہاتھ پھیرتا ہے، شیر بکری کی طرح چپ چاپ کھڑا رہتا ہے کیا یہ درندے کی طرف سے اپنے محسن کا شکریہ نہیں ہے، علیٰ ھذاالقیاس انسان میں ممنونیت کا جذبہ بدرجہ اتم واکمل رکھا گیا ہے

لہٰذا انسان کا یہ انسانی فرض ہے کہ جس خدا تعالیٰ نے اس مٹی سے لے کر مختلف طریقوں سے ترتیب دے کر انسانی شکل میں ماں کے پیٹ میں مکمل کر کے اس میں روح ڈال کر ماں کے پیٹ سے زندہ نکالا ہے، پھر اسے زندگی کے ہر لمحہ میں اس کی ضروریات کو پورا کرنے کا سامان بہم پہنچایا ہے، اس (اللہ تعالیٰ) سے اپنی زندگی کا پروگرام دریافت کرے اور اس کی پوری تابعداری کرے، اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون کی تابعداری کرنے کا نام مذہب کی پابندی ہے۔

بچوں میں بھی احساسات کی موجودگی

انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز کی ضرورت محسوس کرتا ہے اس کے حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا ہے آپ نے بارہا دیکھا ہوگا، کہ نو دس ماہ کا بچہ جب گھٹنوں کے بل چلنا سیکھ جاتا ہے اسے آپ دیکھیں گے کہ ایک طرف کو چلتا ہے زبان سے کچھ نہیں بولتا مگر اس طرف جانے سے پہلے اپنا مقصد سوچ لیتا ہے، مثلاً کوئی خوبصورت کھلونا اسے نظر آتا ہے اس کو اٹھانے کیلئے جاتا ہے، وہ کھلونا پکڑ کے لایا پھر ایک اور چیز دیکھی پھر اس کی طرف چل نکلا، علیٰ ہذا القیاس، سارا دن گھومتا اور چیزوں کو اٹھاتا پھرتا ہے، معلوم ہوا کہ ایک بے سمجھ بچے کو بھی یہ احساس ہے کہ پہلے مقصد مقرر کرنا ہے پھر قدم اٹھانا ہے، علیٰ ہذا القیاس

حیوانات میں احساسات کی موجودگی

حیوانات میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے کہ جس وقت حیوان کسی طرف جانے کا رخ کرتا ہے تو پہلے اس کی طرف جانے کا مقصد ضرور سوچ لیتا ہے، مثلاً کہیں سبز گھاس پڑی ہوئی دیکھی اس کو کھانے کیلئے ادھر رخ کر کے جا رہا ہے، تو کیا اللہ نے ہر دور اور ہر زمانہ میں کروڑہا انسان ویسے ہی پیدا کئے تھے جن کے پیدا کرنے کی کوئی مصلحت اور کوئی حکمت نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق یہ خیال کرنا بھی سخت گناہ ہے، اس لئے اس خیال باطل کی قرآن مجید میں خود تردید فرمائی ہے، اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المؤمنون: ۱۱۵) ''سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے''۔

انسان نکما نہیں

اللہ نے ہر دور کے کروڑہا انسانوں کو نکما پیدا نہیں کیا بلکہ ان کے متعلق کوئی کام ضرور تجویز شدہ ہے، جب مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اس کے دل میں ضرور یہ

خیال اور تجویز پیدا ہوگی کہ میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کروں گا کہ اے میرے خالق! جب تو فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو نکما پیدا نہیں کیا تو پھر ارشاد فرمایا کہ میرے ذمہ کون سا کام ہے؟ انسان کے اس سوال کا جواب بھی فقط اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے، کیونکہ انسان تو اتنا عاجز ہے کہ اپنی ہی نوع انسان کے دل کی بات بھی معلوم نہیں کرسکتا، جب تک کہ دوسرا انسان اپنے منہ سے نہ بتلائے، مثلاً ایک آدمی کسی دوست کی دعوت کرتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے کہ آپ کی مرغوب طبع کون سی چیز ہے تاکہ وہی پکائی جائے، مثلاً بعض آدمی نمکین چیز پسند کرتے اور بعض کو میٹھی چیزیں زیادہ مرغوب ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا مافی الضمیر کا معلوم کرنا بھی اسی پر قیاس کر لیجئے کہ جب تک وہ خود نہ بتلائے کہ میں نے کس کام کیلئے انسان کو پیدا کیا ہے انسان اپنے اس مقصد حیات کو نہیں پاسکتا، اللہ کی طرف سے انسان کو مقصد حیات سمجھانے کیلئے قرآن مجید نازل ہوا ہے۔

انسان کی صحیح رہنمائی فقط اللہ اور رسول ہی کرسکتے ہیں

دنیا کے تمام انسان جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں ایک وہ جواب اسی جہاں میں بسر کر رہا ہے اور دوسری وہ جو مرنے کے بعد پیش آنے والی ہے لہٰذا انسان کی خیر خواہی یا انسان کی صحیح رہنمائی وہی کرسکتا ہے جس کی نظر انسان کی دونوں زندگیوں پر ہو اور وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی ہوسکتا ہے یا انبیاء علیہم السلام ہی ہوسکتے ہیں مثلاً ہمارے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں ان دو کے سوا دوسرے رہنما سب فیل ہوں گے۔

آج کل دیکھ لیجئے! دنیا میں امپریلزم، کمیونزم، سوشلزم کا طوطی کئی ملکوں میں بول رہا ہے مگر کیا کسی ازم میں انسان کی دوسرے جہاں کی زندگی پر بھی نظر ہے اور کیا ان ازموں کو چلانے والوں کو یہ خبر ہے کہ مرنے والے ہیں تاکہ انسانوں کیلئے ایسا پروگرام بنائیں جو بعد از موت پیش آنے والے حالات سے بھی انسان عہدہ برآہ ہو سکے اور کیا کوئی دنیا کا فلاسفر یا سائنس دان موت کے بعد پیش آنے والے حالات کے لئے کوئی رہنمائی کرسکتا ہے، ہرگز نہیں لہٰذا ثابت ہوگیا کہ انسان کی تمام پیش آنے والی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر فقط ایک اللہ تعالیٰ کی رہنمائی پیغمبر کی زبان مبارک ہی سے انسان تک پہنچے گی۔

آخرت کی کامیابی کا کفیل

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ: جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں، قرآن مجید آخرت کے امتحان میں کامیاب ہونے کیلئے کفیل ہے اور وہ پروگرام بتاتا ہے جس میں آخرت کی کامیابی ہو اور اس غرض کے لئے دنیوی معاملات پر بھی کنٹرول رکھتا ہے لہٰذا مشرکین کو دعوت دی جاتی ہے کہ قرآن پر عمل تمہاری شفاعت کا باعث ہوگا، وہاں شرکاء تمہاری شفاعت نہیں کرسکیں گے بہرحال آخرت پر ایمان لانے والے اپنی ہی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اہم الاعمال الصلوٰۃ قال عمر رضی اللّٰہ عنہ ان اہم امورکم عندی الصلوۃ فمن اقامها فقد اقام الدین ومن اضاعها فهو لما سواها اضیع نماز دن میں پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور تمہارے اعمال میں اہم ترین عمل نماز ہے جس نے اسے قائم کیا تو دین کو قائم کیا، جس نے اُسے ضائع کیا اس نے سارا دین ضائع کیا۔

ظلم کے تین درجے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ: اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے اس بجہ سے کہ کوئی نبوت کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ نبی نہ تھا یہاں پر تین درجے ظلم کے بیان کئے گئے ہیں، پہلا افتَرٰی یعنی کوئی بات نبی کو بذریعہ وحی نہ ملی ہو لیکن کہہ دے کہ بذریعہ وحی ملی ہے، دوسرا غیر نبی نبوت کا دعویٰ کرے، تیسرا کوئی شخص دعویٰ کرے کہ میں بھی کسی کو نبی بنا سکتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بفضلہٖ تعالیٰ ان ظلموں سے پاک ہیں، ان معاندین حق کو غور کرنا چاہئے کہ کہیں ان جرائم میں سے کسی جرم میں مبتلا تو نہیں ہیں؟

ظالمین کی موت تصویر کا دوسرا رخ

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ: جو نہیں مانیں گے وہ بھی سنیں، یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے اگر تو دیکھے کہ جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو تا کہ ہم ان کو قبض کرلیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے

کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹی باتیں کہتے تھے، جھوٹا دعویٰ نبوت اور وحی کے اور اس کی آیات ماننے سے تکبر کرتے تھے یعنی ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔

آبِ حیات میں زہر ملانے والے پوری انسانیت کے قاتل

ایک آدمی کے قتل کرنے میں تو ایک کی زندگی فنا ہو جاتی ہے اور جو چیز کائنات انسانیت کے لئے بمنزلہ آبِ حیات کے تھی، جس پر کروڑوں آدمیوں کی زندگی کا مدار تھا اس میں اگر کوئی زہر ملا دے یا اُسے بند کر دے تو ایسے آدمی کی سزا کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا، ابتدائے رکوع میں یہ تھا کہ خداوند تعالیٰ کی بے قدری نہ کرو بلکہ تمسك بكتاب الله کر کے اللہ تعالیٰ کی قدر کرو اور آخری رکوع میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ترك تمسك بكتاب اللہ سے انجذاب الى الشرك اور انجذاب الى الشرك سے عذابِ الٰہی ہوگا۔

معاندین حق کا سب کچھ خاک میں مل گیا

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ: معاندین حق اور مخالفین توحید سے مرنے کے بعد کہا جائے گا کہ تم ہمارے ہاں تنہا حاضر ہوئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے دیا تھا وہ تم اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو یعنی تمہاری نشے کی چیزیں دنیا کے جاہ و مال دولت عیش و عشرت سب خاک میں مل گئے ہیں اور ہم تمہارے ساتھ ان سفارش کرنے والے کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں یعنی تمہارے معبودانِ باطلہ لات و عزیٰ وغیرہ سب وہیں رہ گئے جو تمہارے مرغوب عقیدے والے تھے جس کو تم اللہ کے شریک بناتے تھے وہ اب تمہاری سفارش کرنے کیوں نہیں آئے؟

رشتے اور غلط عقیدے خاک میں مل گئے

تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے یعنی تمہارے رشتے ٹوٹ گئے ہیں اور معبود باطلہ کے ساتھ جو تعلق تھا وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور جس کا تم خیال و گمان کرتے تھے وہ سب جاتا رہا، وہ معبودان باطلہ تمہیں نفع نہیں دیں گے اور جس چیز پر تم عقیدے رکھتے تھے وہ سب خاک میں مل گئے۔

رکوع 12

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا ہے مردہ سے

الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى

زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ نکالنے والا ہے اللہ یہی ہے پھر کدھر الٹے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ج وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

پھرے جا رہے ہو۔ وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے آرام کے لیے رات بنائی

وَّالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

اسی نے چاند اور سورج کا حساب مقرر کیا ہے یہ غالب جاننے والے

الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ

کا اندازہ ہے۔ اور اسی نے تمہارے لیے ستارے بنائے ہیں تاکہ ان کے ذریعے

لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا

سے جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کر سکو تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔ اور اللہ وہی ہے جس نے ایک شخص سے

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا

تم سب کو پیدا کیا پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ تحقیق ہم نے کھول کر

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ

نشانیاں بیان کر دی ہیں ان کے لیے جو سوچتے ہیں۔ اور اسی نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا

پانی اتارا پھر ہم نے اس سے ہر چیز اگنے والی نکالی پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی

مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ

جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے اور انگور اور

الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا

زیتون اور انار کے باغ آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی ہر ایک درخت کے پھل کو دیکھو

اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ

جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان چیزوں میں ایمان

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ

والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور اللہ کے شریک جنوں کو ٹھہراتے ہیں

خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ

حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے اور جہالت سے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۲ ٦ ۱۸

وہ پاک ہے اوران باتوں سے بھی بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

رکوع (۱۲)

خلاصہ: جس خدا تعالیٰ کی طرف ہم نے تمہیں دعوت دی ہے اس کی قدرت کے کرشموں کی تفصیل کو دیکھ کر چاہئے تو یہ تھا کہ سبق توحید میں پختہ کار ہوتے لیکن بجائے توحید کے اللہ تعالیٰ کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔

ماخذ: (۱) اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (الانعام:۹۵)

(۲) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (الانعام:۹۶)

(۳) وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (الانعام:۹۷)

(۴) وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (الانعام:۹۹)

(۵) وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانعام:۱۰۰)

نباتات، ذوی الارواح کی فنا وبقا اللہ کے ہاتھ میں

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ

اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ: یہاں سے کرشموں کی تفصیل شروع ہوتی ہے یعنی خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے قبضہ میں نباتات کی فنا و بقاء کی باگ ہے اور ذوی الارواح کی احیاء اور اماتت بھی اسی کے اختیار میں ہے اور انقلابات بھی اس کے اشارہ سے آتے ہیں۔

اللہ کی صفت خلق اور صفت تدبیر

یا یوں کہا جائے کہ خدا تعالیٰ کے جو اوصاف ہمیں نظر آتے ہیں ان میں سب سے پہلی صفت خلق ہے جس میں کسی شخص کو کلام نہیں دوسری صفت تدبیر ہے یعنی بہتر سے بہتر راستے پر دنیا کو چلانا اس دوسرے حصہ میں مذاہب غلطی کرنے لگ جاتے ہیں کہ کسی فرشتے یا نبی کو تدبیر کا مالک مان لیتے ہیں اور پھر اس کی عبادت سے انہیں عار نہیں آتی، اب ان آیتوں میں چند چھوٹے واقعات تدبیر کے بیان کر دئے جاتے ہیں کہ جب یہ کام بھی وہ خود کرتے ہیں تو باقی کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

ارضی وسماوی تدابیر

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ: شب و روز کا تغیر اور اس کے اسباب اس کے قبضہ میں ہیں، پہلی آیت میں ارضی تدبیر کی طرف اشارہ تھا اور اس میں سماوی تدبیر کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو صبح کو تاریکیوں سے نکالنے والی ہے اور اس نے آرام و راحت کیلئے رات بنائی، لوگ دن بھر کام کرنے کے بعد رات کو آرام کرتے ہیں، رات سے راحت و سکون حاصل کرتے ہیں، اللہ وہ ذات ہے جس نے چاند اور سورج کا حساب مقرر کیا ہے یعنی اس کی رفتار مقرر کی ہے تا کہ دن اور رات ایک وقت پر مقرر رہو، یہ جو مذکور ہوا اس کے مقرر کرنے والی ذات ایسا پروردگار ہے جو غالب ہے اپنی بادشاہت میں جو یہ سب مقرر کرتے ہیں۔

جسمانی اور روحانی رہنمائی کے اسباب

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ: جسمانی رہنمائی کے اسباب بھی اسی سے ہیں، ستارے اس لئے پیدا کئے ہوئے ہیں کہ ان کے پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ ظلمات بحر و بر میں تمہاری رہنمائی کے نشان بنیں یعنی کوئی مسافر سفر کے دوران اس سے فائدہ اٹھائے اس کے بغیر جنگل میں، ریگستان میں راستے کا

پتہ نہیں چلتا، اکثر مسافر نقصان اٹھاتے ہیں یعنی اس سے راستہ بھٹک جاتا ہے، اس لئے کہا گیا کہ یہ ستارے تمہارے نفع کے لئے پیدا فرمائے ہیں، اس غرض سے پیدا نہیں فرمانے کہ تم انہیں خدا بنالو، اسی طرح تمہاری روحانی رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام پیدا فرمائے تا کہ تم کسی اور جگہ بھٹک نہ جاؤ اور ان ستاروں کو اپنا معبود نہ بنا بیٹھو۔

تدبیر الٰہی کی پابند کائنات کو خدا بنانا زیب نہیں دیتا

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ: تمہارا موجد بھی وہی ہے، جس شخص کی پیدائش تمہارے سامنے ہوتی ہے اور مر کر یہیں دفن ہوتا ہے اس کو کیسے خدا بنا لیتے ہو؟ حالانکہ تم سب کو ایک ہی شخص سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے، پس ایک تو تمہارا ٹھکانا یعنی ماں کے رحم میں کچھ مدت کیلئے امانت کے طور پر رکھا ہے، بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ان لوگوں کیلئے جو سوچتے ہیں اور سمجھ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر، حاصل یہ ہوا کہ چاند ستارے وغیرہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی پابند ہیں، اس لئے خدا بنانے کے قابل نہیں، یہ سب مخلوقات ہیں اور مخلوقات کو خالق ماننا یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

جسمانی بقاء کے اسباب اس سے ہیں

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ: اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تدبیر کا کرشمہ یہ ہے کہ پہلے تمہیں بنایا، رہنے کے لئے ٹھکانا عطا فرمایا، کھانے پینے کی اشیاء پیدا کرنے کے لئے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر اس سے طرح طرح کے رزق بہم پہنچائے یعنی زمین سے ہرا اُگنے والی چیز نکالی باغات پودے وغیرہ پھر اس سے سبز کھیتی نکالی، جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں یعنی سبز ہونے کے بعد وہ پک جاتے ہیں اور اسی طرح کھجور کے شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے پیدا فرمائے اور اسی طرح انگور اور زیتون اور انار کے باغ پیدا فرمائے، یہ آپس میں ملتے جلتے بھی ہیں اور جدا جدا بھی ہیں، اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ ہر درخت کے پھل دوسرے

درخت کے پھل سے الگ، مزہ بھی الگ اور رنگ بھی الگ، یہ سب اللہ کا تم پر احسان ہے اگر تم سمجھتے ہو، پس یہ ساری چیزیں ایمانداروں کے لئے موجب ہدایت بن سکتی ہیں یعنی تمہاری جسمانی بقاء کے اسباب بھی اسی سے ہیں۔

اللہ کی ہر نقص وعیب سے تنزیہہ

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ: ان ناقدر شناسوں نے اب تک بھی خدا تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی۔ اللہ کا شریک جنوں کو ٹھہراتے ہیں حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے لوگ خدا تعالیٰ کے کرشموں کو دیکھ کر توحید پرست ہو جاتے ہیں اور یہ مشرک ہو گئے اور جہالت سے خدا تعالیٰ کے لئے (نعوذ باللہ) بیٹے اور بیٹیوں کو ثابت کرتے ہیں یعنی عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا دیا اور یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور کوئی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے ہیں، یہ انہی چیزوں کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ ان باتوں سے بہت بلند ہے، وہ ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کا بیٹا ہے اور نہ اس کی کوئی بیٹی ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ "کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"

رکوع 13

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنے والا ہے اس کا بیٹا کیوں کر ہو سکتا ہے

وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَ هُوَ

حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہ

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں

هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ

ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ

شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَ هُوَ یُدْرِكُ

ہر چیز کا کارساز ہے۔اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے

الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ

اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔ تحقیق تمہارے ہاں تمہارے

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ

رب کی طرف سے نشانیاں آ چکی ہیں پھر جس نے دیکھ لیا تو خود ہی نفع اٹھایا اور جو اندھا رہا

فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَذٰلِكَ

سو اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ اور اسی طرح ہم

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ

مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ ہم سمجھداروں کے لیے

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ

واضح کر دیں۔ تو اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کی گئی ہے اس کے سوا

اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

اور کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔ اور اگر اللہ چاہتا

مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ

تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تجھے ان پر نگہبان نہیں بنایا اور تو

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

ان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انہیں برا نہ کہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ

ورنہ وہ بے سمجھی سے زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے اسی طرح ہر ایک جماعت کی نظر میں

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ

ان کے اعمال کو ہم نے آراستہ کر دیا ہے پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر آنا ہے

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

تب وہ انہیں بتلائے گا جو کچھ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے ہیں

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۗ قُلْ

کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو اس پر ضرور ایمان لاویں گے ان سے کہہ دو کہ

إِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا

نشانیاں تو اللہ کے ہاں ہیں اور تمہیں اے مسلمانو کیا خبر ہے کہ جب نشانیاں آئیں گی تو یہ لوگ

جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ

ایمان لے ہی آئیں گے۔ اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے

كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ

جس طرح یہ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لاتے اور ہم انہیں ان کی

ع ۱۰ ۱۳ ۱۴ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

رکوع (۱۳)

خلاصہ: اسباب وبصائر ہم نے تمہیں دکھا دیئے ہیں اب بھی اندھے رہو تو تم جانو۔

(۱) بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (الانعام:۱۰۱)

(۲) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (الانعام:۱۰۴)

پچھلی آیت شُرَكَآءَ الْجِنَّ کی تردید

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ: یہ پچھلی آیت وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ میں مشرکین کے عمل اور عقیدے کی تردید ہے یعنی تم تو اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہو اور بیٹے، بیٹیاں ثابت کرتے ہو حالانکہ وہ تو سارے جہاں کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے والا ہے اور سب کا بنانے والا ہے اور ایک چیز سے دوسری چیز کو بنانے والی ذات بھی یہی ہے اور مدبر بھی وہی ہے لہٰذا جو دوسرے کا بنا ہوا ہو وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ہاں تین صفات ربوبیت

اسی طرح جو صفات ربوبیت کیلئے خاصۂ لازم ہیں وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی میں کارفرما نہیں، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجة الله البالغة میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تین صفات اس جہاں میں کارفرما ہیں یعنی یہ عالم انہی تین صفات کی کرشمہ سازی ہے اور یہ تین صفات کسی اور میں نہیں اس کی ترتیب یہ ہے کہ......

پہلی صفت

الابداع : وھو ایجاد شیء لامن شیء کالماء ابداع وہ ہے کہ کسی چیز کو بغیر کسی چیز کے یعنی بغیر مادہ کے پیدا کرنا جیسے پانی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء: ۳۰) ای فی السمٰوات والارض ومافیھا۔ لیس المراد من الماء الذی نشربه بل المراد من الماء، الماء الذی خلق منه کل شیء ولانبحث عن کیفیة ذلك الماء. وہ پانی مراد نہیں جسے ہم پیتے ہیں بلکہ وہ پانی جس سے ہر چیز پیدا ہوئی اس پانی کی کیفیت سے ہم بحث نہیں کرتے۔

دوسری صفت

الخلق: وھو ایجاد الشیء من الشیء کباقی الاشیاء یعنی خلق آدم من التراب وخلق الجان من مارج من نار دوسری صفت خلق ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز سے یعنی مادہ سے کوئی چیز بنانا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور جنات کو آگ کے آمیزہ سے بنایا۔

تیسری صفت

تدبیر: التدبیر جعل الاسباب موافقة للنظام المطلوب ہمارا عقیدہ ہے کان اللّٰہ ولم یکن معه شیًا وخلق اللّٰہ الماء ایضاً وھی مخلوق اللہ موجود تھا اور دوسری کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں تھی، اللہ نے پانی کو بھی پیدا کیا اور پانی بھی مخلوق ہے، ہندو خدا کے ساتھ مادہ اور روح کو بھی قدیم مانتے ہیں۔

اشیاء متضادہ کو ملانے کی مثال

ہم نے دال پکانی ہے اور روٹی کے ساتھ کھانی ہے، دال پکی ہے آگ پر اب اگر خالی آگ پر دال ڈالی جائے تو آگ دال کو کھا جائیگی اور پانی بھی اس میں ڈالنا ہے، اب پانی آگ کا دشمن ہے اور آگ ان چیزوں کی دشمن ہے، اب ان اشیاء متضادہ ومخالفہ کو ملا کر پکانا ہے۔ انسان کو اللہ نے عقل دی ہے، ہانڈی میں ڈال کر دال پکائی اب پانی اور آگ کا اتصال بھی ہے من وجہ اور افتراق بھی من وجہ تینوں کے خواص کو بھی مایختص کے ساتھ رہنے دیا اور تضاد کو بھی رہنے دیا تو شئے مطلوب پیدا ہوئی، یہ ہے حجة اللّٰہ البالغة کے پہلے باب کا خلاصہ منطق، صرف، نحو، ادب وغیرہ اس میں سب آتے ہیں۔

مولانا سندھیؒ کے نام پر حجۃ اللہ البالغۃ کے ترجمہ میں فاش غلطیاں

میں نے مولانا سندھیؒ سے حجۃ اللہ البالغۃ باقاعدہ پڑھی ہے اور پڑھایا کرتا ہوں مولانا رحمہ اللہ جب ساری دنیا پھر پھرا کر تشریف لائے تو کہا اپنے دوستوں میں سے انگریزی دان کو منتخب کرو، میں نے دو افراد کو منتخب کیا ایک نے ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ بنام مولانا سندھیؒ شائع کیا، وہ ایسی سخت غلطیاں اس ترجمہ کے پہلے باب میں کر بیٹھا کہ حیرانگی ہے، شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ زید میں آثار خصوصیات جنس، فرد، نوع، جسم نامی وغیرہ جنس بعید اور جنس قریب ہیں اور اس میں خصوصیات نوعی فرداً کی بھی ہیں جو ہر کی بھی ہیں، اب انگریز جنٹلمین بی اے نے یہ ترجمہ ایسا لکھا ہے کہ زید یہ فرد بھی ہے، نوع بھی ہے، جنس بھی ہے وغیرہ، سبحان اللہ لوگ سمجھیں گے کہ علامہ سندھیؒ نے ترجمہ میں یہ کیا لکھا حالانکہ اتنے بڑے عالم تھے حضرت شیخ الہندؒ کے جانشین بننے والے تھے لیکن ان نیک بختوں نے ان کے نام سے اتنی غلطی کی۔

حجۃ اللہ البالغۃ کو انگریزی دان کیا جانے؟

اسکے پڑھانے کیلئے بھی خدا کا فضل چاہئے اسکے پڑھنے کیلئے آپ علماء اہل ہیں، انگریزی دان نہیں وہ کیا جانیں، جنس فرد اور نوع وغیرہ اصطلاحات منطق کو کہ یہ کس جانور کے نام ہیں، چار مہینے مستقل وقت دیں ایک وقت پڑھنا ہوگا ۲۴ گھنٹے میں کام ہوگا، تب کچھ سمجھ میں آسکے گا۔

خداداد نعمتوں سے استفادہ کے لئے بصائر منزل من اللہ کی اتباع ضروری

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ: سارے جہاں کا بنانے والا بھی وہی اور پالنے والا بھی وہی، وہ ایک ہی ہے لہٰذا معبود بھی فقط وہی ہوسکتا ہے، اسی کی غلامی کا حق ادا کرو، وہی ہر کام کا بنانے والا ہے، لہٰذا اگر خداداد نعمتوں سے استفادہ حاصل کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو بصائر منزل من اللہ کی اتباع کرو اگر وہ اتباع نہ کریں تو تم کو اتباع کرنا لازمی ہے۔

خدا محسوس و مبصر نہیں

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ: جواب ہے سوال مقدر کا کہ ایسا خدا ہمیں دکھاؤ تو جواب دیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود وہ ہے جس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں

اور وہ سب کو دیکھتا ہے اور جن کو تم معبود بناتے ہو وہ تو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے نظر آتے ہیں، پس اگر تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو بصائر کی اتباع کر کے سعادت دارین حاصل کرو لیکن انسان میں ایک مرض ہے کہ وہ محسوس و مبصر چیز پر بہت مرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ ہمیں بھی ایسا خدا بنا کے دے جو محسوس و مبصر ہو، یہ سب دنیا میں ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دکھلائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت میں خود بھی اختلاف ہے۔

بصائر آ چکی ہیں دیکھنا چاہئے

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ: بے شک تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیاں آ چکی ہیں پھر جس نے دیکھ لیا ان واضح دلائل کو تو اس نے خود ہی نفع اٹھایا کیونکہ اللہ کو اس کی ضرورت نہیں، وہ بے نیاز ذات ہے اور اسی طرح جو اندھا رہا یعنی واضح اور روشن دلائل پر غور نہیں کیا اور سمجھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا یعنی اس کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، توحید خداوندی کے دلائل تمہیں سمجھا دیئے گئے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھائے گا اس کا نفع خود ہی پائیگا اور اب جو نور ہدایت سے اندھا جائے گا، اس کی مضرت اُسی پر پڑے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پر نگہبان نہیں ہوں بلکہ میں تو صرف مبلغ ہوں میرا کام پہنچانا ہے اس پر زبردستی کرنا نہیں۔

دَرَسْتَ کی دو توجیہات

وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَ لِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ: ایک مضمون کو مختلف عنوانوں اور طریقوں سے بتلانا شاید کوئی کسی عنوان سے سمجھ جائے یعنی کبھی نقلی دلیل پیش کرتے ہیں اور کبھی عقلی دلائل سے اور کبھی واقعات کے ذریعے سے اس کو سمجھاتے ہیں، اَن پڑھ شخص کو استاد جو سکھاتا ہے اسی کو بیان کرتا ہے اس میں اپنے آپ سے سکھانے سے عاجز ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی اور سے پڑھ کر آتے تو ایک مضمون کو جیسا کہ توحید ہے اس کو مختلف طریقوں سے مختلف رنگوں اور اتنے وسیع دلائل سے پیش نہ کر سکتے تو معلوم ہوا کہ خدا نے آپ کو پڑھایا۔

دوسری توجیہ

دوسری توجیہ یہ ہے کہ لِئَلَّا یَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کیونکہ مشرکین کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نصرانی سے سیکھتا ہے تو جواب فرمایا کہ مختلف عنوانات میں ایک مضمون توحید کو اس لئے پیش کیا جاتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ کسی انسان سے سیکھتا ہے بلکہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان سے پڑھ کر نہیں آئے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں مختلف طریقوں سے پڑھایا اور مختلف پیرایوں میں پڑھایا اُمّی شخص استاد سے کسی مضمون کو یاد کرکے رٹ کر مختلف رنگوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ ایک اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے کسی استاد کے سامنے زانوائے ادب تہ نہ کیا ہو تو وہ ایسے دلائل اور براہین کا بے دھڑک تانتا کیسے باندھ سکتا ہے؟ جس کے مقابلہ سے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء عاجز آجائیں، جیسا کہ بچہ کسی مضمون کو رَٹ لے اگر اس کو کہا جائے کہ اس مضمون کو دوسرے طریقے سے پیش کرو وہ نہیں کرسکتا، دونوں کا مآل ایک ہے، پہلی توجیہ میں تصدیق ہے اللہ تعالیٰ سے پڑھنے کی، دوسری توجیہہ میں تردید ہے کسی انسان سے پڑھنے کی۔

مشرکوں کی پرواہ کئے بغیر اتباع کرو

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ قرآن حکیم کا اتباع کیا جائے، مشرکین اگرچہ کوئی اعتراض کریں لیکن آپ ان بدنصیب مشرکوں کی پرواہ نہ کیجئے یعنی وہ اتباع کریں یا نہ کریں تم ضرور اتباع کرو اس کی پرواہ مت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں، اس کا حکم حق ہے باقی سب باطل ہے، ہم نے دلائل مسئلہ توحید کے لئے بے شمار دیئے پھر بھی یہ باز نہ آئے تو آپ بے فکر ہو جائیں اور ان سے منہ پھیر لیں، اللہ تعالیٰ ان کیلئے کافی ہے۔

اللہ شرک سے زبردستی نہیں چھڑاتا

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَکُوْا وَ مَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ: اگر اللہ تعالیٰ انہیں زبردستی شرک سے چھڑا کر توحید کا پابند بنانا چاہتا تو انکار کی مجال نہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے لیکن اس کا فرمان ہے لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حق تبلیغ ادا کر دیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقصد سمجھانا تھا وہ آپ نے سمجھایا اس کے سوا اور کوئی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے اور اسکے ماننے کے ذمہ دار بھی

آپ نہیں ہیں کہ وہ ایمان کیوں نہ لائے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ اس کے ایمان نہ لانے کے بارے میں آپ سے سوال نہ ہوگا۔

ان کے معبودوں کے بارے میں بھی ناشائستگی سے بچنے کا حکم

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: ہم نے بہت کوشش کی ہے کہ ان کو مرکز کی طرف لائیں لیکن وہ نہ آئے اور نہ توحید کا سبق پڑھا تو اب ہمیں ان کے ساتھ کیسا تعلق رکھنا چاہئے؟ یعنی ان کے ساتھ اختلاف نہیں کرنا چاہئے اور ان کے معبودوں جن کو یہ اپنے لئے حاجت روا مانتے ہیں ان پر چوٹ بھی نہیں کرنا چاہتے، ہاں ہمیں حق و باطل کی تمیز کرنا ضروری ہے کسی واقعہ یا کسی آدمی کا نام لیکر کچھ نہیں کہنا چاہئے۔

سیاست وشرافت کی اپنی مثال

آپ نے کافی عرصہ میرے ساتھ گزارا تم نے دیکھا ہے میں نے کسی کا نام لیا ہو؟ مسئلہ آپ کو سمجھاتا ہوں کسی کا نام لیکر کہنا چھچھورا پن ہے، شرافت کے خلاف ہے بلکہ حق واضح کرنا اور شرح صدر سے ذہن نشین کرانا میرا فرض ہے۔

بناوٹی خداؤں کو کچھ نہ کہنا ورنہ جاہل لوگ تمہارے اصلی خدا کو برا بھلا کہیں گے

ان بیوقوفوں کے بناوٹی خداؤں کو کچھ نہ کہنا ورنہ یہ جاہل اور احمق لوگ حد سے تجاوز کر کے ظلم اور عدوان سے محض جہالت کی وجہ سے الٹے ہو کر تمہارے اصلی خدا کو برا بھلا کہیں گے، یہ تو گنبد کی آواز ہے جو لوٹ کر سنائی دیتی ہے، سیاست وشرافت شریف کا تقاضا یہی ہے کہ شرافت کو کسی وقت ہاتھ سے نہ جانے دے، ورنہ حق ہمیں بھی ان لوگوں کو برا بھلا کہنے کا ہے وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (الشوریٰ:۴۰) لیکن ہم یہ شرافت سے بعید سمجھتے ہیں ایک شریف کی شرافت گوارا نہیں کرتی کہ اس راستہ کو وہ بھی طے کرے۔ اسی طرح ہر ایک امت کی نظر میں ان کے اعمال کو ہم نے آراستہ اور مزین کر دیا خواہ وہ اعمال اچھے ہوں یا برے پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر آنا ہے تب وہ انہیں بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے یعنی ان کے اعمال سب کے سامنے پیش کئے جائیں گے پس ان کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

ہٹ دھرمی اور جھوٹی قسموں میں مبالغہ

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ: توحید کا سبق پڑھانے کیلئے ہم نے بصائر دیئے لیکن پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے اور قسموں میں مبالغہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی آیت یا کوئی معجزہ اس کو دکھایا جائے جس سے ہماری تسلی طبع ہو جائے یعنی ہماری خواہش کے مطابق کوئی نشان پیش ہو تو پھر ہم ایمان لائیں گے جیسے کجرو مناظر کسی سمجھدار مناظر کے آگے طریقہ اختیار کرتا ہے کہ آپ تو ٹھیک فرماتے ہیں لیکن میرا مطلب اور ہے آخر تک یہی کہتا رہتا ہے، اللہ پاک جانتا ہے کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا بھی جائے تب بھی یہ نہیں مانیں گے کیونکہ اس سے پہلے ان کو کئی معجزات دکھائے گئے ہیں لیکن یہ ایمان نہیں لائے، اس لئے معجزہ دکھانا فضول ہے۔ مسلمانوں کو خطاب فرمایا کہ تمہیں کیا خبر ہے یعنی تم کو ان کی اصلیت کی کیا خبر ہے؟ اُن کو نشانیاں دکھائیں گے تو پھر یہ لوگ ایمان لائیں گے، نشانیاں دکھانے کے بعد بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

بدباطنی کے باعث دائمی گمراہی

وَ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ: یہ لوگ اپنی بدباطنی کے باعث ایسے ہی گمراہ رہیں گے اور یہ ایسے ہی بیکار ہو چکے ہیں کہ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے اگرچہ ہم فرشتے بھی نازل کردیں اور موتیٰ (مردے) بھی ان کے ساتھ کلام کریں لہٰذا ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے ہیں تو اب نشانیاں دیکھ کر کیسے ایمان لائیں گے؟ بلکہ یہ سرکشی میں بہت آگے چلے گئے ہیں۔

رکوع 14

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیں اور ان سے مردے باتیں بھی کریں

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اور ان کے سامنے ہم ہر چیز کو زندہ بھی کر دیں تو بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾

مگر یہ کہ اللہ چاہے لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا

وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ

جو کہ ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لیے سکھاتے ہیں اور

غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے سو تو انہیں اور جو جھوٹ بناتے ہیں

يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا

اسے چھوڑ دے۔ اور تاکہ ان ملمع کی ہوئی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہوں جنہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ

آخرت پر یقین نہیں اور تاکہ وہ لوگ ان باتوں کو پسند کریں اور تاکہ وہ کریں جو

مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ

برے کام وہ کر رہے ہیں۔ کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے تمہاری طرف

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

ایک واضح کتاب اتاری ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے

الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا

وہ جانتے ہیں کہ یہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے پس تو

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ

شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف

صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ

کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

جاننے والا ہے۔ اور اگر تو کہا مانے گا اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں

يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

تو تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے وہ تو اپنے خیال پر چلتے اور قیاس آرائیاں

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ

کرتے ہیں۔ تیرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور

يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾

وہ سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ

سو تم اُن جانوروں میں سے کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کے حکموں پر

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

ایمان لانے والے ہو۔ کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ اس نے تم پر حرام کیا ہے

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ

ہاں مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ اور بہت سے لوگ بے علمی کے باعث اپنے خیالات کے

بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

باعث اپنے خیالات کی بنا پر لوگوں کو بہکاتے ہیں تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ

خوب جانتا ہے تم ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو بے شک

الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔

يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ اور بے شک

وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ

یہ کھانا گناہ ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں

لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴ ۱۱ ۱

تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

رکوع (۱۴)

خلاصہ: اس قسم کی مسخ شدہ ہستیاں انبیاء علیہم السلام کی معاند ہوتی آئی ہیں۔

ماخذ: وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ (الانعام:۱۱۲)

یہ مسخ شدہ لوگ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں

وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ: ان لوگوں کی فطرت اس طرح مسخ ہو چکی ہے کہ اگر اس قسم کے معجزات بھی پیش کر دیئے تو تب بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور اگر فرشتے بھی ہم نازل فرمائیں مردے بھی ان کے سامنے آئیں اور ان سے باتیں بھی کریں سب چیزیں اکٹھی کر کے ان کے سامنے آئیں لیکن پھر بھی یہ ایمان لانے اور ماننے کیلئے تیار نہیں یہ ایسے مسخ شدہ ہیں کہ اگر اللہ ان کے قلوب کو پھیر دے تو وہ الگ بات ہے لیکن اکثر ان میں جاہل ہیں۔

ہر نبی کے انسانی اور جناتی شیاطین دشمن ہوئے ہیں

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ: ہر ایک نبی کے دشمن ہوتے آئے ہیں، قاعدہ کلیہ ہے یعنی کوئی نبی اس سے مستثنیٰ نہیں نبی کے پیدا ہونے (مبعوث ہونے) کے بعد لوگ دو قسم کے ہو جاتے ہیں ایک وہ لوگ جن کی طبیعتوں کے موافق نبی کی تعلیم ہوتی ہے اور دوسرے جن کی طبیعتوں کے موافق نہیں ہوتی، ان کی عادات پر زد پڑتی ہے ایسے لوگ مخالف ہو جاتے ہیں صحیح تعلیم پر یقین پیدا ہو جانا سعادت ہے اور صحیح تعلیم کی مخالفت کرنا

شیطانیت ہے اس کام کو بعض انسان اپنا مقصد بنا لیتے ہیں وہ شیطان الانس کہلاتے ہیں، جو مسلک نبوت پر ہیں اُن سے اِن کی لڑائی ہوگی۔

شیاطین الانس کے ساتھی علمائے سوء

اسی طرح جو علماء وائمہ مساجد مسلک نبوت پر نہیں چلتے ان سے سب خوش ہوں گے، یہ لوگ لڑائی، زنا، عیاشی وغیرہ برائیوں میں اکٹھے ہوتے ہیں مگر دین کے معاملہ میں اہل علم نیک لوگوں وغیرہ کا نام آجاتا ہے، قرآن پڑھائیں گے تو شیطان آجائیں گے، استنجے کے مسئلوں میں کوئی نہیں لڑتا سب توحید پر لڑتے ہیں......

اربا واحداً ام الفُ رب

أَدِيْنُ اِذا تقسمتِ الْاُمُور

جو انہیں روکتے ہیں یہ انہیں بے ایمان سمجھتے ہیں کہ وہابی ہیں کہ اجعل الالہۃ الھاًواحداً (کیا اس نے سارے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا؟) لطف تو تب آتا ہے قرآن سنانے کا کہ سب مخالف ہوں اور ایک ڈٹ کر استقامت سے قائم رہے ہر انسان اپنے پیشے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے شیطان کا پیشہ ہے سیدھے راہ سے گمراہ کرنا قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ (ص:۸۲) اور جو بھی یہ پیشہ اختیار کرے عالم ہو، پیر ہو، صوفی ہو، خان ہو، جو بھی ہو وہ بھی شیطان ہوگا شیاطین الانس ہوں گے، جس طرح جنات میں شیاطین ہوتے ہیں اسی طرح اس میں اصحاب بھی ہوتے ہیں اور اب بھی ان میں بہت مسلمان ہیں، جنوں میں بھی اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں حضور نبی اکرم نبی الثقلین ہیں دونوں کیلئے ہادی ہیں، درس میں ہوتے ہیں، بعض انسانی شکل میں ہوتے ہیں وہ بھی پہچان لئے جاسکتے ہیں......

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

درس میں جنات کی شرکت

ہمارے درس میں بھی ضرور ہوتے ہیں وہ خود بھی کہتے ہیں ایک آسیب زدہ لڑکی نے تو صاف کہا میں تمہارے درس میں روز ہوتی ہوں یہ عجیب ادب ہے کہنے لگی بات مانتے نہیں اچھا فلاں کام کر دو میں جاتی ہوں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مولانا سید اصغر حسین دیوبندی نے دیوبند کے اسٹیشن پر غزنی سے ایک جن جو دیوبند لایا گیا تھا۔ جنازہ پڑھا میں نے خود کسی آسیب زدہ

بچے کے پاس جا کر اس بچے سے پوچھا تو اس کے منہ سے نکلا کہ ہر روز تیرے درس میں شامل ہوتا ہوں، شیطان اپنا سلسلہ چلاتا ہے، رحمان اپنا سلسلہ چلائے گا۔

ان کو سب کچھ کرنے کی مہلت

میں نے تیرہویں صدی والوں سے لیا اور تم چودھویں صدی والوں کو پہنچاؤ گے، اگر اللہ چاہتا تو ان کو زبردستی روک سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کسی پر جبر نہیں کرتا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ انہیں بھی اپنے دل کا اُبال نکالنے دیں، پس انہیں اور چھوٹ دیتے ہیں انہیں چھوڑ دیں اپنے ہی حال پر۔

دو لائنوں کے مختلف عنوانات: رحمانی وشیطانی

آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے دو لائنیں چلی آرہی ہیں ان دونوں لائنوں کو مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ رحمانی اور شیطانی، ایمان اور کفر، توحید اور شرک، حق اور باطل، خیر اور شر جن الفاظ سے چاہیں تعبیر کریں مفہوم سب کا ایک ہی ہے اور ہمیشہ سے انسان تقسیم ہوتے آئے ہیں بعض رحمانی لائن والی زنجیر کی کڑی بنتے رہے، رحمانی لائن کے امام انبیاءؑ ہوا کرتے تھے اور شیطانی لائن کے رہنما شیطان لعین کے نائب انسانوں اور جنوں میں سے ہوا کرتے تھے۔ اب اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے مگر رحمانی اور شیطانی دونوں لائنیں برابر چلی جا رہی ہیں اور ہر زمانہ میں انسان تقسیم ہوتے آئے ہیں اور اس وقت بھی یہی چیز چل رہی ہے۔ بعض آدمی رحمانی لائن کی زنجیر کی کڑی بنے ہوئے ہیں اور بعض شیطانی لائن کی۔

رحمانی لائن کے داعی: انبیائے کرام

انبیاء علیہم السلام ہمیشہ رحمانی لائن کے داعی ہوتے رہے ہیں اور ان کے بالمقابل شیطانی لائن کی طرف بلانے والے شیطان کے نائب بھی ہمیشہ گمراہی کی طرف دعوت دینے والے موجود رہے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت دیتے تھے: قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ (نوح: ۲ تا ۳) ’’حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔‘‘ حضرت نوح علیہ السلام کے بالمقابل شیطان کے نمائندے اپنی قوم سے کہتے ہیں وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا

يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (نوح : ٢٣) ''اور کہتے ہیں تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ کو اور سُوَاع کو اور یَغُوْثَ اور یَعُوْقَ اور نَسْر کو نہ چھوڑنا۔''

دھوکہ اور فریب کی باتوں کو منکرین قیامت پسند کرتے ہیں

وَ لِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ: شیطان کا سبق وہ پڑھے گا یعنی ان لوگوں کے دل مائل ہوں جو آخرت کے منکر ہیں اور جو شرارت و خباثت تعلیم الٰہی اور توحید خداوندی کے خلاف وہ کرنا چاہتے ہیں اور ایسے دھوکے اور فریب ہی کی باتوں کو وہ پسند کرتے ہیں اور اسی طرح وہ جو برے کام کرتے ہیں تو انہیں کرنے دیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ ان کے برے کاموں پر آپ ناراض نہ ہوں قیامت کا دن آنے والا ہے اس کے ہر کام کا حساب ہوگا۔

کیا میں بھی تمہارے لئے غیر اللہ کو فیصلہ کن طاقت مانوں؟

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ: اے مشرکو! کیا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو تم منظور نہیں کرتے؟ تو کیا میں بھی تمہارے لئے غیر اللہ کو فیصلہ کن طاقت مانوں؟ یعنی اللہ کے سوا میں بھی کسی اور کو منصف اور حَکَم بناؤں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے جس نے تمہاری طرف ایک واضح کتاب اتاری ہے اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ تمہیں سمجھایا ہے عقائد و احکام وغیرہ دلائل کے ساتھ اور واقعات بھی ذکر کئے ہیں تا کہ تم اس سے عبرت پکڑو۔

یہود کی تکذیب و تصدیق کرنے میں تطبیق

اسی طرح جنہیں ہم نے کتاب دی ہے تم سے پہلے یعنی قران مجید سے پہلے یہود کو تورات اور نصاریٰ کو انجیل دی تو وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے تھے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ پس آپ کسی بھی شک وشبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں، یہود دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے تھے لیکن ظاہر نہیں کرتے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فتح الرحمٰن میں فرماتے ہیں: ''وجه تطبیق آنست که چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم درمکه بود هنوز دعوت یهود نکرده بود وهمه بصدق قرآن

معترف بودند کہ حکم آن برعرب لازم است و ہیچ کس از ایشاں انکار نہ کردہ وچوں ہجرت فرمود ایشاں رادعوت کرد بعناد در آمدند ۔ " "تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مکہ معظمہ کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دعوت نہیں دی، اسلئے یہودی قرآن کریم کی صداقت کو تسلیم کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ قرآن اہل عرب کی ہدایت کے لئے آیا ہے، انہیں اس کی تصدیق کرنی چاہیے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لا کر یہود کو دعوت دینی شروع کی تو وہ یہود عناد و عداوت پر اتر آئے۔"

عدل وصدق کتاب اللہ کے علاوہ نہیں ملے گا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًاؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ: قرآن حکیم کی تعلیم ایسی صحیح ہے کہ ساری دنیا مل کر اس کا ایک نقطہ بھی غلط ثابت نہیں کر سکتی ہے، فیصلہ الٰہی میں عدل وصدق ہے اور اس کے مقابل جو ہوگی وہ ظلم اور کذب سے بھرپور ہوگی، اس لئے فیصلہ الٰہی افضل ہے لہٰذا یہ سب مٹ جائے گی اور کتاب اللہ کے سوا عدل اور صدق کہیں نہیں ملے گا لہٰذا اتباع کتاب اللہ کئے جاؤ اور معاندین کی طرف خیال نہ کیجئے! دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ ان کے احکام میں تبدیلی کرے یا اس کے وعدہ اور وعید میں خلاف کریں کیونکہ اللہ ہر قول کا سننے والا ہے اور ہر فعل کا جاننے والا ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

قرآن مجید کے فیصلے انتہائی صداقت اور انصاف پر مبنی ہیں

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات حق وصداقت اور عدل وانصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں اور ان ارشادات میں کسی قسم کی تبدیلی کی قیامت تک گنجائش نہیں ہے، یہ دعوی سوائے اللہ جل شانہ کے اور کون کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (یوسف:۷۶) اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے، اس ارشاد کا نتیجہ ہے کہ کوئی خواہ کتنا ہی بلند پایہ عالم یا مفکر یا سیاستدان ہو یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری رائے یا میرا فیصلہ یا میری تحقیق اس معاملہ میں آخری فیصلہ کن ہے کیونکہ مذکورۃ الصدر اعلان شہنشاہی کی بنا پر کوئی عقل مند بھی اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس سے بڑھ کر کوئی انسان موجود ہو جو اس سے زیادہ عقیل، فہیم اور دور رس نگاہ رکھنے والا ہو لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید بیشک اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

مذہبی خزانے میں بیش بہا قیمتی جواہرات

آج سطح دنیا پر یہ تیری ہی خوش قسمتی ہے کہ تیرے مذہبی خزانے میں ایسے ایسے قیمتی جواہرات موجود ہیں جو دنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانے میں نہیں پائے جاتے، بدنصیب ہے وہ شہزادہ جس کے خزانے میں اس قدر قیمتی ہیرے اور جواہرات موجود ہوں جو ساری دنیا کو خریدنا چاہے تو خرید سکتا ہو اور اگر ایک ہیرا بھی ان میں سے فروخت کر کے قیمت وصول کرلے تو اس کی ساری زندگی کی گزر اوقات نہایت ہی عمدہ طریقہ سے بسر ہوسکتی ہو مگر وہ شہزادہ آبائی خزانے کو دیکھنے ہی نہیں پائے اور در در سے بھیک مانگ کر ٹکڑا کھائے اس شہزادے سے بڑھ کر دنیا میں اور کون ذلیل ہوسکتا ہے فقط یہ خود ہی ذلیل نہیں ہوگا بلکہ اپنے اسلاف کو بھی ان کی طرف اپنی نسبت کر کے ذلیل کرے گا، تو مسلمانوں کا حال بھی بلا مبالغہ اس بدنصیب شہزادے کا سا ہے، تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ خالق الخلق، مالک الملک، خدا تعالیٰ میرا دین اور دنیا میں رہنما ہے تو اس مالک حقیقی کے ہدایت نامہ (قرآن مجید) کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے دروازے سے تعلیم اور نظام سلطنت چلانے اور قوم وملک کو انتہائی ترقی کے معیار پر لے جانے کے لیے ہدایات اور رہنمائی کی بھیک مانگتا پھرتا ہے۔

آج کے مسلمانوں کے لئے اسلاف (صحابہ کرامؓ) بطور نمونہ

مسلمانوں کو اپنے اسلاف (صحابہ کرامؓ) کو دیکھ لینا چاہیے کہ کیا انہوں نے غیروں سے مملکت کو چلانے کیلئے اصول وضوابط سیکھے تھے، یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یورپ سے جا کر سیکھے تھے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایران اور روم کی سلطنتیں منظم اور ترقی یافتہ نہیں تھیں؟ پھر کیا عرب کے بدو نے جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے دل سے پڑھا اور قرآن مجید کے پیش کردہ سانچہ میں اپنے آپ کو ڈھالا اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جینے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لیے دشمنان اسلام سے ٹکرانے کا نصب العین بنانے کے باعث جس میدان میں جاتے تھے فتح کا سہرا اپنے سر بندھوا کر آتے تھے۔

اکثریت کی پیروی گمراہی کا باعث

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ: ان گمراہوں کی پرواہ نہ کیجئے کتاب وسنت کے خلاف بولنے والوں کا کہا مانو

گے تو تم بھی گمراہ ہو جاؤ گے کیونکہ یہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دیں گے، ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کے جال میں پھنس جاؤ اس لئے کہ وہ اپنے خیالات پر چلتے ہیں تمہاری پیروی نہیں کرتے اور اسی طرح یہ قیاس آرائیاں کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اندازے لگاتے ہیں بعد میں تحقیق نہیں کرتے۔

اللہ گمراہوں اور ہدایت یافتہ طبقوں دونوں کو اچھی طرح پہچانتا ہے

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ: اللہ تعالیٰ گمراہوں کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ طبقہ کو بھی اچھی طرح پہچانتا ہے، لہٰذا یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، آپ ان سے خبردار رہیں، پس دونوں کو ان کے کئے ہوئے کا اجر وعذاب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کاملہ کھانے پینے پر بھی حاوی ہو جائے گی

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ: تمہیں خدا تعالیٰ سے ایسی محبت ہونی چاہئے اور رشتہ عبودیت ایسا مضبوط ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا ایک لقمہ بھی پیٹ کے اندر نہ جائے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس حد تک تابعدار بنو کہ بغیر امر الٰہی کے کوئی چیز تمہارے اندر نہ جائے اور اسی طرح کہ وہی چیز کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، اگر غیر اللہ کا نام آجائے تو متنفر ہو جاؤ، یہ توحید پرستی کا نتیجہ ہے کہ کھانا اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر نہ کھائیں، پس تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے تب قرار دیئے جاؤ گے جب اس نے کسی چیز کو حلال کیا ہے، تو تم بھی اس کو حلال جانو اور جس کو حرام کیا ہے اس کو تم حرام مانو تب تم مومن کہلاؤ گے۔

غیر اللہ کے نذر و نیاز کی حرمت

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ: کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیزیں نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ چیز تو بالکل پاکیزہ اور طیب ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے اور اللہ نے محرمات (جن کا استعمال کھانے میں ناجائز ہے) واضح فرما دی ہیں ہاں وہ چیز جس پر تم کو مجبور کیا جائے یعنی حالت اضطراری میں حرام اشیاء کا استعمال بھی جائز ہے لیکن خدا پرستوں کیلئے حلال وحرام کی تمیز میں کوئی دقت نہیں ہو سکتی ہے، بہت

سے آدمی اللہ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور اپنی خواہشات کے پورا کرنے میں گمراہ ہو جاتے ہیں، پس تیرا رب خوب جانتا ہے اسکو جو حد سے بڑھتے ہیں ان چیزوں میں جو اللہ نے حرام کر دی ہے۔

امراض ظاہری و باطنی چھوڑ دو

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ: وَ ذَرُوْا ای متبعی القرآن ظَاهِرَ الْاِثْمِ الکفر والشرك والکذب وغیرہ وَ بَاطِنَهٗ کبر، عجب، حسد، ریاء الشرك الخفی وغیرہ چیزیں یہ چھپی ہوئی چیزیں ہیں، ان امراض ظاہری و باطنی میں جو مبتلا رہ کر گناہ کریں گے تو وہ اپنے کئے ہوئے کی سزا پائیں گے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا، کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو

شیطان اپنے ساتھیوں کا تم سے جھگڑا کرائے گا

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ذبیحہ کے بغیر دوسرے ذبیحہ کا گوشت ہرگز استعمال نہ کرو بے شک یہ کھانا گناہ ہے شیطان اپنے دوستوں کا تم سے جھگڑا کرائیں گے اگر تم ان کے ساتھ مل گئے تو تم بھی ویسے ہو جاؤ گے یعنی مشرک ہو جاؤ گے، صرف مذکورہ بالا طریقہ سے گوشت کھانے کی اجازت دینا اس کا ماحصل یہ ہے کہ تم ظاہرداری کے قانون جرم بھی چھوڑ دو اور اخلاقی جرم بھی ترک کر دو۔

رکوع 15

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے اسے روشنی دی

بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

کہ اسے لوگوں میں لیے پھرتا ہے وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہو

مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

وہاں سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کی نظر میں ان کے کام آراستہ کر دیے گئے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

اور اسی طرح ہر بستی میں ہم نے گناہگاروں کے سردار بنا دیے ہیں تاکہ وہاں

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا

اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں حالانکہ وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں مگر

يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

وہ سمجھتے نہیں۔جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں ہم نہیں مانیں گے

حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ وقف لازم وقف منزل

جب تک کہ وہ چیز خود ہمیں نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے

حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

کہ پیغمبری کا کام کس سے لے وہ وقت قریب ہے جب یہ مجرم

صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا

اپنی مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب ملے

يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ

جا ہوں گے۔ سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو

صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ

اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے

صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۚ

اس کے سینہ کو بے حد تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ

پھٹکار ڈالتا ہے۔ اور یہ تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

آیتوں کو صاف صاف کر کے بیان کر دیا ہے۔ان کے لیے اپنے رب کے ہاں سلامتی

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾

کا گھر ہے اور وہ ان کے اعمال کے سبب سے ان کا مددگار ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ

اور جس دن ان سب کو جمع کرے گا تو جنوں کی جماعت سے فرمائے گا

اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ ج وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ

تم نے آدمیوں میں سے بہت سے اپنے تابع کر لئے تھے اور آدمیوں میں سے جو جنوں کے دوست تھے کہیں گے

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ أَجَلَنَا الَّذِيٓ

اے رب ہمارے ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کام نکالا اور ہم اپنی اس

أَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ إِلَّا

میعاد کو آ پہنچے جو تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی فرمائے گا تم سب کا ٹھکانا آگ ہے اس میں ہمیشہ رہو گے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ط إِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذٰلِكَ

اس سے صرف وہی بچیں گے جنہیں اللہ بچائے گا بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے ۔اور اسی طرح

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع ع ١٥ ٨

ہم گنہگاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ان کے اعمال کے سبب سے ملا دیں گے ۔

رکوع (۱۵)

خلاصہ: توحید کے موافق ومخالف یکساں نہیں ہوسکتے اور مخالفین کی رسوائی۔

ماخذ:(۱) اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:۱۲۲)

(۲) وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ (الانعام:۱۲٤)

ذاکر زندہ اور غیر ذاکر مردہ

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: قرآن مجید اور حدیث شریف کی اصطلاح میں ذاکر کو حی اور غیر ذاکر کو میت کہا جاتا ہے جیسے فَاَحْيَيْنٰهُ بنور التوحيد كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ ای بظلمة الكفر والشرك فی صدره، وفی الحديث مثل الذی يذكر ربه والذی لا يذكر كمثل الحی والميت (الحديث) الذاكر هی الحی وغيره كالميت (ہم نے اس کو نور توحید سے زندہ کیا اور وہ جس کے سینہ میں کفر وشرک کی تاریکی بھری ہو دونوں یکساں نہیں ہوسکتے حدیث میں ہے اللہ کا ذاکر زندہ اور غافل مردے کی طرح ہے، ذاکر زندہ اور غافل میت جیسا ہے) اللہ تعالیٰ خود شرک کو میت سے تعبیر کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس پر منطبق ہوتا ہے تو فرمایا کہ زندہ اور مردہ کیسے برابر ہوسکتے ہیں؟

غافل کے لئے دوگنا عذاب

غافل دو قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے، دنیا میں ذلت کی زندگی بسر کریں گے اسی عذاب میں آج کل ایشیاء کے چالیس کروڑ مسلمان مبتلا ہیں اور دوسری یہ کہ آخرت میں عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے، اب اس آیت میں ایک مثال دی جاتی ہے کہ ایک آدمی مردہ تھا یعنی سکون میں تھا (بے حرکت اور بے حس تھا) بعدازاں ہم نے اسے علم دیا، اب وہ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلانے کیلئے جاتا ہے، کیا وہ ایسا ہوسکتا ہے جس میں اب تک حرکت کا ارادہ ہی پیدا نہیں ہوا بلکہ ظلمت میں پڑا ہوا ہے۔

توحید نور ہی نور، شرک ظلمت ہی ظلمت

لوگ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سب اللہ کے نور ہی میں ہوتے ہیں، خدا کا نور ایک ہی طرف سے آئے گا اور مشرک کے خدا کئی ہوتے ہیں، ۳۶۰ رب ت کعبہ میں بنا رکھے تھے، وہاں نور ہے یہاں تو ظلمت ہی ظلمت......

اربًا واحداً ام الف رب

ادین اذا تقسمت الامور

بعض بچے اور عورتیں مٹی اور چونا کھاتی ہیں، ان کو عادت پڑ جاتی ہے، وہ کوئی بد مزگی نہیں سمجھتیں اور جان خراب کر دیتے ہیں، اس طرح مشرک کچھ اچھا برا نہیں سمجھتا، اللہ پناہ دے اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا، اس کیلئے یعنی ہندوؤں کیلئے ہر بڑی چیز قابل پرستش ہے، پیپل، سانپ، پہاڑ جو بھی دیکھا ماتھا ٹیک دیتا ہے، دردر کے دھکے کھاتے ہیں، شرک کا پھر ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

بڑے شہروں میں تعلیم حق کے مخالف بڑے بڑے مجرم

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ: اس طرح ہر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے مجرم تعلیم حق کے مخالف پیدا ہوتے رہے تاکہ وہ لوگ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں، ایسے لوگ جو کچھ کیا کرتے ہیں اس میں اپنا ہی نقصان کر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟

احکام نبوت نہیں مانتے مگر خود نبی بننا چاہتے ہیں

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ: جب ان کے پاس کوئی نشانیاں اور حکم آتا ہے تو کہتے ہیں ہم تو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں جب تک ہمارے ہاں بھی وحی نہ آئے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں (علیہم السلام) کو دی گئی ہے یعنی احکام نبوت کے مخالف نہیں ہیں بلکہ خود نبوت ہی کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو نبی کیوں نہیں بنایا گیا؟

نبی کی خاصیت اور استعداد اللہ ہی جانتا ہے

ان کو جواب دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں مناسب جانتے ہیں رسالت کو رکھتے ہیں، الغرض نبوت کیلئے بعض ہستیاں خاص ہوتی ہیں اور محل بھی خاص ہوتا ہے اور اس استعداد خفی کو فقط اللہ ہی جان سکتا ہے اور نبی کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی مَلکیت اعلیٰ ہو، پیکر ایثار ہو اور شفقۃ علی الخلق کا پورا ملکہ ہو، وہ وقت قریب ہے جب مجرم اپنی مکاریوں کی پاداش میں اور بے ادبی کرنے والوں اور کفر کی باتیں کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب ملے گا۔

فطرت سالم رکھنے پر سینہ کھول دیتا ہے

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ: جس کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے قبول کرنے کیلئے بنایا ہے اور اس نے شامت اعمال کے باعث اس احساس کو ضائع نہیں کیا، وہ ہدایت الٰہی کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے، اس کے سینے کو اسلام قبول کرنے کیلئے کھول دیتا ہے اور جس کی شامت اعمال کے باعث اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے اور اپنے دروازے پر نہ بلانا چاہے اس کا سینہ تعلیم اسلام کا متحمل نہیں ہو سکتا تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے گلے میں رسا ڈال کر اوپر کھینچو، جس طرح اسے تکلیف ہوتی ہے اس طرح مردود بارگاہ الٰہی مشرک بھی اسی حال میں ہوتا ہے، کہیں چونے کی قبر دیکھی، فٹ (جلدی) سجدہ کر بیٹھا، اس کے سینہ کی ایسی حالت ہوتی ہے جو اسلام کا متحمل نہیں ہو سکتا اور جس سے اللہ راضی ہو جائے تو حید کا نور اس کے سینے میں آ جاتا ہے۔

فطرت مسخ کرانے پر سینہ کی تنگی

شرک آنے سے شرک وظلمت میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں یہ تَصَعَّدَ جیسی حالت ہوتی ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اس کے سینہ کو بے حد تنگ کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ پناہ دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ٹھیک فرمایا جن کی گھٹی میں شرک ہو اس کو توحید سے سخت دِقّت اور نفرت ہوتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ سینہ نہ کھول دے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے، جس طرح کافر کا سینہ تنگ کر دیا اور حق سے دور کر دیا ایسے ہی اللہ تعالیٰ رِجْس (عذاب) میں مبتلا کر دیتا ہے جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ہر نوع مخلوقات کو ارتقاء جبلی

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ: سوائے جن وانس کے باقی ہر نوع کے تمام مخلوقات کو الہام الٰہی جبلی سے چلاتے ہیں، ہر نوع، جنس، صنف کے مسلک خصوصی ہیں جو القاء جبلی سے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے تاکہ جو مقصد نصب العین حیات ہو وہی انجام دے، تعلیم کے لئے صرف جبلی القاء کافی نہیں بلکہ اس کیلئے معلم ظاہری بھی بھجواتا ہے، اس میں استعداد بالقوۃ ہے، بالفعل نہیں۔ پیغمبر علیہ السلام اسے قوۃ سے فعل کی طرف لاتے ہیں، انسان درمیان میں کھڑا ہوا ہے ایک طرف شیطان اسے کھینچتا ہے اور کہتا ہے تعال ھنا والیّ شیطان اس کی طرف جھکے گا قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص:۸۲)

اللہ کا ہدایت کے لئے پیغمبر کو کھڑا کرنا

اب دوسری طرف اللہ ہدایت کیلئے پیغمبر کو کھڑا کرتا ہے جو کہتا ہے تعال الیّ اب یہ فطرت سلیمہ کے مطابق اسکی طرف جائیگا قوة فارقة بين الحق والباطل الاستعداد التميز به لقبولية الحق توازن ٹھیک کرنے کیلئے اللہ نے درمیان میں انسان رکھ دیا ادھر ہادی ادھر مغوی (اغوا کرنے والا)، اب حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتا کیوں ہے؟ جبکہ باطل کو باطل سمجھتا بھی ہے ورنہ کسی کے سامنے بدمعاشی نہ کرتا، چھپ کر چوری کرتا ہے، چوری کرنے کیلئے رات کو آتا ہے اور سودا خریدنے کیلئے دن کو آتا ہے، یہ ہے فطرت سلیمہ جو سب میں ہوتی ہے سوائے دجاجلہ (فریبی) کے کل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه اوينصرانه اويمجسانه

افادتكم النعماء منى ثلاثة　　يدى ولسانى والضمير المحجبا (الامام الشافعی)

توحید وشرک کی تمیز ہم نے پوری طرح بیان کر دی ہے ہم نے نصیحت کرنے والوں کیلئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ آیات پاکیزہ سے نفع انہی کو حاصل ہو۔

ایمان داروں اور شرک سے پرہیز کرنے والوں کیلئے سلامتی کا گھر

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: ای التوحید والمخالفۃ عن المشرك فرمایا کہ اسی لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ والی جماعت کیلئے سلامتی کا گھر ہے یعنی جنت کیونکہ وہاں ہر طرح ہر چیز سے سلامتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے سبب ان کا مددگار ہے، ان کے اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کا ولی اور کارساز ہے، ان لوگوں کا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے رسولوں پر ایمان اور شرک سے پرہیز کریں تو ان کیلئے جنت ہے۔

جن وانس ہر ایک کا دوسرے سے کام نکالنا

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ: جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو جمع کرے گا تو جنوں کی جماعت سے فرمائے گا تم نے آدمیوں میں بہت سے اپنے تابع کر لئے تھے تو جو جنوں کے دوست اور تابع ہیں وہ کہیں گے کہ اے رب! ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کام نکالا یعنی انسان سے نفع اٹھایا کہ اپنے دھندوں میں پڑے رہے، اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کیا، یا استمتاع خلاف جنس سے ہوگا، یعنی جن وانس جس سے نفع اٹھاتے ہیں، جن کا انس سے نفع اٹھانا مثلاً جن انسان سے عبادت کرواتے ہیں اور انسان کی جن سے نفع اٹھانے کی صورت یہ ہے کہ جاہلیت میں عرب جب سفر کرتے تھے اور شب آجاتی تو کہتے تھے اعوذ بسید هذا الوادی اور اسی طرح ہم اپنی اس میعاد کو آپہنچے جو تم نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی یعنی دنیا کی زندگی میں جب ہم ایک دوسرے سے کام نکالتے تو یہاں تک کہ ہم پہنچے اپنے میعاد تک یعنی موت سر پر آپہنچی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانا آگ ہے یعنی تم سب آگ میں داخل ہوگے جس میں ہمیشہ رہو گے۔

قیامت کے دن ضال اور مضل دونوں جہنم رسید ہوں گے

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ: نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ سے واضح ہے کہ ابدی جنتیوں کیلئے کبھی خروج عن الجنة نہیں اور جہنمی بھی دوزخ سے نہیں نکلیں گے مگر وہ جو وقتی طور پر

جہنم میں داخل ہوئے ہوں اب ماشاء اللہ استثناء کرنے کی توجیہ یہ ہے کہ کانوا مستحقین لدخول النارلماکانوا فی الدنیاایضاً ولکن ماشاء اللّٰہ وان یحییھم قبل موتھم الدنیاوی ولایدخلھم النار ولکن لما دخلوا لایخرجون بعد دخولھم فی النار ابداً اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے قادر مطلق ہیں جہنم سے نکال سکتے ہیں لیکن نکالیں گے نہیں، وہ حکیم اور عظیم بھی ہے جس طرح کافراور مشرک مرتے دم تک کفر درشرک پر قائم تھا، صرف موت کی وجہ سے کفر وشرک ختم ہوا اگر نہ مرتا تو ہمیشہ کیلئے کفر وشرک کرتا رہتا اسی طرح اللہ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ کافراور مشرک کو ہمیشہ کے لئے سزا دے۔ آیا وہ وقت مراد ہے جو تبدیل عذاب میں خرچ ہوگا اور مطلب اس کا یہ ہے کہ دنیا میں مستحق عذاب ہو چکے تھے لیکن قبر کی زندگی میں دخول جہنم نہ ہو۔

بداخلاقی میں مجانست نے اکھٹا کردیا

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ:ای المشرکین و اولیاء المشرکین والموحدین واولیاء الموحدین بداخلاقی میں ہم جنس ہونے کے باعث دنیا میں بھی یہ کم بخت مل جاتے ہیں یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعویٰ توحید کو قبول نہیں کرتے، اور اسی دوستی کی وجہ سے آپس میں مل کر اسلام اور اہل اسلام کی دشمنی میں ایک دوسرے کی معاونت کرتے رہتے ہیں اور آخرت میں بھی اسی مجانست کے سبب سے جہنم میں اکٹھے ہوں گے۔

رکوع 16

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

اے جنو اور انسانو! کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ

جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے وہ اس دن کی ملاقات سے تمہیں

يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ

ڈراتے تھے کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

زندگی نے دھوکہ دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ

كٰفِرِيْنَ ۝١٣٠ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ

وہ کافر تھے۔ یہ اس لیے ہوا کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کرنے کے باوجود ہلاک

الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝١٣١ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

نہیں کیا کرتا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں۔ اور ہر ایک کے لیے ان کے عمل

مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝١٣٢

کے لحاظ سے درجے ہیں اور تیرا رب ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اور تیرا رب بے پرواہ رحمت والا ہے اگر وہ چاہے تم سب کو اٹھا لے

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ

اور تمہارے بعد جسے چاہے تمہاری جگہ آباد کر دے جس طرح تمہیں

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ

ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے ۔جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے

وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

وہ ضرور آنے والی ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔ کہہ دو اے لوگو تم اپنی جگہ پر کام کرتے رہو

مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

اور میں بھی کرتا ہوں عنقریب معلوم کر لو گے آخرت کا گھر

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

کس کے لیے ہوتا ہے بے شک ظالم نجات نہیں پاتے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا

اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لیے مقرر کرتے ہیں

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا

اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے

كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ

سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ کا ہے

لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

وہ ان کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ

اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل

اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ

کرنے کو خوشنما بنا دیا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیں اور ان پر

دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو انہیں چھوڑ دو اور جو

يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ

وہ افترا کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں یہ جانور اور کھیت محفوظ ہیں انہیں صرف وہی لوگ

لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

کھا سکتے ہیں جنہیں ہم چاہیں اور کچھ جانور ہیں جن پر سواری حرام کر دی گئی ہے

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

اور کچھ جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر

افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

افترا ہے عنقریب اللہ انہیں اس افترا کی سزا دے گا۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ

اور کہتے ہیں جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے

لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً

اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور جو بچہ مردہ ہو تو دونوں

فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ

اس کے کھانے میں برابر ہیں اللہ انہیں ان باتوں کی سزا دے گا بے شک وہ حکمت والا

حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ

جاننے والا ہے۔ تحقیق خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَآءً

جہالت اور نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر اس رزق کو حرام کر لیا جو اللہ نے

عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ ع

انہیں دیا تھا بے شک وہ گمراہ ہوئے اور سیدھی راہ پر نہ آئے۔

رکوع (۱۶)

خلاصہ: مخالفین توحید کا احساس حق اور ان کا موجودہ مسلک خلاف عقل ونقل ہے۔

ماخذ: (۱) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ (الانعام: ۱۳۰)

(۲) وَ قَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (الانعام: ۱۳۸)

(۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (الانعام: ۱۴۰)

بے ایمانی کا اعتراف

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ: قیامت کے دن جنات اور انسانوں کی جماعت سے یہ سوال ہوگا کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ اس دن کی ملاقات سے جس دن یعنی قیامت کے

دن تمام مخلوقات کو جمع کریں گے، تو جواب میں وہ یہ کہیں گے کہ ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی آئے تھے لیکن ہم نے پرواہ وقدر نہیں کی اصل میں قیامت کے حالات مختلف ہیں یہ بعض مقامات میں کفر سے انکار کریں گے، ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا، دنیا میں اپنی خواہشات کے تابع ہو گئے، اللہ کو بھول گئے اور قیامت کے منکر ہو گئے۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے دیکھئے یہ اپنی بے ایمانی کا اعتراف کر رہے ہیں اور اپنے اوپر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے، عالم دنیا میں کفار اور فاسقین پر قوت بہیمیہ غالب ہے اس واسطے وہ مضرات نفسانی اخروی کو محسوس نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مشغول رہتے ہیں لیکن مرنے کے بعد وہ غفلت چلی جاتی ہے (بہیمیت کا پردہ اتر جاتا ہے) اور قوت ملکیہ غالب ہوتی ہے (ملکیت ظاہر ہو جاتی ہے) اس واسطے اس وقت عذاب کو محسوس کر کے اپنی غفلت پر نادم ہوتے ہیں اور اپنے جرم کا اقرار کرتے ہیں جیسے ایک ڈاکٹر کسی شخص کو کلوروفام سنگھا دیتا ہے جب وہ بے ہوش ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس وقت اس کا کوئی عضو بھی کاٹ لے تو بے ہوشی کے باعث انسان اس درد کو محسوس نہیں کرتا لیکن جس وقت ہوش میں آتا ہے تو پھر وہ درد کو محسوس کرتا ہے، پھر وہ کہتا ہے کہ کاش اگر بے ہوشی کی حالت میں مجھے ذرا ہوش آتا تو اس مصیبت سے بچ جاتا ہے اسی طرح مجرم بھی نشہ دنیاوی میں مست ہیں، جب تعلقات دنیوی منقطع ہو جاویں گے تو درد کو محسوس کر کے اپنی غفلت پر پچھتاویں گے۔

جملہ معترضہ: سی، آئی، ڈی والے یہاں بھی ہوں گے کوئی مولوی ہی ممکن ہے کیونکہ منطق کی اصطلاحات کو تو مولوی ہی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

اقرار کرانے کی حکمت

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ: یہ اس واسطے کہ مجرمین کو جہنم میں داخل کرنے سے پہلے ان کے جرموں کا اقرار کرایا جائے گا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں مار پڑی بے گناہ عذاب ملا، جب ماننے کے بعد اسے سزا دے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کریگا پھر یہ وہم نہیں کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ظالم ہے سورۃ اعراف وغیرہ میں ہے کہ وہ یہ کہیں گے "اناظلمون"

ہر نیک و بد کے مدارج

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ: ہر نیک و بد اعمال کے مدارج ہیں نیکی کے مدارج تو انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین میں ہیں پھر ان میں بھی درجات لاتعد ولاتحصیٰ (گنتی سے باہر) ہیں اسی طرح برے لوگوں کے بھی فساق، فجار، مشرک اور کافر وغیرہ کے درجے ہیں تو تمہارے بداعمال اور اچھے اعمال سے رب العالمین بے خبر نہیں اس پہ جزا وسزا دے گا۔

وعدہ سزا ضرور پورا ہوگا

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُوالرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ: اے مؤیدین شرک! خدا تعالیٰ تم سے بے پرواہ ہے، وہ کسی کے معذب ہونے سے خوش نہیں بلکہ اس کی رحمت عام ہے لیکن یہ اپنے اعمال کے باعث جہنم میں جا رہے ہیں، اگر چاہے تو تمہاری جڑ اکھاڑ پھینکے اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو آباد کر دے، جس طرح تدریجی طور پر پرانی ایک نسل کے بعد دوسری نسل لانے پر اللہ قادر ہے اس طرح سے وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ایک ہی جھٹکے میں سب کو ختم کر دے اور اس کی جگہ دوسروں کو آباد کر دے، تم لوگ دنیا میں بھی اس کے محتاج ہو اور موت کے بعد بھی، لہٰذا اپنی ضرورت سے ایمان قبول کرو اور اعمال صالحہ اختیار کرو۔

کسی چیز کے وجود میں دیر اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کا وجود نہ ہوگا

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ: بلاشبہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یعنی شرک کی سزا اور قیامت کا دن تو وہ ضرور آنے والی ہے، اس میں دیر لگنے کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ یونہی باتیں ہیں بلکہ کسی چیز کے وجود میں آنے میں دیر لگنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کا وجود نہ ہوگا بلکہ اس کا وقوع ضرور ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، جو ایمان نہیں لائے گا وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکے گا۔

عاقبت کا گھر کس کے لئے ہے؟

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

الدَّارِ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ: اے شرک کی تائید کرنے والو! تم اپنی جگہ پر کام کرتے رہو کفر کرتے ہو یا شرک کرتے ہو اور میں بھی اپنی جگہ عمل کرر ہا ہوں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے یعنی توحید کا تو اگر تم نہیں مانتے تو انتظار کرو دیکھو حق جل وعلیٰ شانہ کس کی حمایت کرتا ہے تو عنقریب تمہیں خود معلوم ہوگا کہ آخرت کا گھر جو دائمی ہے کس کیلئے ہوگا؟ دنیا کی زندگی تو عارضی اور ختم ہونے والی ہے کون غالب آتا ہے؟ بے شک ظالم لوگ کبھی کامیابی اور نجات نہیں پاتے۔

مشرکین کی تقسیم کا رد

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ: مشرکین کے خود ساختہ دین کی بیہودگی ملاحظہ ہو کہ اپنے بنائے ہوئے معبودانِ باطلہ سے زیادہ ڈرتے ہیں اور معبود برحق جل وعلا شانہ سے اتنا نہیں ڈرتے کہ معبودانِ باطلہ کا حصہ ضائع نہیں ہونے دیتے، خدائے تعالیٰ کا حصہ ضائع ہو جائے تو پروا نہیں کرتے، اس آیت میں ان کے افعال خلاف عقل ونقل درج ہیں، مطلب یہ ہے کہ مشرکین اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ کے لئے مقرر کرتے ہیں یعنی جس نے پیدا کیا ہے اس کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں اور پھر اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کوئی قانون وغیرہ نہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور دوسرے حصہ کو اپنے معبودانِ باطلہ کا حصہ ٹھہراتے ہیں یعنی لات، عزیٰ، منات، وغیرہ کے لئے جو ان کے بتوں کے نام ہے پس جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے، کہتے ہیں کہ اللہ تو غنی ہے اور بے نیاز ہے اس کو کیا ضرورت ہے، کتنا ہی بُرا فیصلہ ہے ان لوگوں کا جو بے نیاز بادشاہ ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں اور جو عاجز ہے اس کی اہمیت کتنی ہے یہ اتنے بے وقوف ہیں۔

دوسری بیہودگی معصوم اولاد کا قتل

وَ كَذٰلِكَ زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِیُرْدُوْهُمْ وَ لِیَلْبِسُوْا عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ: ان مشرکین کی دوسری بیہودگی ملاحظہ ہو کہ اپنی معصوم اولاد کو بے گناہ مار ڈالتے ہیں یعنی بہت سے مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو خوشنما اور مزین بنا دیا ہے تا کہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کریں

یعنی جو ان کاہنوں کے پیروکار ہیں، ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنادیں تاکہ وہ اپنے دین کو بالکل نہ سمجھیں یعنی حق و باطل کی پہچان بھی نہ کرسکیں، جھوٹی کہانیاں سنا کر لوگوں کو شرک، کفر اور بدعات پر آمادہ کیا جاتا ہے، لالچی پیر اور مولوی لوگوں کو باطل رسومات میں الجھائے رکھتے ہیں تاکہ صحیح دین ان تک نہ پہنچ سکے اگر صحیح دین ان تک پہنچ جائے تو باطل کے اندھیرے چھٹ جائیں گے، جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ جب حق آجاتا ہے تو باطل اس کے مقابلے میں قدم نہیں جما سکتا۔

محاسبہ کے دن مشرکین اپنے جرم کا خود اقرار کریں گے

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تسلی دی کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اِس کیلئے اُس کا لانا کوئی بعید نہیں اللہ ہر شخص کے سامنے حق و باطل کے راستے واضح کر کے انہیں ان کی اپنی صوابدید پر چھوڑ دیتا ہے اور کسی پر جبر نہیں کرتا کیونکہ اسے جبری ایمان قبول نہیں ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ سو انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ تقدیر کو بہانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی یہی مشیت ہے تو فرمایا کہ ان کو کہو کہ اگر یہی مشیت الٰہی ہوتی تو پہلی قومیں شرک کے باعث کیوں تباہ ہوئی تھیں؟ اور جو وہ افتراء کرتے ہیں اس کو بھی چھوڑ دیں کیونکہ محاسبہ کا وقت آنے والا ہے اور پھر یہ خود اپنے جرم کا اقرار کریں گے۔

خود ساختہ حلت و حرمت خلاف عقل و نقل ہے

وَ قَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ: ان مشرکین کی خود ساختہ حلت و حرمت بھی ملاحظہ کیجئے کیسے جھوٹ بول رہے ہیں حلت و حرمت کا فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے یا خدا کا کام ہے؟ سب چیزیں اسکی ہیں جس چیز کے استعمال کی اجازت دے وہ حلال ہے اور جس چیز کی استعمال سے منع کرے وہ حرام ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی سب محفوظ ہیں اس کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے اُس کے جنہیں ہم چاہیں اور اسی طرح کچھ جانور ایسے ہیں جن پر اُن لوگوں نے سواری کو حرام کر دیا کیونکہ ان جانوروں کو بتوں کے نام سے منسوب کر دیا تھا اس وجہ سے اس پر سواری حرام تھی اس کا تفصیلی ذکر اس آیت میں گزرا ہے، مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (المائدة:۱۰۳) اور اسی طرح

کچھ جانور ایسے تھے جس پر اللہ کا نام نہیں لیتے یعنی ذبح کرتے وقت بھی اس پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ ان پر بتوں کے نام لیتے تھے، یہ سب اللہ تعالیٰ پر افترا ہے ان کو اللہ عنقریب ان کے اس افترا کا عذاب دے گا۔

افترائی قانون کا دوسرا حصہ

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ: یہ اس افترائی قانون کا دوسرا حصہ ہے، کہتے ہیں جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے، یعنی وہ جانور جن کو انہوں نے حرام کر رکھا تھا سائبہ، بحیرہ وغیرہ جانور کہ یہ ہمارے مردوں کیلئے خاص ہیں اور ہماری عورتوں پر حرام ہیں اور جو بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو وہ دونوں اس کے کھانے میں برابر ہیں۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو انہوں نے اپنے زعم سے بنائی تھیں، اللہ کی طرف سے اس پر کوئی قانون نہیں تھا، اللہ تعالیٰ انہیں ان باتوں کی سزا دے گا جو وہ کرتے تھے کیونکہ اللہ بہت حکمت والی ذات ہے، وہ ڈھیل دیتا ہے تا کہ یہ سمجھ جائیں وہ جانتا ہے ان کے کرتوتوں کو، وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

قتل اولاد، رزق خداوندی کی تحریم

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ: فرمایا کہ خسارہ میں پڑے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت اور نادانی کی بنا پر اور معاشی بنیاد پر قتل کیا کیونکہ اولاد کا قتل خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کی تحریم ہے، اللہ رزاق ہے، وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اللہ بہترین رزق دینے والا ہے یہ سب ان کی گمراہی کی علامتیں ہیں ان کا یہ عمل ان کا خلاف عقل ہے، بلاشبہ وہ گمراہ ہوئے اور سیدھی راہ پر نہ آئے اور یہ کبھی راہ راست پر نہ آئیں گے کیونکہ یہ گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

رکوع 17

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور اسی نے وہ باغ پیدا کیے جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ

اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار پیدا کیے

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ

جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا بھی ہیں ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل

اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ

لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرو بے شک وہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا

بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور بوجھ اٹھانے والے مویشی پیدا کیے اور زمین سے

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

لگے ہوئے اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ

شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ آٹھ قسمیں پیدا کیں

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ

بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو تو پوچھ کہ دونوں نر

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ

اللہ نے حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں مادہ کے رحم

الْاُنْثَیَیْنِ ط نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۱۴۳) لا

میں ہے مجھے اس کی سند بتلا اگر سچے ہو۔

وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ط قُلْ

اور اونٹ اور گائے سے دو دو قسمیں پیدا کیں تو پوچھ دونوں

ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ

نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں مادہ

اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ط اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ

کے رحم میں ہے کیا تم موجود تھے جس وقت اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تھا

بِهٰذَا ج فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے

لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی

تاکہ لوگوں کو بلا تحقیق گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (۱۴۴) ع

ہدایت نہیں کرتا۔

رکوع (۱۷)

خلاصہ: گزشتہ رکوع میں آچکا ہے کہ کفار کی حلت و حرمت خلاف عقل و نقل ہے، اب بتلایا جاتا ہے کہ ہماری حلت اشیاء منقول و معقول ہے۔

ماخذ: (۱) وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (الانعام: ۱۴۱)

(۲) وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (الانعام: ۱۴۲)

حلت و حرمت عقلاً و نقلاً صحیح ہے

وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ: تمام میوہ جات تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مساکین کا حق ادا کردو، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ باغ خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ان میں سے ایسے باغ بھی ہیں یعنی پھل جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ چھتوں پر نہیں چڑھائے جاتے، مطلب یہ ہے کہ بعض پھل درختوں کے اوپر ہوتے ہیں اس کیلئے چڑھنا پڑتا ہے اور بعض زمین سے لگے ہوئے ہیں ان کیلئے چڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسی طرح کھجور کے درخت ہیں اور کھیتی ہیں جن کے پھل مختلف ہیں، صرف کھجوریں کتنے مختلف ذائقوں والی پیدا کیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زیتون اور انار پیدا کئے، ان میں سے بعض ایک دوسرے سے مشابہت بھی رکھتے ہیں اور بعض جدا جدا ہیں، بعض شکلوں میں مشابہت رکھتے ہیں اور بعض

ذائقوں میں، اسی طرح جو کچھ ہم کھاتے ہیں ان میں ہم نے توحید کو پیش نظر رکھا ہے، اب ہم خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں کہ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ تو منقول بھی ہوا۔

رضائے الٰہی بہ عبادت، رضائے مخلوق بہ خدمت

سارے قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے بہ عبادت، اور مخلوق کو بہ خدمت، اصلیت میں پیش نظر رضائے الٰہی ہے اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ سے توحید ثابت ہوتی ہے اور اٰتُوْا حَقَّهٗ کہ مخلوقِ خدا کو راضی کرو، مطلب یہ ہے کہ جب فصل یا پھل کاٹو تو اس کا حق ادا کرو یعنی اس میں صدقہ وخیرات ادا کرو یا زکوٰۃ ادا کرو تو مخلوق کی خدمت بھی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہوئی۔

غیر مصرف میں خرچ اسراف

خدا کے خوف سے ڈرنا چاہئے ورنہ اگر محاسبہ ہوا تو بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی بچ نہیں سکتے اور انہیں بھی خدا کا فضل درکار ہے ورنہ قصہ مشکل ہے، اللہ نے مصرف بتلایا اب غیر مصرف میں کھلانا اسراف ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس کا دیا گیا رزق مطیع ہو کر کھاؤ

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ: اللہ تعالیٰ نے مویشی پیدا کئے جن میں سے بعض بوجھ اٹھانے کیلئے ہیں یعنی بیل، گھوڑا وغیرہ اور بعض لٹا کر ذبح کر کے کھانے کیلئے بکری، گائے وغیرہ جانور، پس اللہ تعالیٰ نے رزق تمہیں دیا ہے تاکہ ان میں سے تم اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ، اُسی کے مطیع ہو کر رہو اور دشمنِ خدا یعنی شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور شیطان کی پیروی بھی نہ کرو اور اسی طرح قانونِ خدا کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرنا بھی مت کرو تو جو شیطان کی پیروی کرے گا اور اس کے بہکاوے میں آجائے تو وہ گمراہ ہوا کیونکہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔

اشیاء کی تحلیل وتحریم محض خدا کے حکم سے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: جن مویشیوں کو اللہ

تعالیٰ نے حلال قرار دیا ان آیات میں ان کی تشریح بیان کی گئی ہے، ارشاد فرمایا کہ یہ آٹھ جوڑے پیدا کیے ہیں، بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو تو دونوں کے نر و مادہ میں سے کوئی بھی حرام نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ پوچھو ان سے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں میں نر حرام کیے ہیں؟ یا دونوں مادے؟ یعنی بکری اور بھیڑ یا وہ بچہ جو دونوں مادہ کے رحم میں ہے نر ہو یا مادہ جو بھی ہو مجھے اس کی سند بتلاؤ یعنی وضاحت کرو اگر تم اس کی حلت و حرمت کے دعوے میں سچے ہو۔

چوپایوں کی قسمیں جن میں کوئی حرام نہیں

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آٰالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ: اشیاء کی تحلیل و تحریم محض خدا کے حکم سے ہو سکتی ہے اور خدا کا حکم یا بواسطہ انبیاء علیہم السلام پہنچے گا یا بلا واسطہ حق تعالیٰ کے حکم سے ہو سکتی ہے اور اسی طرح فرمایا کہ اونٹ اور گائے سے دو دو قسمیں پیدا کیں اور ان دونوں کے مادہ اور نر میں سے کوئی بھی حرام نہیں ہیں، مذکورۃ الصدر جانوروں کے نر یا مادہ یا جو چیز مادہ کے رحم میں ہے کیا ان میں سے کسی چیز کی حرمت کا حکم تمہیں خدا تعالیٰ نے دیا ہے؟ یا محض بہتان باندھ رہے ہو اور علم و تحقیق سے تہی دست ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کر کے گمراہ کرتے پھر رہے ہو، جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کر لی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی اس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

رکوع 18

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ

کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا

یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ

جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے

خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے پھر جو شخص بھوک سے

اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

بے اختیار ہو جائے ایسی حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ

یہود پر ہم نے ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا اور

الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا

گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی حرام کی تھی مگر جو پشت پر

حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ

یا انتڑیوں پر لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو ہم نے ان کی شرارت

ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

کے باعث انہیں یہ سزا دی تھی اور بے شک ہم سچے ہیں۔

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا

پھر اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو تمہارا رب بہت وسیع رحمت والا ہے

يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ

اور گناہگار لوگوں سے اس کا عذاب نہیں ٹلے گا۔ اب مشرک کہیں گے

الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا

اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو

وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن

حرام کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے اسی طرح ان لوگوں نے جھٹلایا جو

قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ

ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا کہہ دو تمہارے پاس

عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ

کوئی ثبوت ہے تو اسے ہمارے سامنے لاؤ تم فقط خیالی باتوں پر چلتے ہو اور

أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

صرف تخمینہ ہی کرتے ہو۔ کہہ دو پس اللہ کا الزام پورا ہو چکا پھر

فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَ

اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔ ان سے کہہ دو اپنے گواہ لاؤ

كُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا فَإِن

جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے پھر اگر وہ

شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ج وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

ایسی گواہی دیں تو تو ان کا اعتبار نہ کر اور جنہوں نے ہماری

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

آیتوں کو جھٹلایا ہے اور جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور وہ اوروں کو

بِالْاٰخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ع ﴿۱۵۰﴾ ع ۱۸ ۵

اپنے رب کے برابر کرتے ہیں۔

رکوع (۱۸)

خلاصہ: مسلمانوں کی حرام کردہ اشیاء کی حرمت منقول ہونے کے علاوہ معقول بھی ہے۔

ماخذ: قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الانعام: ۱۴۵)

حلال وحرام کا معیار وحی

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ: اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دو کہ جو چیز مجھے پہنچی ہے وہ وحی کے ذریعے سے پہنچی ہے تو اس میں ان چیزوں کے سوا کھانے والوں پر حرام نہیں پاتا مگر مَیْتَةً وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یا ایسا حتف انفہ (اپنی طبعی موت) مر گیا ہو تو حرام ہے کیونکہ جس جانور پر اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں گویا یہ کہتے ہیں کہ اے جانور! تجھے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ذبح کرتے ہیں، وعلی الذین ھادوا یہ دفع دخل مقدر (مخفی سوال کا جواب) ہے کہ بنی اسرائیل پر تو اور چیزیں حرام تھیں تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا جو حلال ہو مگر بغیر ذبح ہوئے خود بخود مر جائے، یا خلاف شریعت ذبح کیا گیا ہو اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اور اسی طرح محرمات اربعہ میں سے دوسری چیز بہتا ہوا خون ہے یہ بھی قطعاً حرام ہے، اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ تیسری چیز خنزیر کا گوشت جو کہ نجس العین جانور ہے اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور اسی طرح چوتھی وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام (قربت اور عبادت کے طور پر) پکارا گیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے فِسْقًا سے تعبیر کیا ہے، یہ گناہ کی بات ہے۔

حکمتِ حرمت وحلت اشیاء

حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ اللہ نے انسان کے بیج کو بو کر پیدا کیا، گویا چھوٹا درخت تھا تو اللہ نے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چار اوصاف پیدا فرمائے۔

اول طہارت: جو کہ وضو اور غسل سے حاصل ہوتی ہے اور بدن سے ٹکا اور ہکا سل دور کر کے ایک نور پیدا ہوتا ہے۔

دوئم اخبات (خشوع وخضوع عاجزی): یہ نماز سے حاصل ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو سراپا بارگاہ الٰہی میں پیش کر کے اشرف الاعضاء پیشانی کو بارگاہ میں ٹیکا جاتا ہے اور اللہ کی بلندی وعظمت شان کا گیت گایا جاتا ہے اور اپنی ذلت وعاجزی کا اظہار کیا جاتا ہے

سوئم سماحت (سخاوت یعنی اپنی جان اور مال اللہ کیلئے قربان کرنا): سماحت یہ ہے کہ مال ومنال رکھے، بیوی سے میل جول رہے، حلال کھائے پیئے پر ان کا رنگ (ان میں محو ہو جائے) ومحبت انسان پر نہ چڑھے مثلاً سماحت صحابہؓ کے تیرہ برس رہے ہیں پر نماز پڑھتے جارہے ہیں اپنی جان کا بھی پتہ نہیں جبکہ بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہیں اور جب جنت یاد آئے تو کھجوریں پھینک کر میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر اللہ کی راہ میں جان قربان کریں چنانچہ نداء حی علی الصلوٰۃ میں اخبات وسماحت دونوں کی طرف دعوت دی جاتی ہے کیونکہ نماز کے لئے آنا پڑتا ہے تو اخبات حاصل ہو گیا اور مال ومنال، کاروبار بیوی بال بچوں کو چھوڑ کر حاضری دینی پڑتی ہے تو سماحت حاصل ہو گئی۔

چہارم عدالت: یعنی كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ پر پورا پابند رہنا، الحاصل ان اوصاف حمیدہ سے اللہ انسان کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے، تو جو چیزیں اس راستے میں روڑہ بنیں ان کو اللہ نے حرام کر دیا چاہے ذی روح ہو جیسا کہ خنزیر کا گوشت کھانا یا چاہے غیر ذی روح ہو جیسا کہ شراب حرام ہے کیونکہ اس کے پینے سے عدالت قائم نہیں رہ سکتی نہ بیوی اور بیٹی میں فرق نظر آتا ہے نہ جھوٹ سچ میں امتیاز رہتا ہے۔

حرمتِ خنزیر کی وجہ

اگر خنزیر کو حلال کیا جائے تو ہم اسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکریوں کی طرح اپنے گھر میں بھی پالتے لیکن یہ ایسا خبیث جانور ہے کہ کیا کہوں مجھے اس کی شکل بھی یاد ہے، میں جب دیوبند میں تھا ایک دفعہ جنگل میں سیر کو نکلا، چھوٹے چھوٹے بچے ماں سے جفت ہو رہے تھے، یہ اتنا بے حیا

ہے تو اگر ہم اس کو گھر میں پالتے تو اس سے ہمارے بچے اور عورتیں بھی گھروں میں ان عادات شنیعہ سے متاثر ہو جاتے، خنزیر کو کھانے سے طبیعت میں دیوثی، زناکاری پیدا ہوتی ہے، جس کے باعث پایہ تکمیل تک پہنچنا تو درکنار جہنم کے گڑھے میں خنزیر کا کھانا لے جاتا ہے کیونکہ جو چیز خود دیوثی ہے تو اس کے کھانے سے اثر پڑتا ہے، چنانچہ انگریزوں کی دیوثی آپ دیکھ چکے ہیں کیونکہ یہ خنزیر کھاتے ہیں۔

غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ

اسی طرح وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے تو وہ اس کو کھائے، حالانکہ مالک و خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور ذبح کرنے کا فتویٰ کوئی اور دے تو یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ تو جس ذات نے جان دی ہے تو اس ذات کے نام پر جان بھی لینا چاہئے، اگر جان لینے کے وقت (ذبح کے وقت) جان دینے والے کا نام نہ لیا جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں، ہم اتنے پرہیزگار ہیں جو حتف انفه (اپنی موت آپ) مرے اس کے نام سے نہ مرے تو ہم اسے نہیں کھاتے، جس خدا نے پیدا کی ہوئی ہے اس کے نام پر ذبح ہو تب ہم اسے حلال سمجھتے ہیں، یہی نہیں بلکہ توحید پرست کی غیرت ہی گوارا نہیں کرتی کہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کو کھایا جائے اور حلال سمجھا جائے۔

نذر کنندہ کے بارے میں رائے

نذر کنندہ کے بارہ میں دو قسم کی رائے ہے ایک حق پرست کی رائے ہے، وہ کہتے ہیں کہ نیت پر مدار ہے اور نیت بھی قصائی کی نہیں بلکہ جانور لانے والے مالک کی نیت معتبر ہے، (جس نے غیر اللہ ہی کی نذر کی ہے) اور دوسری رائے حضرات ظاہرین کی ہے، وہ کہتے ہیں ذبح کرتے وقت نیت کا اعتبار ہے یعنی ذبح کریں اللہ کے نام سے تو ٹھیک ہے تو حاصل یہ نکلا کہ ان اشیاء کی حرمت بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل دونوں کے ہاں یکساں تھی اور یہاں جو حصر ہے اضافی بنسبة بهيمة الانعام کے ہے اور ان کی آٹھ قسمیں وہی ہیں جو ذکر ہو چکیں یعنی کتا، شیر، باز وغیرہ اگرچہ حرام ہیں لیکن یہ جانور بهيمة الانعام میں سے نہیں ہیں۔

حالت اضطراری میں حرام اشیاء کا استعمال

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: پھر جو شخص بھوک سے بے اختیار ہو جائے یعنی اس کو پاکیزہ اور حلال مال ملنے کی امید نہ ہو اور نہ یہ بغاوت کرنے والا ہے بلکہ حقیقتاً

مجبور ہو اور اسی طرح اس کے کھانے میں حد سے تجاوز بھی نہ کرے، فقط اپنی جان بچانے کے لئے کھائے تو بے شک تیرا رب بخشنے والی مہربان ذات ہے۔

حرمت ذاتی نہیں بنی اسرائیل کی بغاوت کی وجہ سے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے یہود پر ہر ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا، جن میں بطخ اور مرغابی وغیرہ شامل تھے اور اسی طرح ہم نے اُن پر گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کی تھی مگر وہ چربی جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں پر لگی ہو یا وہ جو ہڈیوں سے ملی ہوئی ہو یعنی ان تین چربیوں کے علاوہ باقی تمام قسم کی چربی کو حرام کیا تھا، یہ چیزیں فطرت انسانی کے لئے مضر ہونے کے لحاظ سے ان پر حرام نہیں تھیں بلکہ محض بنی اسرائیل کی تعدی کی وجہ سے اور ان کی بغاوت و تجاوز کی بنا پر سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر دیں اور اس لئے بھی مناظر عاجز آ جاتا ہے اور دلائل سے مسئلہ بتا نہیں سکتا تو وہ تقدیر کی آڑ لیتا ہے اور اسی طرح یہ چیزیں بنی اسماعیل پر حرام نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنی بات میں سچے ہیں۔

تکذیب والوں پر اللہ کا عذاب ٹلا نہیں

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ: یہ لوگ اللہ کے حکم پر مغرور ہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں اور یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو اے پیغمبر انہیں کہہ دو کہ تمہارا رب بہت وسیع رحمت والا ہے، اگر یہ لوگ اب بھی تکذیب سے باز نہ آئے تو انہیں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب مجرموں سے ٹلا نہیں کرتا۔

خواہشات نفسانی کو مشیت الٰہی پر محمول کرنا

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ: جب مشرکوں سے دلائل کا مطالبہ کیا جائے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے، اسی طرح ان لوگوں سے پہلے جو قومیں تھیں انہوں نے بھی حق کو جھٹلایا یہاں تک کہ انہوں

نے ہمارا عذاب چکھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے لاؤ نہیں ہے اس وجہ سے تو تم فقط خیالی باتوں پر چلتے ہو اور صرف تخمینہ لگاتے ہو...... ع عذر گناہ بدتر از گناہ

گناہ خود کرتے ہیں اور بے وقوف تقدیر و مشیت الٰہی پر محمول کرتے ہیں جو دوسرا گناہ بن پڑا، اللہ ہماری ان بداخلاقیوں اور افتراء پردازیوں کو پسند نہیں کرتے تو ہم کیسے کر سکتے تھے؟ یہ لوگ اپنی خواہشات نفسانی اور جواز کیلئے الٹی سیدھی باتیں بناتے ہیں، کوئی دلیل نہیں محض ظن و گمان پر چلتے ہیں وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا (النجم:۲۸)

اتمام حجت

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر اتمام حجت ہو چکا ہے کہ تم غلط راستے پر جا رہے ہو تو جس پر اللہ تعالیٰ کا اتمام حجت ہو جائے تو اسے کون بچا سکتا ہے؟ ہاں اگر وہ جبراً چاہتا تو کوئی بھی گمراہ نہ رہتا لیکن وہ کسی پر جبر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ اس کی مصلحت کے خلاف ہے۔

بلا شہادت و دلیل خود ساختہ حلت و حرمت

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ: آپ کو ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ کیا تم اپنے طرز عمل پر کوئی شہادت پیش کر سکتے ہو کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے؟ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حلت و حرمت کے پابند نہیں بلکہ غیر اللہ کی حلت و حرمت اختراعی کو معمول بہ بناتے ہیں تو اگر یہ لوگ کوئی ایسی جھوٹی گواہی لے بھی آئیں تو تم ان کا اعتبار نہ کرو اور نہ ان کی کچھ پروا کرو، اسی طرح انہوں نے آیتوں کو جھٹلایا ہے لہٰذا ان کی اتباع مت کرو اور نہ ان لوگوں کی اتباع کرو جو آخرت پر ایمان اور یقین نہیں رکھتے یعنی جو قیامت کے منکر ہیں اور اسی طرح نہ ان لوگوں کی اتباع کرو جو اوروں کو اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں یعنی شرک میں جو مبتلا ہیں ان کی اتباع سے بھی تمہیں منع کیا ہے۔

رکوع 19

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا

کہہ دو آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے

بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا

یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب

اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا

اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر اور

تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا

پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ

جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے تمہیں یہ حکم دیتا ہے

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ

اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو ہم کسی کو اس کی طاقت

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ

سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ

ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

رشتہ داری ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو

مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾

اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

پھر ہم نے نیکوں پر نعمت پوری کرنے کے لیے موسیٰ کو کتاب دی جس میں

وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ اپنے

١٩ ع ٦ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٤﴾ ع

رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔

رکوع (۱۹)

خلاصہ: مأ کولات کے سوابقیہ خلاصہ قانون اسلام

ماخذ: قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الانعام:۱۵۱)

اکل وشرب کے بعد بقیہ قانون اسلام

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ: اکل وشرب کی بات چل رہی تھی اب بقیہ قانون اسلام ہے، اس سورت میں مجوس کو دعوت الی التوحید ہے پھر ابراہیمی نمونہ کو پیش کر دیا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سب کے مسلم التعظیم بزرگ ہیں، ہم نے کہا تم توحید پرست نہیں ہو اس لئے تمہارے مأ کولات کا قانون اکل وشرب بھی خلاف عقل ونقل ہے اور ہمارے مأ کولات کا قانون معقول بھی ہے اور منقول بھی، اب بتلایا جاتا ہے بقیہ قانون بھی سن لیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ ان کو کہہ دو کہ آؤ میں تمہیں سنا دوں وہ جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔

شرک سے احتراز

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا: یہاں سے تعلق باللہ کی درستگی کا بیان ہے، فرمایا کہ اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ نہ صفات میں اور نہ ذات میں، غرض یہ ہے کہ اللہ کو کسی بھی چیز میں شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، جس کا ٹھکانا صرف جہنم ہی ہے تو اس وجہ سے فرمایا کہ شرک نہ کرو اور اپنا تعلق باللہ درست رکھو۔

بالا دست والدین اور مخلوق سے احسان

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا: یہاں سے تعلق بالمخلوق کی درستگی کا بیان ہے، تعلق بالمخلوق ٹھیک رہے تو مخلوق میں سے والدین بالا دست کی مثال ہے تو اس لئے فرمایا کہ والدین کے ساتھ احسان کرو کیونکہ اللہ نے بدسلوکی کو حرام فرمایا ہے، انسان کی خوبی تمیز کرنے کا یہ موقع ہے کہ جو بے طمع محسن ہیں ان پر احسانات کرے اور ان کیساتھ برائی کیساتھ پیش آنے کا کبھی وہم بھی نہ آئے کبھی وہم نہ آئے، مفسرین فرماتے ہیں کہ والدین کو نہ زبان سے تکلیف پہنچاؤ اور نہ کسی عمل سے، یہ قطعی حرام ہے۔

زیردست یعنی اولاد پر شفقت و رحمت

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ: اب زیردست کا قانون بیان کیا جاتا ہے جو اولاد ہے خلاصہ یہ ہے کہ بالا دست اور زیردست دونوں سے تعلق نہ بگڑے، بالا دست کی خدمت و اطاعت ہو اور زیردست پر رحمت اور شفقت ہو، تربیت اور قتل اولاد کے متعلق پوری بحث سورۂ احزاب میں آئے گی۔

قتل اولاد کے دو ترجمے

تعلق بالمخلوق میں یہ زیردست کا قانون ہے اس آیت میں دو ترجمے ہیں ایک یہ ہے کہ اپنی اولاد کو بھوک کی وجہ سے قتل نہ کرو، جس طرح زمانہ جاہلیت میں ایک طریقہ رائج تھا کیونکہ وہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے ساتھ اپنی روزی بھی لاتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو قیامت نہیں آتی جیسا کہ کشتی اپنے نیچے اتنا پانی رکھتی ہے جتنا اس کے نیچے آتا ہے، اگر کشتی پانی میں ہو تو اس کے نیچے پانی رہتا ہے اور اگر ہٹا دی جائے تو وہ اپنے ساتھ پانی نہیں لے آتی، دوسرا ترجمہ یہ ہے جو ساری دنیا کیلئے ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی فقط رزق کمانے کیلئے اولاد کو معمولی پیشوں میں قید رکھتا ہے اور اس کو حسب الفطرت پڑھنے، تعلیم الٰہی دلانے اور اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرف قدم اٹھانے سے روکتا ہے تو یہ بھی قتل اولاد ہے یہ بات مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہے۔

ظاہری و باطنی فواحش سے احتراز: مذہب کا خلاصہ

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ: بے حیائی کی بات کے قریب بھی نہ جاؤ، بے حیائی یہ وسیع لفظ ہے تو جو معدود و اور محدود چیزیں بیان کی گئی ہیں فقط یہی نہیں بلکہ قاعدہ کلیہ بیان

کیا جاتا ہے کہ مذہب کا خلاصہ اعطاء کل شئی ماھو حقہ ہے یعنی انسان پر جو حق ہے اس کو پورے طور سے ادا کرے، خواہ وہ حق خالق کا ہو یا مخلوق کا ہو اور مخلوق میں خواہ انسان کا ہو یا جانور کا ہو، جیسے ایک عورت بلی کی وجہ سے جس کو اس نے بند کر رکھا تھا دوزخ میں چلی گئی اور ایک فاحشہ عورت کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں چلی گئی تھی اور اسی طرح فرمایا کہ بے حیائی کے ظاہرا اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ یعنی جو گناہ اعلانیہ طور پر کیا جاتا ہے یا پوشیدہ طور پر ان سب کے قریب بھی نہ جاؤ، جیسا کہ کسی سے مال چھین لیا ہو یا گانا بجانا وغیرہ، پوشیدہ گناہوں میں جیسے بغض، کینہ، بدنیتی وغیرہ سے الغرض انسان فقط حلال کھانے سے مہذب نہیں ہو جاتا بلکہ وہ جمیع مخلوق کا لحاظ رکھے، تب مہذب ہوتا ہے۔

قتل سے احتراز

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ: پہلے جو حقوق بیان کئے گئے تھے وہ مخلوق اور خانہ داری سے متعلق تھے اور اب وہ بیان کئے جاتے ہیں جو خانہ داری سے باہر ہیں تو فرمایا کہ ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے اور اس کی تاکید کر دی ہے کہ ان سے بچو یعنی متقی تب بنو گے کہ تعلقات مذکورہ کو پورا نبھاؤ گے اور سمجھو کہ یہ احکام قرین قیاس ہیں یہ پانچ چیزیں تو ایک آیت میں آ گئیں۔

مال یتیم میں غلط تصرف

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ: یہ معاملات کے متعلق فرماتے ہیں کہ سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ، مثلاً یتیم کے مال میں بڑھانے کی غرض سے تصرف (تجارت وغیرہ) کرو نہ کہ نقصان پہنچانے کے خیال سے پھر جب وہ بلوغ تک پہنچ جائے تو اس کو اس کا مال سپرد کر دو۔

ناپ تول میں انصاف

وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ: ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو یعنی اللہ نے ناپ تول میں کمی کرنے کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ سابقہ امتوں میں بھی ناپ تول کی کمی کا مرض تھا جب وہ لوگوں سے لیتے تو پورا پورا لیتے اور جب ناپ کر یا تول کر دوسروں کو دیتے تو اس میں کمی کر دیتے، جس کی وجہ سے ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔

صحیح نیت

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا : اگر نادانستہ غلطی ہوگئی تو معاف ہوگی ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے لیکن آدمی کو نیت درست کرنے کی ضرورت ہے، نیت ٹھیک ہونے کے باوجود بھی کوئی غلطی آجائے تو ماخوذ نہ ہوگا مگر نیتوں سے اللہ باخبر ہے۔

بات انصاف سے کہو

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى: جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو یعنی حق بات کہنے میں کسی بھی رشتہ دار کی رعایت مت رکھو بلکہ جو حق ہے وہ کہو، یہاں پر قول سے مراد فیصلہ بھی ہو سکتا ہے اور شہادت بھی۔

ایفاء عہد الٰہی

وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ: بندگی کے عہد نباہ کرو اور وہ اتباع رسالت سے ہوگا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تا کہ تم ان سے نصیحت پکڑو۔

صراط مستقیم چھوڑ کر فرقہ بندی کے راستوں پر نہ چلو

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ: دائرہ کے دو نکتوں کے درمیان خط مستقیم ایک ہی ہوتا ہے باقی کروڑوں دائرے خطوط ظاہراً یا باطناً منحنی (ٹیڑھے میڑھے) ہوتے ہیں کمافی الاقلیدس یعنی مذکورۃ الصدر راستے کا اتباع کرو اور دوسرے جو چھوٹے چھوٹے راستے نکلیں گے کہ ذرا صحیح بات آئی اور بہت سی باتیں اِدھر اُدھر کی مل گئیں اور ایک فرقہ بن گیا اس قسم کے فرقوں کا اتباع نہ کرو کیونکہ یہ تمہیں سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے اور گمراہی کے راستہ پر چلائیں گے تو جس راستہ پر چلنے کا تمہیں حکم ملا ہے اس کو نہیں پاؤ گے، اسی لئے تمہیں حکم دیا گیا تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور بچو ان راستوں سے جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔

صراط مستقیم ہمیں دروازہ محمدیؐ سے گزار کر سیدھا دربار الٰہی میں لے جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحیح علم آتا ہے وہ سب سے پہلے انسان کی عقل میں آتا ہے، علم الٰہی کا انسان کی عقل میں آنا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، اس سے انسان کی رہنمائی ہوتی

ہے، مسلمانوں کی اکثریت کو یہ نعمت نصیب نہیں، اکثریت بدقسمت ہے، ان کی عقل ٹھوکریں کھاتی ہے، ان میں سے کسی کی زندگی کا مقصد ہے جائیدادیں بنانا، کسی کا مقصد روپیہ جمع کرنا، کسی کا گریڈ بڑھانا، کسی کا زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا، کسی کا الیکشن لڑنا اور بڑا آدمی بننا۔ دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ اس کیلئے کیا کریں؟ کس سے کہیں؟ اور اس راستہ میں جو مشکلات ہیں ان کو کسی طرح حل کیا جائے، شیطان نے سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہے، مرنے کے بعد جب قبر میں جائیں گے تو آنکھیں کھلیں گی، دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک ہی ہوتا ہے، صراط مستقیم بھی ایک ہے جو ہمیں دروازہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزار کر سیدھا دربار الٰہی میں لے جاتا ہے، اس کے لئے ہمیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا سکھلائی گئی ہے، ٹیڑھے راستے بے شمار ہیں، روپیہ جمع کرنا الیکشن میں روپیہ برباد کرنا وغیرہ سب ٹیڑھے راستے ہیں۔

قرآن علم الٰہی کا مجموعہ ہے

اللہ تعالٰی کے نازل کئے ہوئے علم کا مجموعہ "قرآن" ہے۔ یہی ہدایت کا راستہ ہے۔

وَأَنَّ هَـٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ اکثریت کو اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی، نہ مردوں کو اور نہ عورتوں کو، ضرورت ایجاد کی ماں ہے اگر ضرورت محسوس ہو تو اس علم الٰہی کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، اگر ڈاکٹر کسی مریض سے کہے کہ تیرا چہرہ بے رونق ہے، تیرے جسم میں خون نہیں ہے تو یہ گالی نہیں بلکہ اس ڈاکٹر کی مریض پر شفقت ہے، اب تک ان کی عقل میں نہیں آیا کہ قرآن ضروری ہے۔ بیوی بیمار ہو تو اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں، وہ بے پردہ علیحدہ کمرہ میں اس کو دیکھتا ہے، بیماری کا احساس ہے تو سب کچھ برداشت کرتے ہیں، قرآن کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے اس کا علم حاصل نہیں کرتے، علم الٰہی پہلے عقل میں آتا ہے، پھر دل میں اترتا ہے لہٰذا بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کی عقل میں قرآن نہیں آیا اور اس کے مقابلے میں وہ لوگ جن کی عقل میں سب کچھ ہے لیکن قلب میں نہیں اترا، بی اے یا ایم اے تک عربی پڑھ چکے ہیں، ریسرچ کرنے اور ایک رسالہ لکھنے کے بعد یونیورسٹی ان کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کر دیتی ہے، ڈاکٹر ہو گئے نوکر ہوئے تو بڑی بڑی تنخواہیں پانے لگے، یا بیرسٹر ہیں اور ہزاروں روپیہ ماہوار کماتے ہیں لیکن

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط　　　　محبوب نامش نہادند غلط

قبر میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کی کوئی قیمت نہیں۔ اللہ کا پہلا فضل یہ ہے کہ قرآن عقل میں آئے، دوسرا فضل یہ ہے کہ دل میں آئے اور تیسرا فضل یہ ہے کہ اعضا میں بھی آئے۔......

ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرب میں بعثت کا فائدہ

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ: ای ثم نقول ولیس المراد منه انّ التوراة انزل بعد نزول القرآن پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی تھا یہ مطلب نہیں کہ تورات قرآن مجید کے بعد نازل ہوئی، کتاب اس لئے دی تا کہ نعمت پوری کریں اس شخص پر جس نے اچھا کام کیا اور اس کتاب میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے، اس لئے اس طرح اس میں ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی موجود ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عرب میں کیوں ہوئی؟ اس کا فائدہ بتلایا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے تو موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی تھی جس میں ان احکام کی تفصیل پوری تھی، جن کی پابندی ضروری ہے تو جس نے پابندی کی وہ کامیاب ہو گئے اور جس نے پابندی نہیں کی تو وہ ناکام ہو گئے تو جو اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائے اور کتاب اللہ کو اپنا معمول بہ بنایا تو یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

رکوع 20

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل

طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ

بے خبر تھے۔ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے

لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

ہدایت اور رحمت آ چکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ

اور ان سے منہ موڑے جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں ہم انہیں

اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ان کے منہ موڑنے کے باعث برے عذاب کی سزا دیں گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ

یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا تیرا

رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ

رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے

اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ

شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے

مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا

ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دو انتظار کرو ہم بھی

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا

انتظار کرنے والے ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی جماعتیں

شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ

بن گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں اُن کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَاۗءَ

پھر وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ جو کوئی ایک نیکی

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

کرے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا سو اسے اسی کے برابر

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِىْ

سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔کہہ دو میرے رب نے

هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ

مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ

کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِىْ رَبًّا وَّهُوَ

سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ کہہ دو کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی

رَبُّ كُلِّ شَىْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ

کوئی گناہ کرے گا تو وہ اسی کے ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہارے سب

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۱۶۴﴾

کے ہاں ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتا دے گا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

اس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ

درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے

إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع ۲۰ النصف

بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رکوع (۲۰)

خلاصہ: تم تو قرآن سے اعراض کرتے ہو اور ہم اس کتاب بابرکت کا اتباع کرا کے تمہیں مسلک ابراہیمی علیہ السلام کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔

ماخذ: (۱) وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام: ۱۵۵)

(۲) قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام: ۱۶۱)

اتباع کتاب سے برکت کا رنگ

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ: یہ برکت والی کتاب جو ہم نے نازل کی ہے فَاتَّبِعُوْهُ ای هذا الكتاب باتباع تلك الكتاب والتزام التقوىٰ یعنی اس بابرکت کتاب کی اتباع کرو اس میں موجود تمام احکام کی اتباع لازم ہے یہ اس وجہ سے تا کہ تم میں برکت کا رنگ آئے اور رحم کیے جاؤ یعنی تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو سکے اور اس کی نافرمانی کرنے سے ڈرو۔

قرآن نے عذر کرنے کا راستہ بند کر دیا

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ: قرآن شریف میں اولین مخاطب قریش ہیں تو انہیں فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہو اور یہ عذر نہ کر بیٹھنا کہ بنی اسرائیل پر آسمانی کتابیں نازل ہو چکی ہیں، تم نے انہیں تورات دی اور انجیل دی اور ہم تو نہ سریانی جانتے تھے نہ عبرانی، ہم ان زبانوں سے ناآشنا تھے، اس واسطے اللہ تعالیٰ کی منشاء

معلوم نہ کر سکے تو شرک بھی اس وجہ سے کیا، اب تو قرآن تمہاری ہدایت کیلئے آیا اور ہر ملک میں اس کے بندے اس کے ترجمے قرآن کے ساتھ کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

اب اعراض کرنا بڑے اور بُرے عذاب کا باعث

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ: یا یہ عذر نہ کرنے پاؤ کہ اگر ہمیں آسمانی کتاب دی جاتی تو ہم اس کی بڑی قدر کرتے اور ان سے بہتر راہ پر چلتے کیونکہ ہم ان سے بہ نسبت زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اور اس پر زیادہ عمل کرتے، پس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آ چکی ہے جب ایسی واضح ہدایت یافتہ کتاب نازل ہوئی تو اب خوف کرو کہ تمہارے پاس کوئی عذر نہیں کہ جس سے تم ہدایت کا راستہ چھوڑ کر گمراہی پر چلو، پس اس سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے اور منہ موڑے ان آیتوں سے تو جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں تو ہم ان کے منہ موڑنے کے باعث اُن کو بُرے عذاب میں مبتلا کریں گے۔

غلط باتوں کے انتظار میں ہیں

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت جو احکام مل رہے ہیں ان کو نہیں مانتے یہ چاہتے ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں جب فرشتے ان کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آئیں تو اس وقت ایمان معتبر نہیں ہوگا یا خود خدا تعالیٰ براہ راست سمجھائے یا ایسی خطرناک نشانی نظر آئے جس کے باعث یہ لوگ ماننے پر مجبور ہو جائیں، یہ اس قسم کے انتظار میں ہیں تو جس دن تیرے رب کی طرف سے کوئی نشانی آئے گی تو جو پہلے ایمان نہیں لائے اُس وقت اِن کا ایمان لانا بیکار ہوگا یعنی اُس وقت اس کا ایمان لانا اِن کے لئے نہ فائدہ مند ہوگا اور نہ معتبر ہوگا یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیکی نہیں کی ہو تو قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد اس کی کوئی بھی نیکی قبول نہیں کی جائے گی پس ان سے

کہو کہ تم بھی ان میں کسی بات کا انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ کون راہ حق پر تھے؟

دین کو ٹکڑے کرنے والوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ: جو لوگ ایک صحیح مسلک دین الٰہی کو چھوڑ کر مختلف فرقے بن گئے ہیں ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا آپ بری الذمہ ہیں اور فرقہ بندی سے نفرت کا اظہار کریں، پھر ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں انکے تمام بُرے اعمال ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا۔

اعمال کا معین شدہ بدلہ

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا ۚ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ: ہر شخص اپنے اپنے نیک و بد اعمال کا معین شدہ بدلہ پائے گا یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کے لئے دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا، اس کو اس کے برابر سزا دی جائیگی کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا یعنی جتنا گناہ ہوا ہے اُسی کے بقدر سزا ہوگی اور ثواب والے کام کا اجر دس گنا زیادہ، یہی ہے رحمت الٰہی۔ اتنی مزدوری کون دیتا ہے کہ ایک تسبیح کی اور دس کا ثواب مل گیا، سکندر رومی سے ایک سائل نے پیسہ مانگا، اس نے کہا میری شان کے مطابق مانگو سائل نے کہا اچھا بادشاہی دے دو، سکندر نے جواب دیا کہ اپنی حیثیت کا بھی خیال رکھو۔ آج کل کے دنیاداروں نے اگر کسی مزدور کا ایک روپیہ دینا ہو تو ساڑھے تیرہ آنے ہی دینے کی کوشش کریں گے، کافی تکرار کے بعد ممکن ہے کہ پندرہ آنے دے دیں، میں تو اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں کہ غریب سے ڈرا کریں، اگر کسی غریب کے چار آنے بنتے ہیں تو اس کو ساڑھے چار آنے دے دیجئے اگر آپ نے اس کا حق پورا نہ دیا تو ممکن ہے اس کی بددعا سے ہزاروں روپے کا نقصان ہو جائے۔

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

صراط مستقیم ہی مسلک ابراہیمی ہے

قُلۡ اِنَّنِیۡ ہَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ: پہلے یہ بیان کیا گیا تھا کہ ہم نے کتاب دے دی تا کہ ان کا اعتراض نہ ہو اور وہ

کتاب صراط مستقیم دکھائے گی، اب اس کا بیان کیا جاتا ہے کہ میرا مسلک حضرت ابراہیم علیہ السلام والا ہے جو تمہارے بھی متفق علیہ امام ہیں لہٰذا اس کتاب پر عمل کر کے تمہیں مسلک ابراہیمی مل سکتا ہے۔

صراط مستقیم کیا ہے؟

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: صراط مستقیم یہ ہے کہ سب سے تعلق توڑا اور ایک خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ سے رشتہ جوڑا جیسے نماز ہے، جس میں لوگ مخلوق سے بے ربط ہو جاتے ہیں اور صرف وحدہ لاشریک لہ سے مربوط ہو جاتے ہیں اور اسی طرح اپنی زندگی اور موت بلکہ ہر عمل حیات اس کیلئے وقف کر دیا۔

خدا کی مرضی

ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کے بندے ہیں، سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی امت ہیں، یہ دنیا فانی ہے، آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے، ہم نے دنیا سے مر کر دوسرے جہان میں جانا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر اپنے عملوں کا حساب کتاب دینا ہے، جس شخص کے عملوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا وہ بہشت میں جائے گا اور جس سے ناراض ہوا اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کی چند روزہ زندگی میں وہ راستہ تلاش کریں، جس پر چلنے سے خدا تعالیٰ راضی ہو، اور اس راستہ کے معلوم کرنے کا ذریعہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ) ہیں، اگرچہ مسلمانوں کی زندگی کا نصب العین فقط حصول رضائے الٰہی ہی ہے مگر یہ شرف اور فخر اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمان ان ذمہ داریوں کو نہ نباہے اور ان تمام حق داروں کے حقوق ادا نہ کرے، جو اس کے ذمے ڈالے گئے ہیں۔

انسان کامل

انسان کامل وہ ہے جو فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالیٰ ہو یعنی اس کی ذاتی مرضی کوئی نہ ہو اس کی ہر نقل و حرکت اس کی نشست و برخاست اس کا ہر عمل حیات اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت نظر آئے۔ جس طرح نکاح کر کے جب ہم بیوی کو گھر میں لاتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمہ تن ہماری ہو کر رہے جیسے ہم نے اس کو مدت العمر کے لئے اپنا کیا ہے وہ بھی

مدت العمر کے لئے ہماری ہو کر رہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس کا بندہ ہو کر انسان کسی اور سے دل نہ لگائے اور اس کے نفس کی کوئی ذاتی خواہش باقی نہ رہنے پائے سورۃ الانعام کے آخری رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ اپنی زندگی کے نصب العین کا اعلان فرما دیجئے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آخری لمحے تک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں زندگی صرف کرتے ہوئے ہوئی اور یہی ہر مسلمان کلمہ گو کی زندگی کا نصب العین ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنائیں اور اس میں نمبر اول زندگی کا نصب العین آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین اطاعت گزار اور فرمانبردار ہیں

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ: اس آیت میں شرک کی تردید فرمائی، فرمایا کہ اس وحدہ لاشریک لہ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں اور نہ صفات میں، اس وجہ سے سب کچھ فقط اسے دے دیا اور اس کی فرمانبرداری کا طوق گلے میں ڈال لیا، فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی کہہ دیں کہ میں صرف تمہیں ہی اطاعت گزاری کی تعلیم نہیں دے رہا بلکہ سب سے پہلے خود اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں اولین اطاعت گزار اور فرمانبردار ہوں۔

اختلاف کا فیصلہ آگے چل کر اللہ نے کرنا ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو اس سے تعلق جوڑا ہے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعلق جوڑا تھا، تمہارا خیال ہے کہ میں رب العلمین سے تعلق توڑ کر غیر سے جوڑ لوں؟ حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے تو جو شخص کوئی گناہ کرے گا تو وہ اس کے ذمہ ہے یعنی ہر آدمی اپنے ہی فعل کا ذمہ دار ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہیں ٹھہرایا جائے گا، پھر تمہارے رب کے ہاں ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم مجھ سے اختلاف کرتے ہو یا جھگڑتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں چل کر اس کا فیصلہ ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا؟

خلافت اور درجات کی آزمائش سے کون کامیاب کون ناکام؟

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ : جس سے تعلق جوڑنا آج تمہیں معیوب نظر آتا ہے اس نے تو تمہیں دنیا میں بسایا اور دوسروں سے زیادہ درجہ عطا فرمایا بعض کو بعض پر درجات دیتے ہیں تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم اپنی وجاہت، طاقت، مال و دولت اور علم کی دولت کی شان وشوکت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا کتنا شکریہ بجالاتے ہو، علم بھی فضیلت ہے مگر آزمائش کا درجہ ہے کہ یہ اپنا علم لوگوں کو دیتا ہے یا نہیں، فاضل فی العلم کے لئے ضروری ہے کہ مفضول فی العلم (کم علم والا) کو علم پہنچائے اسی طرح فاضل فی الدولة کے لئے ضروری ہے کہ مفضول فی الدولة (کم مال والا) کو دولت پہنچائے، بہر حال اگر تم لوگ اس کے احکامات کی مخالفت کرتے جاؤ گے تو وہ جلد عذاب لانے پر بھی قادر ہے اگر سرِ تسلیم اس کی بارگاہ میں خم کردو گے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے سب غلطیاں معاف فرمادے گا۔

سورۃ الاعراف

خلاصہ سورت

سورۃ الانعام میں اصلاح مجوس پیش نظر تھا، حضرت الاستاذ شیخ التفسیر رحمہ اللہ نے اپنے کسی استاد سے روایت کی کہ میرے استاد عرب (عراق) سے کراچی آتے تھے تو کسی مجوسی سے آتش پرستی کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ہم آگ کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے محبوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا تھا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس ذات کے ممنون احسان ہیں جس نے آگ سے جلانے کی تاثیر کو روکا۔ آگ کا نہ جلانا اس کی ذاتی فطرت و خاصیت نہیں تھی یعنی مسبب الاسباب نے سبب کی تاثیر سلب کر دی قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ (الانبیاء:٦٩) بقیہ اقوام عالم کو دعوت الی الکتاب دی جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بڑی بڑی مشہور قومیں یہود جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں، نصاریٰ جس کا ذکر سورۂ آل عمران میں، مجوس جس کا ذکر سورۃ الانعام میں اور عرب جس کا ذکر سورۃ المائدہ اور سورۃ النساء میں تھیں اور باقی قومیں چھوٹی چھوٹی تعداد میں تھا اگر سب مل کر ایک قرآن کی دعوت کو مان جاتے تو دین و دنیا سب کی اصلاح ہو جاتی کیونکہ دین و دنیا کے ہر شعبہ میں اس کی رہنمائی موجود ہے۔

رکوع 01

سورة الاعراف

آیاتها ٢٠٦ — سُورَةُ الْاَعْرَافِ ٧ مَكِّيَّةٌ ٣٩ — رُكُوعَاتُهَا ٢٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ١ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

المص۔ یہ کتاب تیری طرف بھیجی گئی ہے تاکہ تو اس کے ذریعہ سے ڈرائے اور اس سے تیرے دل

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٢

میں تنگی نہ ہونی چاہیے اور یہ ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو اور اللہ کو چھوڑ کر

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ٣ وَ كَمْ مِّنْ

دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔ اور کتنی

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ

بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا ایسی حالت میں کہ دوپہر

قَآئِلُوْنَ ٤ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ

کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا پھر ان کی یہی پکار تھی کہتے تھے

اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ

بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے

اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ان پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے۔ پھر اپنے علم کی بنا پر

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۷ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ

ان کے سامنے بیان کر دیں گے اور ہم کہیں حاضر نہ تھے۔ اور واقعی اس دن وزن

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

بھی ہو گا جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا سو ایسے لوگ کامیاب

الْمُفْلِحُوْنَ ۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ہوں گے۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہو گا سو یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۹ وَ

نقصان کیا اس لیے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ اور

لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا

ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمہاری زندگی کا

مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۱۰ ع — ع ۱ ۱۰ ۸

سامان بنا دیا تم بہت کم شکر کرتے ہو

رکوع (۱)

خلاصہ: تذکیر بایام اللہ وبما بعدالموت وبآلاء اللہ سے دعوت الی کتاب اللہ تعالیٰ

ماخذ: (۱) دعوت الی القرآن: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف:۳)

(۲) تذکیر بایام اللہ کے ذریعے دعوت الی القرآن: وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ (الاعراف:۴)

(۳) تذکیر بمابعد الموت کے ذریعے دعوت الی القرآن: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف:۸)

(۴) تذکیر بآلاء اللہ کے ذریعے دعوت الی القرآن: وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (الاعراف:۱۰)

حروف مقطعات اور مفسرین کی رائے

الٓمّٓصٓ: حروف مقطعات میں سے ہے جمہور مفسرین حضرات کی رائے ہے کہ اس کی تاویل (تفسیر) سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، بعض حضرات کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راسخ فی العلم بندوں کو وہبی طور پر بتلا دیا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد تفاسیر میں منقول ہے کہ میں راسخین فی العلم میں سے ہوں مجھ سے متشابہات کے معانی پوچھو۔

دل میں تنگی لانے کی ممانعت

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِىْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ: یہ کتاب آپ کی طرف نازل کی گئی ہے تو اس قرآن کے نازل ہونے سے اور پھر اس کی تبلیغ کرنے

سے آپ کے دل میں تنگی نہ ہونے پائے کہ مخالفین اس کو کیوں نہیں مانتے، حالانکہ اس کا نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ اور پہنچانے والا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آگے لوگ انکار کرنے والے تو اس سے تمہارے دل میں کوئی تنگی پیدا نہ ہونے پائے، جب قبول کرتے ہیں تب معلم کی طبیعت خوش ہوتی ہے اور اگر معلم پڑھاتا ہے اور متعلمین نہیں سنتے تو معلم کی طبیعت میں ملال ہوتا ہے یعنی آپ کا فرض فقط انذار (ڈرانا) ہے ان لوگوں کو جو گناہ کرنے میں اور شرک کرنے میں مبتلا ہیں اور مومنین تو اس سے یقیناً نصیحت پالیں گے۔

اتباع قرآن کی طرف دعوت

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ: اے بنی آدم! اس منزل من اللہ تعلیم کو مان جاؤ اور اس کی اتباع کرو کیونکہ جمیع اقوام کی اصلاح اتباع کتاب اللہ پر موقوف ہے اگر جمیع افراد انسان حقیقی معنی میں متبع کتاب اللہ بن جاویں تو دنیا ان کے لئے ایک نمونہ بہشت ہوگی۔

بہشت آں جاست کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنا ولی (دوست) مت بناؤ جو تمہیں خواہشات نفسانی کی طرف مائل کریں اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل بنا دے، ولی طلب کرتے ہو تو اس کو طلب کرو جو حق کی طرف تمہیں لے جائے، تم میں سے بہت کم ایسے لوگ ہیں جو نصیحت مانتے ہیں۔

جسمانی اور روحانی طبیب

جس طرح طبیب یا ڈاکٹر مریض کی بیماری کے اسباب تلاش کرتا ہے، جن اسباب سے بیماری بڑھ رہی ہے ان سے مریض کو روکتا ہے اور جسم میں پیدا شدہ فاسد مادہ کے اخراج کیلئے علاج بتلاتا ہے، اگر تشخیص صحیح ہو اور علاج درست ہو تو بفضلہٖ تعالیٰ مریض شفا پا جاتا ہے اسی طرح روحانی طبیب کا بھی فرض ہے کہ روحانی امراض کے اسباب بتلائے اور اس کے ساتھ ہی علاج تجویز کرے تاکہ سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کی امت روحانی امراض سے شفا پائے اور قیامت کے دن دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرخرو ہو جائے۔

مسلمانوں کی بے دینی کے اسباب: پہلا سبب: غلط تعلیم

مسلمانوں کی بے دینی کا پہلا سبب غلط تعلیم ہے آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مشرکوں کو موحد، کافروں کو مومن، ظالموں کو عادل کس چیز نے بنایا؟ شرابیوں سے شراب کس نے چھڑائی؟ زانیوں کو زنا سے کس چیز نے توبہ کرائی؟ چوروں سے چوری کس نے چھڑائی؟ ڈاکوؤں کو کس چیز نے امن کا علمبردار بنایا؟ ان سب سوالات کا جواب ایک ہی ہے کہ تعلیم قرآن سے سب کی اصلاح ہوئی ہے۔ کیا ہمارا یہ ایمان نہیں ہے کہ آج بھی ہمارے پاس وہی قرآن ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل حرمین شریفین میں نازل ہوا تھا جس کے آسمان سے لانے والے جبریل علیہ السلام اور لوگوں کو پہنچانے والے رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے؟ کیا ہمارا یہ ایمان نہیں کہ اس مقدس کتاب کی تعلیم میں آج بھی وہی برکات موجود ہیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھیں تو پھر اس قرآن کو کیوں اپنی تعلیم کا لازمی جز نہیں بناتے؟ کیوں پنجاب یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں کے مجوزہ نصاب میں اسے لازمی قرار نہیں دیتے؟

قرآن کی خاصیت صرف قرآن سے مل سکتی ہے

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ خاصیتیں رکھی ہیں اور ہر چیز کی خاصیت اسی کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے، مثلاً نمک کی نمکینی سوائے نمک کے میسر نہیں آسکتی، مرچ کی خاص کڑواہٹ سوائے مرچ کے حاصل نہیں ہوسکتی، اسی طرح قرآن پاک کی تعلیم کے سوا توحید خداوندی کا نور دلوں میں پیدا نہیں ہوسکتا اور ایمان خالص کی حلاوت اور شیرینی دلوں میں پیدا ہو ہی نہیں سکتی اور دربار الٰہی کے دروازہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔

دوسرا سبب: بے دینوں کی صحبت

مسلمانوں کی بے دینی کا دوسرا سبب بے دینوں کی صحبت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ جس صحبت میں بیٹھے اس کا رنگ لے لیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان کا بچہ جس باکمال کے پاس بٹھایا جائے اس کا کمال حاصل کر لیتا ہے بڑھئی کے پاس بٹھایا جائے تو بڑھئی بن جاتا ہے، لوہار کے پاس بٹھایا جائے تو لوہار بن جاتا ہے اس طرح اگر ایک بچہ بے دینوں کی صحبت میں بیٹھے تو بے دین ہوجاتا ہے اور اگر دین داروں کی صحبت میں بٹھایا جائے تو دیندار ہوجاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نیکوکاروں کے ساتھ نشست و برخاست

رکھنے کا حکم دیا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف: ۲۸) ''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید کردو جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا طلبی کے لئے کرتے ہیں اور دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں اُن سے ہٹنے نہ پائیں۔''

تیسرا سبب: حلال مال میں حرام یا مشتبہ کی ملاوٹ

مسلمانوں کی بے دینی کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ان کی خوراک اور پوشاک میں حلال مال کے ساتھ مشتبہ یا حرام کی ملاوٹ ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ انسان کو اپنے دروازہ سے ہٹا دیتا ہے اور عبادت کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ اسی حرام خوری سے بچنے کے لئے ارشاد ہوا ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (البقرہ: ۱۶۸) ''اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔'' یہ یاد رکھو کہ حلال طیب کھانے کی اسی لئے تلقین کی گئی ہے تاکہ اللہ کے دروازے سے حرام خوری کے باعث مردود نہ ہو جائیں اور عبادت الٰہی کی توفیق سلب نہ ہو جائے اور عدم عبادت کے باعث جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

تذکیر بایام اللہ

وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ: غیر متبعین کتاب اللہ کو دعوت ہے کہ اس سے پہلے کتنی بستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے منزل من اللہ احکام کی مخالفت کی اور انہوں نے نبیوں کی زبان پر اعتماد نہیں کیا اور اپنی من مانی کرتے رہے اور شیطان کے پیچھے چلتے رہے، جس کی وجہ سے ہماری سزا ان کے پاس ایسی حالت میں آئی کہ رات کے وقت یا دوپہر کے وقت وہ سو رہے تھے تو اچانک عذاب الٰہی نے آ کر انہیں تباہ کر دیا۔

عذاب الٰہی کے نزول کے وقت بے انصافی کا اقرار

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ: جب عذاب الٰہی آیا اس وقت انہوں نے اپنی بے انصافی کا خود اقرار کیا، یعنی ان کی پکار اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم ہی خطاکار اور ظالموں میں سے تھے کہ یہ عذاب ہماری ہی کرتوتوں کی وجہ سے آیا

ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم نہیں ہلاک ہوئی، یہاں تک کہ خود ان کا اقرار ثابت ہو گیا کہ ہم نے واقعی ظلم کیا۔

روزِ قیامت رسولوں سے شہادت

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ: یہاں سے تذکیر بما بعد الموت کا ذکر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک نہیں کہو گے تو یاد رکھو کہ قیامت کے دن رسولوں سے شہادت لی جائے گی اور ان کی امتوں سے بھی سوال کیا جائے گا کہ تم نے کیا قدر کی؟ وہاں کیا جواب دو گے؟

اپنے علم کی بنا پر سارے واقعات بتلانا

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ: پھر ہم اپنے علم کی بنا پر ان کو سارے واقعات بتا دیں گے جس سے ان کو انکار کی کوئی مجال نہیں ہوگی اور ایسا ہم اس لئے کریں گے کہ ہم ان سے غائب نہ تھے بلکہ سب کچھ ہمارے علم میں اور ہمارے سامنے تھا۔

ثقل وخفت رضائے الٰہی سے عبارت

وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ: قیامت کے دن وزن بھی ہوگا ثقل وخفت عبارت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا سے کہ اس کی بارگاہ میں جو قبول ہو یعنی وہ اعمال خداوند قدوس کے موافق فرمان ہوں اور جن کے اعمال کا اللہ عز وجل نے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو اور موافق فرمان ادا کئے گئے ہیں اگر چہ وہ قلیل ہوں وہ ثقیل ہوں گے اللہ تعالیٰ کو تو قرآن مجید کے پیمانہ سے دیکھنا ہے کہ یہ کیسا ہے؟ پس جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا وہ کامیاب ہوگا۔

مُفْلِحُوْن کا مقام وزن اعمال

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا، جن کے اعمال قلبیہ واعمال جوارح وزنی ہوں گے وہ کامیاب اور جن کا وزن ہلکا رہا وہ خسارے میں رہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”ہر شخص کے اعمال وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص ومحبت سے حکم شرعی کے مطابق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا

اور ریس اور دکھاوے کے لئے کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے۔ جن کے نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے درگزر ہوا اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائیں گے اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا کہا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال تو غیر قارالذات اعراض (قرار نہ پکڑنے والی چیزیں) ہیں، جن کا ہر جز و وقوع میں آنے کے ساتھ ہی معدوم ہوتا رہتا ہے پھر ان کا جمع ہونا اور تلنا کیا معنی رکھتا ہے؟

قیامت کے دن اعمال کا مکمل ریکارڈ جس میں سے کچھ بھی غائب نہ ہوگا

گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں؟ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے، پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا؟ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا تعالیٰ گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے، اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کُل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے، جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو، رہا ان کا وزن کیا جانا؟ تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا جس میں اس یوم کی شہادت واطلاع اور بول کر آگاہ کرنے کیلئے لسان وغیرہ موجود ہیں لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلڑے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول وافہام کی رسائی سے باہر ہے، اسی لیے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی بلکہ ایک میزان کیا اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں بجز اس کے کہ ان کے نام ہم سن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن وسنت نے بیان کر دیا ہو عقیدہ میں رکھیں اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔

دنیا وآخرت کے میزانوں میں تفاوت

جن قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم ونسق ہوگا اس پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے اسی دنیا کے میزانوں کو دیکھ لو کہ کتنی قسم کی ہیں، ایک میزان وہ ہے جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں، ایک میزان سے غلہ اور سوختہ وزن کیا جاتا ہے، ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتا ہے جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں، ان کے سوا مقیاس الہوا

بادپیما (Aerometer) یا مقیاس الحرارۃ (تھرما میٹر) وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں، تھرما میٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے تول کر بتلاتا ہے کہ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے درجہ حرارت پائی جاتی ہے، جب دنیا میں بیسیوں قسم کے جسمانی میزان کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے وزن و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کیلئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسا میزان قائم کردے جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورۃً وحساً ظاہر ہو جائے۔

تذکیر بمابعد الموت

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ: جن کے اعمال میں رضائے الٰہی کا جذبہ کم ہوگا، وہ فرمان الٰہی کی مخالفت پر ڈٹے رہے یا وہ اعمال جن کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہیں ملتا اسی طرح جن اعمال کو علمائے سوء نے اختراع کر کے جزو اسلام بنا رکھا ہے، جیسے قوالی، عرس، گیارہویں، جمعراتیں، ورد یا شیخ امداد کن، قبر پرستی وغیرہ میں مبتلا لوگ سب خسارہ اٹھائیں گے کیونکہ کتاب الٰہی کے ذریعے جو رہنمائی کی گئی تھی اس سے انہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔ دین کو ظالم بادشاہوں، علمائے سوء اور پیرانِ سُوء نے خراب کیا ہے، ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ جس عمل میں رضائے الٰہی مطلوب ہو تو وہ ثقیل ہے اور اسی طرح جس عمل میں رضائے الٰہی مطلوب نہ ہو، تو وہ خفیف ہے وزن میں ہلکا ہوگا۔

مثال سے وضاحت

تحفیظ دو قسم کی ہے، ایک طالب علم استاد کے حکم کے مطابق چار سطریں یاد کرتا ہے اور دوسرا طالب علم ان چار سطروں کو یاد نہیں کرتا بلکہ دیکھ کر چار سو سطریں پڑھ لیتا ہے، استاد پہلے طالب علم سے خوش ہوگا کیونکہ اس نے استاد کی بات مانی۔

تذکیر بالآء للہ کے ذریعے دعوت الی القرآن

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ: ہم نے تمہیں زمین میں ٹھہرایا اور زندگی بسر کرنے کے سارے اسباب جمع کر دیئے جس میں حیوانات، نباتات، معدنیات، پھر ہر ایک کے خواص و فوائد بیان کئے صرف لوہے پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لیکن پھر بھی تم میں شکر گزاری کا مادہ بہت ہی کم ہے۔

رکوع 02

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ

آدم کو سجدہ کرو پھر سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں

السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ

میں سے نہ تھا۔فرمایا تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے جب کہ

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ

میں نے تجھے حکم دیا کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے

طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ

بنایا ہے۔ کہا تو یہاں سے اتر جا تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبر کرے پس

تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ

نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔ کہا مجھے

اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔فرمایا تجھے

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت دی گئی ہے۔ کہا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور ان کی تاک میں

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ

تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان کے پاس ان کے آگے ان کے پیچھے

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور تو

شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ

اکثر کو ان میں سے شکر گزار نہیں پائے گا۔ فرمایا یہاں سے

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

ذلیل و خوار ہو کر نکل جاؤ جو شخص ان سے تیرا کہا مانے گا

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ

میں تم سب کو جہنم میں بھر دوں گا۔ اور اے آدم تو اور

اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

تیری عورت جنت میں رہو پھر جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾

ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا

پھر انہیں شیطان نے بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ

ان کے سامنے کھول دے اور کہا تمہیں تمہارے رب نے اس

هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ

اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

پھر انہیں دھوکہ سے مائل کر لیا پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

تو ان پر ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ

اور انہیں ان کے رب نے پکارا کیا میں نے تمہیں

تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا

اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ

کھلا دشمن ہے۔ان دونوں نے کہا اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ

اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔ فرمایا

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ

یہاں سے اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ

ٹھکانا ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے۔ فرمایا تم اسی میں زندہ رہو گے اور

فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۲ ۱۵

اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

رکوع (۲)

خلاصہ: ضرورت اتباع کتاب اللہ

ماخذ: قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ(الاعراف :۲۳)

انسان کو معصوم مخلوق سے سجدۂ تحیہ کرانا بڑا اشرف تھا

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ: اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا شرف دیا کہ شیطان سے اور معصوم مخلوق یعنی فرشتوں سے سجدۂ تحیہ کرایا حالانکہ فرشتے خزائن الٰہیہ پر مامور ومحافظ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر بھیجا جارہا ہے لہٰذا یہ تو نائب ہے اور فرشتے خزانچی، اس آدم کو فرشتوں کا مقتدا بنایا گیا، فرشتوں سے تحیہ کا سجدہ کرایا گیا جو اسلام سے پہلے جائز تھا۔

امتحان میں شیطان کی اصلیت کا اظہار

شیطان اگرچہ ناری مخلوق ہے لیکن فرشتے نور سے ہیں جبکہ نار لطیف نور سے مشابہت تامہ رکھتی ہے، اس لئے شیطان بھی فرشتوں سے ملا جلا رہتا تھا لیکن امتحان کے وقت اس سے اپنی اصلیت کا اظہار ہوا اور فرشتوں نے اپنی فطرت کا حق ادا کیا لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ(التحریم:۶) یعنی جس چیز کا فرشتوں کو حکم دیا جائے اس میں وہ نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ملے اس کی پوری تعمیل کر دیتے ہیں بہرحال! شیطان نے سجدہ نہیں کیا اور تکبر میں پڑا، تکبر کا مطلب یہ ہے کہ بے جا اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا۔

شیطان کا آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ: اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو شیطان نے اپنا فلسفہ بھاڑتے ہوئے کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں لہٰذا میں اس کے سامنے کیسے جھک سکتا ہوں، میں تو صرف تیرے سامنے ہی سجدہ ریز ہوں گا، شیطان نے اپنی برتری کے لئے یہ دلیل پیش کی کہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے لہٰذا میں آدم سے افضل ہوں، نار نورانی ہے اور مٹی ظلمانی ہے جس کے مجموعے سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے، اس واقعہ میں جہت سجدہ آدم علیہ السلام ہیں لیکن واقعتاً سجدہ ذات باری تعالیٰ کو ہے، جیسے کعبۃ اللہ کہ بظاہر اس کی بناء پتھروں کی ہے لیکن اس کی طرف سجدہ کیا جارہا ہے لیکن حقیقتاً سجدہ ذات خدواندی کو ہے۔

شیطان کا تکبر

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ: جب شیطان نے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی اور تکبر کیا تو اللہ نے فرمایا آسمان سے اتر جا، تجھے یہاں تکبر کرنے کا حق نہیں تھا، نکل جاؤ تم ذلیلوں میں سے ہو، غرور کی وجہ سے شیطان پر ذلت کا ٹھپہ لگ گیا تو جو بھی غرور کرے گا وہ ذلیل وخوار ہوگا۔

شیطان کی بدقسمتی کہ معافی کے بجائے مہلت مانگی

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ: شیطان نے کہا کہ مجھے قیامت تک عذاب سے مہلت دی جائے، میں کہا کرتا ہوں کہ اس کی بدقسمتی تھی اگر مغفرت اور معافی طلب کرتا تو فوراً مل جاتی اس نے الٹا مہلت مانگی۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مہلت دے دی

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے، مسلمان کا فرض منصبی ہے کہ تعلق باللہ قائم رکھنے میں اپنی ہر ممکن کوشش صرف کرے کیونکہ شیطان (جو انسان کا بدترین دشمن ہے) ہر وقت کمربستہ ہوکر مختلف طریقوں سے انسان کو گمراہ کرنے میں شب وروز لگا ہوا ہے۔ علمائے کرام کو قرآن مقدس اور حدیث کی تفہیم، تعلیم وتعلم سے محروم کر کے منطق، فلسفہ میں مشغول

کر دیتا ہے، صوفیائے عظام کو بدعات میں مشغول کر کے اتباع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے محروم کر کے جہنم کے گڑھے میں دھکیلتا ہے لیکن وہ علماء جو باعمل اور متبع شریعت ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں انہوں نے مبارک قدموں کی خاک پاک سرمۂ چشم کو معمول بنایا ہے، چونکہ دشمن طاقتور اور قوی ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق محکم کر کے تزویر شیطانی سے بچنا چاہیے۔

شیطان کا انسان کو صحیح راستہ سے بھٹکانے کا عزم

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ: اس لعین نے قسم کھا کر کہا کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ کر دیا اسی طرح میں تیری طرف آنے والے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا، انسان جو بھی نیک کام کرتا ہے مثلاً کوئی زکوٰۃ دیتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ اتنی رقم تو زکوٰۃ میں دے کر تم غریب ہو جاؤ گے یا تیرے پاس پیسے ختم ہو جائیں گے وغیرہ۔

شیطان کا ہر طرف سے انسان کو گمراہ کرنے کا اعلان

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ: پھر شیطان نے کہا کہ میں تمہارے بندوں کو آگے پیچھے، دائیں بائیں یعنی جہات اربعہ سے ہی آؤں گا، نظر عامة الورود والفهم (عام لوگوں کی نظر اور سمجھ کے مطابق) میں جہات اربعہ ہی ہوتے ہیں ورنہ چھ جہات ہیں تو شیطان تمام جہات سے آ کر لوگوں کو نافرمان بنائے گا۔ اس وجہ سے حدیث میں شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے تسلط سے پناہ مانگنا وارد ہوا ہے۔

بنی نوع میں سے شیطان کے تابع سب جہنم کے ایندھن بنیں گے

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ: اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ نکل جاؤ آسمان سے برے حال میں راندہ ہو کر پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ بنی نوع انسان میں سے جو تیرے پیچھے چلیں گے ان سب سے اور تجھ سے دوزخ بھر دوں گا قیامت کے دن تابع اور متبوع سب جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔

حضرت آدمؑ وحواؑ کی جنت میں سکونت

وَ یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ: اس آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں رہائش اختیار کرنے کا بیان ہے فرمایا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو پس تم جہاں سے چاہو کھاؤ کسی بھی چیز کے کھانے پر کوئی ممانعت نہیں ہے، سوائے ایک درخت کے، اس درخت کے پاس نہ جانا منہی عنہ کو محسوس اور مبصر کرادیا اگر اس درخت کے پاس جاؤ گے تو تم بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے لہٰذا اس درخت کے علاوہ سب چیزوں کو استعمال میں لاسکتے ہو۔

شیطان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی دستگیری

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَاوٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ○ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ: شیطان نے آکر دونوں (حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام) کے دل میں وسوسہ ڈالا اور ساتھ دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہارے فائدے کی بات بتا رہا ہوں لہٰذا ممنوعہ پھل کو کھالو، تمہیں اس درخت سے اس لئے روکا گیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جنت میں رہنے والوں کا استحقاق تمہیں نہ مل جائے، معلوم ہوا کہ کچھ شبہ یہاں سے نکلنے کا اور عارضی قیام کا خطرہ ان کے دل میں رکھا گیا تھا کہ ہم یہاں ہمیشہ نہیں رہیں گے، اس لئے شیطان نے یہی خدشہ پکڑا اگر انسان کی دستگیری الہام الٰہی نہ کرے تو شیطان کی دسترس سے کسی انسان کا بچنا مشکل ہوتا، یہ چیز سورۂ بقرہ میں بھی آئی تھی اب اللہ کی دستگیری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن اور سنت کی اتباع کی تو شیطان کا غلبہ اس پر نہیں ہوگا، پہلی امتوں میں بھی یہی طریقہ تھا، الّا یہ کہ کوئی مادر زاد ولی پیدا ہوں اور القلیل کالمعدوم کلیہ سے مستثنٰی ہوتے ہیں، جب تک کوئی شخص ممتثل بالقرآن والسنۃ (قرآن وحدیث کا عامل) نہ ہو تو وہ شیطان کے پنجے سے نہیں بچ سکتا اگرچہ کوئی فاضل اجل ہی کیوں نہ ہو۔

انسان شیطان کے دھوکہ دینے میں آیا

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ: شیطان نے ان دونوں کو دھوکہ دے کر اپنی باتوں کی طرف مائل کر لیا اور انہوں نے ممنوعہ درخت سے کھایا تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں یعنی مستورہ جگہ ایک دوسرے کو نظر آنے لگی، اس حالت میں وہ سخت پریشان ہوئے اور فوراً ستر پوشی کی کوشش کی اور دونوں اپنے جسموں پر جنت کے پتے جوڑنے لگے تاکہ اپنے اعضائے مستورہ کو چھپائیں تو جب اللہ نے آدم اور حوا کو اس پریشانی میں دیکھا تو دونوں کو ان کے پروردگار نے پکارا اور کہا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے روکا نہیں تھا؟ اور کیا میں نے تم دونوں سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے؟ اس سے محتاط رہنا مگر تم پھر بھی اس کے بہکاوے میں آ گئے۔

حضرت آدمؑ کا ورود جزائر لنکا میں اور حضرت حواؑ کا حجاز میں

حضرت آدم علیہ السلام کا ورود جزائر لنکا میں ہوا اور حضرت حواء علیہا السلام کا حجاز میں اب کتنی پریشانی کہ خدا تعالیٰ ناراض، آپس میں جدائی اور فراق پڑ جانا، لباس کا اتر جانا، اب تعارف ہوتا ہے عرفات پر، اسی وجہ سے عرفات نام رکھا گیا ہے اور جدہ کو بھی جدہ اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ حضرت حواء علیہا السلام کا مزار وہاں پر ہے، بہت لمبی قبر ہے اور خوب چوڑی ہے اور ناف کی جگہ گنبد بنا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہوا کہ هذا قبر جدة حواء عليها السلام حضرت شیثؑ اور ان کی زوجہ کی قبریں جونپور اجودھیا سٹیشن سی پی (ہندوستان) میں ہیں، جو کہ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کا صحیح پتہ نہیں چلتا۔

چنانچہ استاذی مدظلہ فرماتے تھے کہ میں ایک بار جونپور کسی جلسے کیلئے گیا تھا اور حضرت مدنی سلمہ اللہ بھی تشریف لائے تھے تو انہوں نے بتایا کہ یہاں حضرت شیثؑ کی قبر ہے تو میں ان سے پہلے روانہ ہو کر اجودھیا اسٹیشن پر اتر کر ایک دو میل فاصلہ طے کر کے گیا تو وہاں ان کی قبر تقریباً ساٹھ ہاتھ کے قریب لمبی پائی اور ساتھ دوسری قبر ان کی زوجہ کی تھی اور اسؑ کے گرد چار دیواری تھی، دروازے پر کتبہ لگا ہوا تھا کہ یہ حضرت شیثؑ کی قبر ہے۔

جناب محمد میاں اصغر حسین صاحب کا جن کا نماز جنازہ پڑھانا

ہندوؤں کا رام چندر اسی جونپور کا ہے، شیخی و استاذی نے فرمایا کہ لاہور کے انجمن خدام الدین کے جلسہ پر ایک بار جناب محمد میاں اصغر حسین صاحب تشریف لائے تھے، ان کے متعلق مشہور تھا کہ انہوں نے کسی جن کا جنازہ پڑھایا ہے تو میں نے پوچھا کہ سچ ہے، حضرت آپ

نے جن پر نماز جنازہ پڑھی ہے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ ہاں! واقعہ یہ تھا کہ میں جونپور میں تھا اور طالب علم بھی تھا، ایک رات رونے کی آواز آئی تو شور سنائی دیا، صبح کو چند آدمیوں نے جنازہ ڈال کر رکھا کسی کو ہم پہچانتے نہیں تھے کہ یہ اسی علاقے کے ہیں اور ایک ان میں سے آ کر کہنے لگا کہ اس میت کا جنازہ آپ پڑھا دیجئے اس نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ میاں صاحب پڑھائیں گے۔ چنانچہ جنازہ پڑھ کر پھر ہمیں پتہ نہیں لگا کہ وہ لوگ کہاں گئے؟ تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ جنات تھے، حضرت میاں صاحب اس فن میں بہت قابل اور ماہر تھے ایک بار دیوبند میں کنڈہ لگا ہوا تھا اور کوئی طالب علم اس حجرے کا رہنے والا نہیں ملتا، کہا جاتا ہے کہ میاں صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ فلاں جگہ پر جنات نے اٹھا کر پھینک دیا ہے، وہاں پڑا ہے اٹھا کر لے آؤ، شاید طالب علم تسخیر جنات کے عمل میں سودائی ہوا تھا۔

کلمات الٰہی سے دستگیری

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ: آدم وحوا علیہا السلام آسمان سے اتار دیئے گئے اور بہشت سے نکال دیئے گئے اس کے بعد دنیا میں آ کر کچھ عرصہ پریشان رہے۔ بعد ازاں یہ کلمات انہیں الہام کئے گئے دعا کی صورت میں ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔ آدم علیہ السلام کو دربار الٰہی میں چار خصوصیات حاصل تھیں، ان کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ اس وقت تک درست نہیں ہوسکا، جب تک کہ الہام الٰہی نے دستگیری نہیں فرمائی تو دنیا میں کوئی بھی نجات نہیں پاسکتا، جب تک کہ وہ کتاب اللہ کے دامن سے وابستہ نہ ہو، قرآن پر عمل کرنے سے مماثلت بالملائکۃ ہو جاتی ہے۔

پچھتاوے سے بچنے کیلئے از خود اتباع کتاب اللہ

مشکوۃ شریف کی حدیث میں ہے کہ سڑک کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے وہ بلا رہا ہے کہ سیدھے چلے آؤ اور سڑک کے اس پار دروازے ہیں جن پر پردے لٹکے ہوئے ہیں وہ محارم ہیں اور وہ یہ آواز دے رہا ہے کہ پردوں کو نہ اٹھانا، اٹھاؤ گے تو داخل ہو جاؤ گے اور کنارے والا شخص یہ قرآن ہے لہٰذا اس کے اتباع کی ضرورت ہے، اگر اتباع کتاب اللہ نہ کیا تو آگے خود پچھتا کر کہنا پڑے گا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

الْخٰسِرِيْنَ جب خود خسران کا اقرار کرنا پڑے تو ابھی سے اتباع کتاب اللہ کرنی چاہئے، ورنہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام کو رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ایسا تمہیں بھی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اور قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (المومنون: ۱۰٦) کا اقرار کرنا پڑے گا کہ ہم نے ظلم کیا، لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء: ۸۷)

تعلق باللہ کی درستگی کیلئے الہام الٰہی

چونکہ شیطان رجیم ہے تمہیں گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا ہوا ہے، اس نے حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام کو دھوکا دیا پھر تم اس سے کس طرح بچ سکتے ہو۔ ہاں! اگر اتباع کتاب اللہ کرو گے تو بچ جاؤ گے جس طرح آدم علیہ السلام کا تعلق باللہ بجز الہام الٰہی کے درست نہ ہوا چنانچہ یہ کلمات رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہشت سے نکلنے کے بعد القا کئے گئے تھے۔

دشمن ہونے کی دو توجیہیں

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، کون کون دشمن ہوں گے اس میں دو توجیہات ہیں (۱) کہ اولاد آدم علیہ السلام ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے (۲) یا یہ کہ اولاد آدم علیہ السلام شیطان کے دشمن ہوں گے اور شیطان اولاد آدم علیہ السلام کا دشمن ہوگا۔

زندگی، موت اور بعثت

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ: اللہ نے فرمایا کہ تم اسی زمین میں زندہ رہو گے جب تک زندگی مقدر ہے اور اپنی زندگی کی مدت پوری کرنے کے بعد اسی زمین میں مرو گے اور اسی میں دفن ہو گے اور اسی سے قیامت کے دن زندہ کر کے نکالے جاؤ گے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (طٰہٰ: ۵۵)

رکوع 03

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ

اے آدم کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرم گاہیں ڈھانکتی ہیں

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ

اور آرائش کے کپڑے بھی اتارے اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔اے آدم کی اولاد تمہیں

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ

شیطان نہ بہکائے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا

الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ

ان سے ان کے کپڑے اتروائے تاکہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھائے

يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا

وہ اور اس کی قوم تمہیں دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا

شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب کوئی برا کام کرتے ہیں

فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ

تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی طرح اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہ حکم دیا ہے

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا

کہہ دو بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں کرتا اللہ کے ذمہ وہ باتیں کیوں لگاتے ہو جو

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَ اَقِيْمُوْا

تمہیں معلوم نہیں۔کہہ دو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو جس طرح

لَهُ الدِّيْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ؕ فَرِيْقًا هَدٰى وَ

تمہیں پہلے پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے۔ایک جماعت کو ہدایت دی اور

فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ

ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ

اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور

ع ۳/۶ ۱۰ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ نکلو بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا

رکوع (۳)

خلاصہ: اتباع کتاب اللہ سے تمہیں لباسِ تقویٰ نصیب ہوگا اور لباسِ تقویٰ لباسِ جسمانی سے بہتر ہے۔

ماخذ: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف: ۲۶)

فطرت کی حفاظت کے لئے لباس تقویٰ ضروری ہے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ: جس طرح ہم نے شرمگاہ کو ڈھانکنے والا لباس نازل کیا ہے اسی طرح لباس تقویٰ بھی نازل فرمایا ہے اور یہ پہلے سے بہتر ہے (التقوىٰ خشية الله تعالىٰ) پرانے کپڑے ہوں، پر اخلاق محمدی ہوں، جیسا کہ حدیث میں رب رجل اغبر اشعث لو اقسم على الله لا بره تقویٰ کا لباس انسانی فطرت کو محفوظ رکھنے کیلئے بہترین لباس ہے جس طرح انسان ننگا نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح اپنے اخلاق کی حفاظت اور زینت کے لئے تقویٰ کے لباس کی بھی ضرورت ہے ورنہ اس لباس کو چھیننے والی قوت ہمیشہ موجود رہتی ہے جس طرح سرد ملکوں میں کوئی آدمی گرم کپڑے نہیں اتارتا کہ کہیں سردی سے مر نہ جائے۔

شیطان لباس تقویٰ اتر واتا ہے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ: اے بنی آدم! شیطان تمہیں کہیں فتنہ میں نہ ڈال دے وہ گھات میں

بیٹھا ہوا ہے کہ کس وقت اسے راہِ حق سے ہٹا لوں اس کی فطرت میں عصیان ہے جس کی وجہ سے وہ عصیان خداوندی کا مرتکب ہوا، جیسا کہ کوئی کتا ہو جس کو آواز نکالنا کوئی بھی نہیں سکھاتا، یا بطخ کے بچے ہیں انہیں کوئی تیرنا نہیں سکھاتا، ایسے ہی شیطان کی فطرت کا حال ہے، عصیان اس کی فطرت میں ہے تو اس نے آدم وحوا علیہما السلام کو جنت کے لباس سے بے لباس کر دیا تھا اور وہ لباس تقویٰ جو ہم نے پہنایا اس کا اتروانے والا بھی آپ کے ساتھ موجود ہے کہیں تم سے بھی لباس تقویٰ نہ اتر وا دے یعنی شیطان تمہیں دھوکہ دے کر اس سے محروم کر کے ننگا نہ کر دے، اتباع کتاب اللہ سے لباس تقویٰ چڑھتا چلا جائے گا اور شیطان اس کے اتارنے پر قادر نہیں ہوگا، جیسا کہ لباس موٹا ہوتا ہے تو سردی نہیں لگتی۔

اتباع کتاب اللہ کرنے والا بچ سکتا ہے

نزع واخراج کی نسبت متشابہات میں سے ہے اس کی کیفیت ہمیں پوری طرح معلوم نہیں یعنی ہمیں اور زیادہ تنبیہ کرانا چاہتے ہیں کہ تمہارا دشمن ایسا قوی ہے کہ وہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتا ہے کہ تم اُسے نہیں دیکھ سکتے، اس کو دیکھنے کیلئے ایک خاص روحانی قوت کی ضرورت ہے جو لوگ ہدایت الٰہیہ کو دستورِ عمل نہیں بناتے، شیطان کی دوستی کا رنگ ان پر چڑھ جاتا ہے، اس لئے تمہیں شیطان کی چالوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اور حفاظت کا طریقہ بھی بتایا کہ اتباع کتاب اللہ والا اس سے بچ سکتا ہے، شیطان کے آلہ کار غیر مومنین ہیں شیطان انہی لوگوں کو دوست بناتا ہے جو ایمان نہیں لاتے اور ایسے لوگ شیطان کے بہکاوے میں جلد آجاتے ہیں اور شیطان اپنی جماعت کو بڑھا رہا ہے۔

شیطان کا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو ورغلانا

حضرت پیران پیر عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب ''طیبات'' میں لکھا ہے کہ ایک رات مجھے فضائے نورانی میں ایک تخت نورانی پر ایک ذات نورانی دکھائی دی اور مجھے آواز دی کہ عبدالقادر! تجھے نمازیں معاف ہیں، میں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو معاف نہ ہوئیں تو میں کس باغ کی مولی ہوں تو میں نے جھٹ کہا کہ اخسأ یا لعین تو نہ فضا اور نہ ذات اور نہ تخت رہا اور آواز سنائی دی کہ اے عبدالقادر! تجھے علم نے حفاظت میں لیا، ورنہ اس جال میں میں نے بہت سے زاہدین اور فقراء کو پھنسا کر گمراہ و برباد کیا ہے۔

شیطان کے آلہ کار برائی کے لئے آباء واجداد کا سہارا لیتے ہیں

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: شیطان کے آلہ کاروں اور دوستوں کے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ شیطان کے دوست جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ہم بھی کرتے ہیں، ان کے نقش قدم پہ چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے وہ جو کرتے ہیں اس کو اسلام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو الٹا کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں، ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں کیا کرتے یہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے، یہ تمہارا افتراء ہے، اللہ کے ذمہ وہ باتیں کیوں لگاتے ہو جو تمہیں معلوم نہیں، تم الٹا بادی، نبی اور مصلح کو ملزم قرار دیتے ہو، اللہ تعالیٰ تو ان چیزوں سے پاک ہے جس جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھتا ہے وہ اسی ملامت کا مصداق ہے، حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

افراط وتفریط سے بچنے کی ہدایت

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ: خدا تعالیٰ تو انصاف کا حکم دیتا ہے ایسے درمیانی راستے کا جو افراط وتفریط سے پاک ہو اور نماز کے وقت اپنے چہرے سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو یعنی جب اس کو پکارتے ہو تو شرک سے پاک ہو کر پکارو اور عبادت بھی خالص ہو کر کرو اور کوئی بھی عمل ہو تو اخلاص سے کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے جب تم کچھ بھی نہ تھے اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے وہ تمہیں قیامت کے دن پھر زندہ کرے گا اور یہ اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اللہ سے تعلق توڑ کر شیطان سے رشتہ جوڑنا گمراہی ہے

فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ: ہدایت کی نسبت اپنی طرف کی کہ ان میں سے ایک جماعت کو تو ہدایت نصیب ہوئی ہے کیونکہ اس کے مزاج میں عدل ہے اور فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ کے

بارے میں فرمایا کہ ان کی اپنی بدقسمتی کے باعث فردجرم ان پر لگ چکی ہے چونکہ اس جماعت نے خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ کر شیطان سے رشتہ جوڑ رکھا تھا، جس کی وجہ سے وہ گمراہ ہوئے لیکن یہ لوگ اپنے زعم وخیال میں اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں یعنی اپنے بُری رسوم کو اچھے کام سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان پر ھٰؤلاء ظٰلِمون کا فتویٰ لگا دیا۔

عبادات میں سیدھے رہو ٹیڑھے ترچھے نہ چلو

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ: اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹو! ہر نماز کے وقت آراستہ ہو کر آؤ برہنہ ہو کر نہیں بلکہ اپنے آپ کو چھپا کر نماز کیلئے آؤ، مشرکین کی طرح برہنہ ہو کر طواف وعبادت مت کرو یعنی لباس تقویٰ میں بھی ایسے مستغرق نہ ہو کہ لباس جسمانی کو بھول جائے اور مجذوب کی طرح ننگے پھرو اور اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ اور پیو اور بندگی کی حدود سے باہر نہ نکلو، اسراف مت کرو اسراف کا مطلب یہ ہے کہ بری رسوم میں روپے ضائع مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو حد سے تجاوز کرتا ہے یعنی فضول کاموں میں روپے خرچ کرتا ہے پس اعتدال سے کام لینا چاہیے۔

رکوع 04

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہہ دو دنیا کی زندگی میں یہ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لیے ہیں قیامت کے دن خالص انہیں کے لیے ہو جائیں گی اسی طرح

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣٢﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ

ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں ان کے لیے جو سمجھتے ہیں۔ کہہ دو میرے رب نے صرف

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ

بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ اور

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

ہر گناہ کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی اور یہ کہ

سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾

اللہ پر وہ باتیں کہو جو تم نہیں جانتے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور ہر ایک گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے پھر جب وہ میعاد ختم ہو گی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

اس وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ اے آدم کی اولاد اگر

يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ

تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا

فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور اصلاح کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا

غم کھائیں گے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا

عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾

وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں کو جھٹلائے

بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا

ان لوگوں کا جو کچھ نصیب ہے وہ ان کو مل جائے گا یہاں تک کہ جب

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئیں گے تو کہیں گے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

کہ وہ کہاں گئے اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے تھے کہیں گے ہم سے سب غائب

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ ادْخُلُوْا

ہو گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے۔ فرمائے گا جنوں اور

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ

فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا

جب ایک امت داخل ہو گی تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں

ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا

سب گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے

هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۀ

ہمیں انہوں نے گمراہ کیا سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ

کہ دونوں کو دگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ اور پہلے پچھلوں

اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

سے کہیں گے پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں

٤ ع ٨ ١١ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٩﴾ ع

پس اب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

رکوع (۴)

خلاصہ: لباس جسمانی ممنوع نہیں ہے البتہ لباس روحانی مرجح ہے اگر لباس روحانی سے کوئی محروم رہا تو ملعونین کی فہرست میں داخل ہوگا۔

ماخذ: (۱) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (الاعراف:۳۲)

(۲) قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف:۳۸)

طیبات رزق اور زینت مومنوں کے لئے اصلاً اور کفار کے لئے تبعاً

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ: کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے؟ جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زیب و زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، مؤمنوں کے لئے یہ چیزیں ممنوع نہیں ہیں، ہاں! کافر تو مؤمن کے صدقے کھاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت اور عمدہ رزق دراصل دنیا میں بھی مؤمنوں کے لئے ہے اور کفار کے لئے بالتبع تو یہ سب راحت ایمان والوں کے لئے ہے تو اصل مقصود ایمان ہے جو لباس تقویٰ ہے جس کی وجہ سے یہ سب سامان راحت ہے اور یہ سب سامان راحت کفار کو تبعاً و استطراداً مل جاتا ہے اور آخرت کا سامان راحت مؤمنین

کے لئے مختص ہے جو ان کو لباس تقویٰ کے ذریعے سے ملے گا، سید احمد شہید بریلوی صاحبؒ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب ان کے لئے تین سو ساٹھ جوڑے کپڑوں کے تیار کرتا تھا، غرضیکہ جسمانی لباس منع نہیں کیا گیا لیکن تقویٰ سے عاری نہ ہو۔

ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلو

ارشاد الٰہی سے واضح طور پر یہ چیز ثابت ہوگئی کہ دنیا کی سب نعمتیں دراصل اللہ تعالیٰ کے ایماندار انسانوں ہی کیلئے پیدا کی گئی ہیں اور اس جہاں میں بے ایمان انسان ان کے صدقے میں فائدہ اٹھا رہے ہیں اور قیامت کے آنے کے بعد تو کوئی کسی کے صدقے میں فائدہ نہیں اٹھائے گا بلکہ وہاں تو ہر انسان اپنے دنیوی اعمال کے نتائج بھگت رہا ہوگا، اگر دنیا میں نیکیاں کی تھیں تو ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور مخلوق خدا کو دکھ دینے والا تھا تو چاروں طرف سے عذاب الٰہی کے نرغے میں آیا ہوا ہوگا۔

ایماندار لوگ ایمان لانے کی دعوت کو فوراً قبول کر لیتے ہیں

انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ایک فطری چیز ہے اور انسان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب اسے فطرت کے تقاضے کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً قبول کر لیتا ہے، مثلاً بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کی تھوڑی دیر بعد جب اس کے منہ میں پستان دیتی ہے تو فوراً چوسنے لگ جاتا ہے یا مثلاً سال چھ مہینے کی عمر کے اندر ماں کی گود میں یا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے جب تھک جاتا ہے تو رونے لگتا ہے، ماں سمجھ جاتی ہے کہ بچہ تھک گیا ہے، اب سونا چاہتا ہے، بستر پر لٹا کر تھپکیاں دینا شروع کر دیتی ہے تو بچہ چپ ہو کر آرام سے سو جاتا ہے۔

ہر انسان کے دل میں خالق حقیقی کے ساتھ ایک فطرتی تعلق

علیٰ ہٰذا القیاس ہر انسان کے دل میں اپنے خالق کائنات اور مالک کے ساتھ ایک فطرتی اور مادرزاد تعلق ہے چنانچہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسنے والے انسان یا لق و دق صحراؤں اور جنگلوں میں رہنے والے انسانوں میں بھی ایک ایسا جذبہ پائیں گے کہ وہ ایسی ہستی کو مانتے ضرور ہیں جس کو نہ انہوں نے کبھی دیکھا ہے، نہ ان کے باپ دادا نے کبھی دیکھا ہے مگر اس ان دیکھی ذات کے ساتھ ان کو عقیدت و محبت ضرور ہے، وہ اس ذات کو راضی رکھنے کے بھی متمنی ہوں گے اور اس سے ڈرتے بھی ضرور ہوں گے، یہی دراصل انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کا تصور اور

عقیدہ ہے، جب کوئی ہادی آتا ہے اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے، تو وہ فطرت سلیمہ والے انسان اس ہادی کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور اسے بن دیکھے ہی مان جاتے ہیں اور اس کے احکام کو ماننے کے لئے گردن جھکا دیتے ہیں۔

بیہودہ باتوں کی مثالیں

مثلاً باجے بج رہے ہوں، بازاری عورتیں گا رہی ہوں، ناچ گانا ہو رہا ہو، جیسا کہ آج کل یہ نقشہ سینما گھروں میں نظر آتا ہے، ایسی بیہودہ اور ایمان سوز مجالس میں وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کبھی شامل نہیں ہوسکتے، جنہیں ان صفات حمیدہ کی بنا پر جنت کے بالا خانوں میں ٹھہرانے کا اعلان خداوندی ابھی دو چار سطروں کے بعد اسی رکوع میں آیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے بہشت انہیں آوارہ مزاج عورتوں اور مردوں کیلئے بنائی ہے جو دن کو کاروبار دنیا میں مصروف رہیں اور رات کو اکٹھے ہو کر ایسی ناشائستہ حرکتیں کریں جن سے صحیح المزاج اور فطرت سلیمہ والے انسان کی شرافت کو عار آئے اور صحیح المزاج شریف انسان ان بیہودہ اور ناشائستہ حرکات والے مقامات میں داخل ہونے کو اپنی کسرِ شان اور توہین خیال کرے۔ سینما بینی کے شیدائی مسلمان گوش ہوش سے سن لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بالکل صاف طور پر یہ اعلان آچکا ہے کہ آپ کی امت میں ۷۳ رفرقے ہوں گے، ان میں ۷۲ رفرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک جماعت بہشت میں جائے گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ بہشت میں جانے والا کون سا فرقہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما انا علیه واصحابی (جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں)

سینما کے شیدائیوں سے ایک سوال

صاف طور پر اپنے متعلق فیصلہ کر لیجئے کہ ہمیں رسول اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، خواہ ہم دوزخ میں جائیں مگر دنیا میں ہم اپنی من مانی چال ہی چلیں گے، قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تائید کرے یا مخالفت کرے، ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے اور اگر آپ مسلمانوں کی فہرست میں بھی شامل رہنا چاہتے ہیں اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی منہ دکھانا چاہتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بھی امیدوار بننا چاہتے ہیں تو پھر شریعت اسلامی کی مخالفت چھوڑ دو، ورنہ دھوکے میں نہ رہنا کہ تم

لوگ شریعت اسلامی کی کھلم کھلا توہین کرنے والے اور دنیا کی عیش و عشرت اور رنگ رلیاں منانے والے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جنہوں نے شریعت اسلامی کی رسی اپنے گلے میں ڈالی ہوئی ہے، قیامت کے دن دونوں برابر ہوں گے، میرے بھائی! کہیں اس لاحاصلی میں نہ رہنا ذرا کان کھول کر سن لو۔

انسان کا فطرتی تقاضا

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ زندگی کے جس شعبے اور لائن میں قدم رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ مجھے اس فن میں انتہائی کمال حاصل ہو جائے، مثلاً تجارت، زراعت، ملازمت، یا کسی بھی صنعت یا پیشے کی طرف رخ کرے، اگر کسی نے تجارت میں قدم رکھا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ تجارت کے اس شعبے میں میرا مقام بلند ہو، میرے درجے کا اور کوئی سیٹھ نہ ہو، اگر کوئی زراعت کی طرف قدم رکھے تو چاہتا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیندار بن جاؤں کہ میرے درجے کا اور کوئی زمیندار نہ ہو اور اگر ملازمت کی طرف رخ کرے تو پھر اس کھاتے کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کی آرزو کرتا ہے، علیٰ ہذا القیاس اسی فطرتی تقاضے کی بنا پر جو خوش نصیب انسان پرہیزگاری اور قرب الٰہی کی زندگی کو نصب العین بناتے ہیں اور ان کی تمنا ہوتی ہے کہ قرب الٰہی میں سب سے اعلیٰ اور بلند مقام ہمیں نصیب ہو، اسی فطرتی تقاضے کے باعث متقی حضرات یہ آرزو کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دیں اور یہ ایک نہایت پاکیزہ جذبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فقط قرب یعنی اس کی رضا کے سبب سے اعلیٰ مقام چاہتے ہیں، اس جذبے میں کوئی دنیاوی خواہشات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیا متقیوں کا امام بننے سے تنخواہ زیادہ ملے گی، یا اللہ تعالیٰ عالی شان محل دنیا میں رہنے کے لئے بنوا دے گا، یا کوئی بہت بڑی جاگیر عطا ہوگی، ہرگز نہیں۔

انگریزی مصنوعات کا مقاطعہ اظہار نفرت کیلئے تھا مولانا مدنیؒ کا واقعہ

ایک بہت بڑے مجمع میں، میں اور مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ململ کی پگڑی باندھتے تھے، حضرت رحمہ اللہ نے ظرافت میں پوچھا تو مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا حضرت مجھے ململ لوگ تحفے میں دیتے ہیں حضرت کی طبیعت میں ظرافت تھی فرمایا اگر آپ کھدر پہنتے تو تحفے بھی کھدر کے آتے۔

شیخ لاہوری رحمہ اللہ کا اپنا طرز عمل

خود میں کھدر کا کپڑا پہنتا ہوں تو اتنا کھدر آتا ہے کہ سب لڑکے بھی پہنتے ہیں جبکہ لاہور میں بالکل کھدر نہیں ملتا، یہ پگڑی کا جو ٹھہراؤ ہے ململ میں نہیں ہے دہلی سے منگواتا ہوں جو ہاتھ کا کاتا ہوا ہے، گاندھی نے تحریک چلائی تو بڑی مہارت پیدا ہوئی حضرت مدنی رحمہ اللہ نے جو مقاطعہ کیا دیگر کپڑوں کا، اس کا مقصد انگریز سے عداوت ونفرت کا اظہار تھا اور وہ یہ تھا کہ ہندوستان کی کمائی کا ایک پیسہ بھی انگریز کے ہاتھوں میں نہ جائے۔

کھلی اور چھپی بے حیائی ظلم اور شرک کو حرام قرار دیا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: کہہ دو میرے رب نے صرف بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے بے حیائی میں ننگا طواف کرنا، زنا، لواطت، وغیرہ شامل ہیں، خواہ ایسے گناہ جو پوشیدہ طور پر ہوں یا علانیہ طور پر ہر حالت میں انہیں حرام کیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کو حرام کیا ہے یعنی شراب پینا، سود کھانا، چوری کرنا وغیرہ اور اسی طرح ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی حرام کیا ہے، کسی سے زیادتی کرنا، ناحق مال کھانا وغیرہ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک نہ ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی یعنی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفات میں ہو یا ذات میں کسی بھی چیز میں اس کا شریک ٹھہرانے کو حرام کیا گیا ہے اور ان باتوں کو بھی حرام کیا ہے جن کو تم بغیر علم کے بناتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو، جس کا کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو یہ سب محرمات فاحشہ ہیں، ان سب کو اللہ نے حرام کیا ہے۔

مرتکب مناہی کے لئے اجل متعین

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ: پھر یہ مرتکب مناہی (گناہ) زندہ کیوں ہیں؟ اس لیے کہ ہر ایک امت کی موت وحیات کا ایک وقت معین ہے جب کسی کا وقت پورا ہوگا تو اس کے فنا ہو جانے میں نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے بلکہ مقررہ وقت پر اس کا خاتمہ ہو جائے گا، موت کسی کا انتظار نہیں کرتی۔

نجات کا راستہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ: اے بنی آدم تمہاری نجات کا یہ راستہ ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول آئیں جو تم ہی میں سے ہوں گے اور تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں تو پھر جو شخص ڈرے گا اور شرک سے بچے گا اور اپنے اعمال کی اصلاح کرے گا تو ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

تکذیب کرنے والوں کا انجام

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ: جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا توحید و رسالت اور معاد کا انکار کیا اور دنیا میں من مانی کرتے رہے اور تکبر کے مرتکب ہوئے تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا یہی لوگ جہنم میں جائیں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے کیونکہ انہوں نے جہنم سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کی۔

اللہ پر افتریٰ اور تکذیبِ آیات کا جرم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ: نبی پر اگر کوئی حکم نازل نہ ہو اور وہ اعلان کرے کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بفضلہ تعالیٰ اس سے پاک ہیں اور اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم نہیں (جس میں تم مبتلا ہو) کہ خدا تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کو جھٹلایا جائے آئندہ چل کر تمہیں اس کفر کا اقرار کرنا پڑے گا تو جو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں اور آیتوں کو جھٹلائے تو ایسے لوگوں کا جو کچھ نصیب میں لکھا جا چکا ہے وہ ان کو مل جائے گا، فرمایا کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کیلئے آئیں گے تو اس وقت کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کیا کرتے تھے اور جس سے تم مانگتے تھے جس کے نام پر تم ذبح کرتے تھے وہ کہاں گئے ہیں؟ تاکہ آج وہ تم کو بچا سکیں تو کہیں گے کہ وہ سب ہم سے غائب ہو گئے ہیں، موت کے وقت اپنے اوپر کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔

اگلے اور پچھلوں سے کفر کا اقرار کرا کے ملعونوں میں شمولیت

قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِی النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَكُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ: یہاں رہبت (خوف) آرہی ہے اگلے رکوع میں رغبت آئے گی دونوں توأمین (جڑواں) کی شکل میں ہیں فرمائے گا، جنوں اور آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اور شرک کیا تو ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ، جب کوئی امت داخل ہوگی تو وہ دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب جہنم میں گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے یعنی پچھلی امت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا پس تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے کیونکہ یہ تو خود بھی گمراہ تھے اور ہم کو بھی گمراہ کیا۔ جس طرح تم کو انہوں نے گمراہ کیا تھا اسی طرح تمہارے بعد والوں کو گمراہ کیا جیسا کہ اب چودھویں صدی ہے تو اب چودھویں صدی کے نیک لوگوں کے ذریعے نیکی پندرھویں صدی والوں کو پہنچ جاتی ہے، نیکی نیکی کرنے والوں اور بدی بدی کرنے والوں کے ذریعے۔

پہلے والے لوگ پچھلوں سے دوہرے عذاب کے بارے میں پوچھیں گے

وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ: جب اللہ تمام منکرین کے لئے دوہرے عذاب کا اعلان فرمائے گا تو پھر ان میں سے پہلے والے لوگ پچھلوں سے کہیں گے تمہیں ہم پر کون سی فضیلت ہے کہ ہمیں تو دو چند عذاب ہو اور تمہیں ایک درجہ کا ہو تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں پس عذاب کا مزہ چکھو جو تم اپنی زندگی میں کماتے رہے اسی کے مطابق جو عمل انجام دیا اس کا نتیجہ تمہارے لئے سزا کی صورت میں برآمد ہوا۔

رکوع 05

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا

بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا ان کے لیے

تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ

آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ

يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي

اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور ہم گناہگاروں کو اسی طرح

الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ

سزا دیتے ہیں۔ان کے لیے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے

غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِينَ

اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اور جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

ایمان لائے اور نیکیاں کیں ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾

کے موافق وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ

اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہو گی ہم اسے دور کر دیں گے ان کے نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ قف

نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا

وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ

اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا بے شک ہمارے رب کے

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ

رسول سچی بات لائے تھے جو ر آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ نَادٰۤى الثلثة

تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث ہو گئے ہو۔ اور بہشت والے

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ

ہم سے کیا تھا آیا تم بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا

قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

وہ کہیں گے ہاں پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ ان ظالموں پر

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ لا الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ

اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور

وقف لازم اختلاف

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾

اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے اور وہ آخرت کے منکر تھے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ

اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہو گی اور اعراف کے اوپر ایسے مرد ہوں گے کہ

كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ

ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو

عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا

وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور امیدوار ہیں۔ اور جب

صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا

ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف پھرے گی تو کہیں گے اے رب

ع ۴ ۸ ۱۲

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ ملا۔

رکوع (۵)

خلاصہ: (۱) لباسِ تقویٰ سے ملبوس اور اس سے اعراض کرنے والوں سے سلوک الٰہی

ماخذ: (۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ(الاعراف : ۴۰) یہ لباس التقویٰ سے اعراض کرنے والوں کی سزا ہے۔

(۲) وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَاۤ ۫ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (الاعراف : ۴۲)

(۳) وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ ۚ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ہَدٰىنَا لِہٰذَا ۟ وَ مَا کُنَّا لِنَہۡتَدِیَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ ہَدٰىنَا اللّٰہُ ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ؕ وَ نُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّۃُ اُوۡرِثۡتُمُوۡہَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ(الاعراف : ۴۲) یہ لباس التقویٰ سے ملبوس جماعت کی جزا ہے۔

لباس تقویٰ سے ملبوس جنتی اور عاری جہنمی

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ: بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا یعنی آیتوں کو عمل میں لانے کو عار سمجھنا اور ذلت خیال کرنا اور جنازے اور شادی کا امتیاز سرود (نغمہ) سے کرنا، کہتے ہیں مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود تو ایسے لوگوں کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ یہ لوگ جنت میں داخل ہوں

گے، ایسے لوگوں کا جنت میں داخلہ اور آسمان کے دروازوں کا ان کے لئے کھلنا اتنا مشکل ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں گھسنا بعض نے ''جمل'' سے یہاں کشتی کی رسی مراد لی ہے تو فرمایا کہ ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں تو حاصل یہ نکلا کہ اطاعت احکام الٰہی سے انکار کرنا لباس تقویٰ سے نفرت کے قائم مقام ہے ایسے لوگ تقویٰ کے نتائج حسنہ سے محروم رکھے جائیں گے، لباس تقویٰ سے ملبوس جنتی ہے اور عاری جہنمی ہے۔

جہنم ان کا اوڑھنا بچھونا

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ: الذین انکروا عن التوحید واتباع السنۃ مجرمین کا انجام بیان فرمایا کہ بے انصافوں کو ایسی ہی سزا ملا کرتی ہے یعنی ان کی سزا دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ایسے ظلم کرنے والے لوگوں کی سزا ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے تو ان کی سزا بھی بڑی سخت ہوگی۔

ہم ہر نفس پر اس کی طاقت کے موافق بوجھ ڈالتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ: مکذبین اور بے انصافوں کے مقابلے میں وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کیونکہ ہم کسی نفس پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی طاقت کے موافق مطلب حتی الوسع لباس تقویٰ کے اسباب اپنے لئے جمع کریں تو وہی بہشتی لوگ ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ان کے اعمال صالحہ کی جزا ہے۔

باہمی کدورت نکال دی جائے گی

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: فرمایا کہ اہل جنت کو ایک خاص انعام یہ بھی عطا کریں گے کہ اگر دنیا میں آپس میں کچھ کدورت، نفرت اور بغض تھی تو وہ نکال دی جائے گی اور جنت میں پاک صاف داخل ہو جائیں گے، جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور پکار کر کہا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی اور اپنا فضل نہ فرماتا اور وہ اقرار کریں گے

کہ واقعی ہمیں انبیاء علیہم السلام نے صحیح راہ دکھائی تھی، پس آواز آئے گی کہ اے ایمان والو! یہ ہے تمہاری جنت، جو تم اپنے اعمال صالحہ کے بدلہ میں اس کے وارث بن گئے ہو۔

دوزخیوں اور جنتیوں کا مکالمہ

وَ نَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَہَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمۡ حَقًّا قَالُوۡا نَعَمۡ: بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وہ وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے کیا تھا آیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا جو تم سے کیا تھا جہنم میں جانے کا تو وہ کہیں گے کہ ہاں وہ وعدہ سچا ہو گیا جو رب نے کیا تھا۔

پکارنے والے کا فیصلہ کن اعلان

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ لَّعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ: پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ظالموں پر، تقویٰ سے انکار کرنے والے بھی مان جائیں گے کہ قصور واقعی ہمارا ہی تھا ورنہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم بالکل درست تھی لیکن ہم نے اس سے انکار کیا جس کے بدلہ میں ہم دوزخ کا عذاب چکھ رہے ہیں۔

ظالموں کے اوصاف

الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ۚ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ کٰفِرُوۡنَ: یہ ظالموں کے اوصاف ہیں فرمایا کہ وہ لوگ جو خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اُسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے یعنی اسلام کے اندر عیب جوئی کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس کے قریب نہ آئے اور وہ آخرت کے منکر تھے۔

اصحاب الجنۃ اور اصحاب النار کے درمیان حجاب کی دیوار

وَ بَیۡنَہُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَی الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ یَّعۡرِفُوۡنَ کُلًّۢا بِسِیۡمٰہُمۡ ۚ وَ نَادَوۡا اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ ۟ لَمۡ یَدۡخُلُوۡہَا وَ ہُمۡ یَطۡمَعُوۡنَ: ان دونوں یعنی اصحاب الجنۃ اور اصحاب النار کے درمیان حجاب کی دیوار حائل ہوگی اعراف کے اوپر ایسی جماعت ہوگی کہ وہ ہر ایک جنتی اور جہنمی کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے، مؤمنوں کے چہرے منور اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور یہ جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو حالانکہ وہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوئے، اعراف میں پکاریں گے لیکن یہ جنت میں جانے کے امیدوار ہیں۔

اہل اعراف کی حقیقت میں مختلف اقوال

اب یہاں پر اہل اعراف کا ذکر آیا ہے اس کی وضاحت بیان کرتے ہیں، اہل اعراف کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ لباس تقویٰ سے ملبوس تو نہیں ہیں لیکن تعلیم صحیح کے مخالف بھی نہیں ہے بلکہ اگر یہ تعلیم انہیں مل جاتی تو ضرور اس کی قدر کرتے لہٰذا یہ دوزخ میں بھی داخل نہیں ہیں اور جنت میں بھی ابھی تک نہیں جا سکے، ان کی روحانی ترقی ہوگی اور بہشت میں جا پہنچیں گے، ایک قول یہ ہے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکی اور بدی کا پلہ مساوی ہو نہ ثقیل ہے نہ خفیف، نہ مصدق ہے نہ مکذب کیونکہ اگر مصدق ہوتے تو جنت میں داخل ہوتے اور اگر مکذب ہوتے تو دوزخ میں جاتے لیکن اعمال مساوی ہیں تو یہ اللہ کے فضل سے بالآخر جنت میں جائیں گے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد معصوم بچے ہیں اور ایک قول کے مطابق ابناء المشرکین ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں کہ وہ اپنی اپنی امتوں پر نظر کریں گے کہ ان میں کون ہے جو ایمان لائے تو وہ جنت میں اور وہ کون ہے جو ایمان نہیں لائے تو وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ ''حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اعراف میں وہ لوگ ہونگے جن کو تبلیغ نہیں ہوئی اور وہ فطرت سلیمہ پر ثابت قدم ہیں شرک کے مرض سے محفوظ ہیں، وہ اعراف میں جاویں گے''

انسانی قوتوں کی آٹھ اقسام

انسان میں دو قوتیں ہیں (۱) ملکیۃ اور بہیمیۃ پھر ملکیت کی دو قسمیں ہیں ملکیۃ عالیہ اور ملکیۃ سافلۃ اسی طرح بہیمیۃ کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) شدیدہ اور ضعیفہ ملکیت اور بہیمیۃ کا بھی آپس میں تجاذب (کشمکش) ہوتا ہے کبھی اجتماع بالاصلاح (مصالحت کے ساتھ اجتماع) ہوتا ہے، نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر شمار	کیفیت ملکیت	کیفیت بہیمت	کیفیت اجتماع
۱	عالیہ	شدیدہ	تجاذب
۲	عالیہ	ضعیفہ	تجاذب
۳	سافلہ	شدیدہ	تجاذب
۴	سافلہ	ضعیفہ	تجاذب

۵	عالیہ	شدیدہ	مصالحت
٦	عالیہ	ضعیفہ	مصالحت
۷	سافلہ	شدیدہ	مصالحت
۸	سافلہ	ضعیفہ	مصالحت

اہل اعراف کا دوزخیوں کے مسلک اور سزا سے نفرت

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ:

اہلِ اعراف دوزخیوں کے مسلک اوران کی سزا سے سخت متنفر ہیں کیونکہ جب ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف پھرے گی تو کہیں گے۔اے رب ہمارے! ہمیں ظالموں، کافروں اور مشرکوں کے ساتھ نہ ملا۔

رکوع 06

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ

اور اعراف والے پکاریں گے جنہیں وہ ان کی نشانی سے پہچانتے

بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا

ہوں گے کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آئی اور نہ وہ

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ

جو تم تکبر کیا کرتے تھے۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق تم قسم کھاتے تھے

لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ

کہ انہیں اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی (انہیں کہا گیا ہے) جنت میں چلے جاؤ

عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ

تم پر نہ ڈر ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ اور دوزخ والے بہشت والوں کو

النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ

پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو یا کچھ اس چیز میں سے دو جو تمہیں

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى

اللہ نے رزق دیا ہے کہیں گے بے شک اللہ نے انہیں دونوں چیزوں کو کافروں

الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ لا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ

پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا

انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾

اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى

اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کر کے بیان

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۗ

کر دیا ہے وہ ہدایت ہے اور رحمت ہے۔ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئے ہیں انہیں اور کسی بات کا انتظار نہیں

يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

صرف آخری نتیجہ کا انتظار ہے جس دن اس کا آخری نتیجہ سامنے آئے گا اس دن جو اسے پہلے بھولے ہوئے تھے

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ

کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول کی سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے جو

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۗ

ہماری سفارش کرے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تا کہ ہم ان کے اعمال کے خلاف جنہیں کیا کرتے تھے

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ع ٦ ١٢

دوسرے اعمال کریں بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور جو باتیں بناتے تھے وہ سب گم ہو گئیں۔

رکوع (۶)

خلاصہ: اس تیسری جماعت اعراف کا منکرین لباسِ تقویٰ کو سرزنش کرنا اور ان کی سزا کا ذکر۔

ماخذ: (۱) وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ(الاعراف:۴۸)

(۲) الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ(الاعراف:۵۱)

فطرت سلیمہ والوں کی دوزخیوں کی غلط کاری پر ڈانٹ

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ: اعراف والے کچھ مردوں کو جن کو وہ ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے یہ کہیں گے کہ آج تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آئے گی جن کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور نہ وہ جن پر تم تکبر کیا کرتے تھے۔

ملبوسین لباس تقویٰ کی تعریف

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ: ملبوسین لباس تقویٰ کے مسلک کی تعریف کر رہے ہیں کہ یہ وہی ہیں جن کے متعلق تم دنیا میں قسم کھاتے تھے اور جن کو تم نہایت حقیر سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ انہیں اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی؟ حالانکہ انہیں کہا گیا ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ اللہ کے فضل و رحمت سے تم پر نہ کسی قسم کا ڈر ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔

منکر سائلین کو مایوس کن جواب

وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ: لباس تقویٰ کی برکت سے نجات پانے والوں سے منکرین یعنی اہل جہنم نعمتوں کا سوال کریں گے کہ تمہیں جو نعمتیں ملی ہیں باغات، نہریں، وغیرہ ان میں سے ہم پر تھوڑا سا پانی بہادو، یا اس رزق میں سے دے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے ان میں سے ہم پر بہادو، اہل جہنم سخت پیاس اور تکلیف میں یہ سوال کریں گے لیکن انہیں مایوس کن جواب ملے گا کہ خدا نے ان نعمتوں کو کافروں پر حرام کیا ہے وہ کافر کون ہیں؟

وہ کافر کون ہیں؟

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ: یہ وہ کافر ہوں گے، جنہوں نے صحیح راستہ جو اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا اس کو چھوڑ کر اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا تھا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ان کو دعوت دیتے اور یہ مسخرے کرتے اور ان کو ذلیل و حقیر سمجھ کر کہتے کہ کیا یہی لوگ جنت میں جائیں گے؟ دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے اور انہیں مغرور بنا دیا ہے پس آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا، قیامت کے دن کے حساب کتاب وغیرہ کو ان لوگوں نے بھلا دیا تھا تو آج ہم ان کو آگ میں بھوکے پیاسے چھوڑ دیں گے اور اسی کی سزا پائیں گے۔

نازل کردہ کتاب ہادی ورحمت ایمان والوں کے لئے ہے

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰی عِلْمٍ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ: اپنے پورے علم کی بنا پر ہم نے ان پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہم نے حق و باطل کی تمیز مکمل تفصیلی دلائل کے ساتھ واضح طور بیان کی ہے لیکن وہ ہادی اور رحمت ایمانداروں ہی کے لئے ہوگی۔

منکرین کتاب اللہ نتیجے کے انتظار میں ہیں

هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ: ای تاویل القرآن تاویل صور ذہنیہ کا واقعات خارجیہ یعنی ذہنوں میں جو صور ہیں ان کا خارج میں واقع ہو جانا ان کی تاویل ہوتی ہے تو جو صور ان کے ذہنوں میں اس قرآن کے ذریعے ڈالی گئی ہیں وہ سامنے آجائیں، میں اس تاویل کو یوسف علیہ السلام کے اس قول کہ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ سے اس کی تعبیر منتقی اصطلاح سے کروں گا تا کہ صور ذہنیہ کے واقعات خارج میں واقع ہوں یعنی یہ دوزخ کو آنکھوں سے دیکھنا وغیرہ یہ اس لئے کہ معاندین کتاب اللہ ان احکام کی حقیقت اصلیہ دیکھنا چاہتے ہیں، جب حقیقت اصلیہ واضح ہوگی تو پھر ان کو اصلاح کی مہلت کب ملے گی، پھر یہ اصلاح کی تمنا بھی کریں گے تو وہ مسترد ہو جائے گی کیونکہ منکرین کتاب اللہ نتیجے کے انتظار میں ہیں کہ جب وعدہ وعید کا اظہار ہو جائے، تو یہ اس کے انتظار میں ہیں پس جس دن اس کا آخری نتیجہ سامنے آئے گا تو اس دن جو اس سے پہلے نظر انداز ہوئے تھے، اس وقت وہ رسولوں اور کتابوں کا اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے، کیا کوئی ہے جو ہماری سفارش کرے؟ یا ہم کو مہلت دی جائے تا کہ ہم دنیا میں واپس چلے جائیں اور وہاں ہم وہ کام نہ کریں جو ہم پہلے کیا کرتے تھے اور اس کے بدلے نیک اعمال کریں تو ان لوگوں کو نہ کوئی سفارشی ملے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی بلکہ ایسے لوگوں نے اپنے آپ کو بڑے خسارے میں ڈالا ہے اور وہ باتیں جو بناتے تھے افتراء کرتے تھے وہ سب گم ہو گئیں اور ختم ہو گئیں۔

رکوع 07

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ

چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے

النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ

تابعدار بنا کر پیدا کیے اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا اللہ بڑی برکت والا ہے جو

رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ

سارے جہان کا رب ہے۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد

بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ

مت کرو اور اسے ڈر اور طمع سے پکارو بے شک اللہ کی

اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ

رحمت نیکو کاروں سے قریب ہے۔ اور وہی ہے جو

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ

مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے یہاں تک ۔ جب ہوائیں

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ

پھر ہم اس بادل سے پانی اتارتے ہیں پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم

الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جو شہر پاکیزہ ہے

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا

اس کا سبزہ اس کے رب کے حکم سے نکلتا ہے اور جو اس میں خراب ہے جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے

نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ ع ۱۴

ناقص ہی ہوتا ہے اسی طرح ہم شکر گزاروں کے لیے مختلف طریقوں سے آیتیں بیان کرتے ہیں۔

رکوع (۷)

خلاصہ: تذکیر بآلاء اللّٰہ کے ذریعے دعوت الی الکتاب

ماخذ: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف:٥٤)

آسمان وزمین کی چھ دن میں پیدائش کی حقیقت

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ: تمہاری اخلاقی اورجسمانی غذا کابندوبست کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اورزمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور پھر ہمارے بسنے کا انتظام بھی اسی زمین مین فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ آن واحد میں اس ساری کائنات کو پیدا فرمانے پر قادر ہے، مفسرین نے چھ دن میں پیدا کرنے کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ اس سے اپنی مخلوق کوتعلیم دینا مقصود تھی کیونکہ مخلوق کواپنے کام میں تدریج اور ترتیب کی ضرورت ہوگی تو اس وجہ سے چھ دن میں پیدا کیا۔

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ سے مراد

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ: نؤمن بالاستویٰ ولانسئلك فيه وهٰذا من المتشابهات متعلق بذات اللّٰه تعالیٰ یعنی عرش الٰہی ایک ایسی حقیقت روحانیہ ملکوتیہ ہے کہ جو جسمانی اورروحانی دونوں نظاموں کا منبع اورمرکز ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ مستوی ہوا، اس آیت میں انعامات الٰہیہ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رات سے دن کوڈھانک دیتا ہے یعنی دن پر رات کی چادر اُڑھ دیتا ہے پھر اس طرح دن اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح دن پر رات کی چادر اوڑھا دیتا ہے تو اسی طرح رات کی چادر کو ہٹا کر دن کر دیتا ہے، اس طرح شب وروز کی دوڑ جاری ہے

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورج ، چاند اور ستارے سب کو اپنے حکم کے تابع بنا رکھا ہے ، جس طرح حکم دیتا ہے، چلا دیتا ہے، تمام نظام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔

خلق وامر سے مراد

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ: اس منعم حقیقی خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کے احسانات غیر متناہی ہیں اس لئے با قاعدہ الانسان عبدالاحسان اس کی تابعداری کرنی چاہئے اور تابعداری کی صورت یہ ہے کہ اس کے منزل شدہ قانون کی اتباع کریں کیونکہ خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے، مدبر اور مربی بھی وہی ہے، جب یہ سب صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو ہمارا ایمانی فرض ہے کہ ہر حالت میں اسی نازل شدہ قانون کی تابعداری کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام جہاں کا رب ہے، برکت دینے والا ہے۔

اعتداء فی الدعاء

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ: جب عالم خلق وامر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اس مربی کی عبادت کرنا تمہارا فرض ہے اگر فرض عبودیت کو نہ پہچانا تو اس سے دوستی کا رشتہ کٹ جائے گا تو اس لئے فرمایا کہ ہر حالت میں اور ہر حاجت کیلئے اس کو پکاریں، عاجز بن کر پکاریں اور چپکے چپکے دعا مانگ کر پکاریں، دینے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے، اللہ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں یعنی دعاء میں حدود دعا سے تجاوز نہ کرے اور دعا میں ایسی بیہودہ چیز کا سوال کرنا بھی حد سے تجاوز ہے، مثلاً جو چیزیں عادتاً یا شرعاً محال ہیں وہ مانگنے لگیں یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کریں یا ایسا سوال کریں جو اس کی شان وحیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب اعتداء فی الدعاء میں داخل ہے۔

قانون الٰہی کی پابندی نہ کرنا فساد ہے

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ: اللہ تعالیٰ کی نعماء کا استعمال کرنا اور پھر قانون الٰہی کا پابند نہ ہونا یہ اصلاح نہیں ہے بلکہ فساد فی الارض ہے اس لئے فرمایا کہ ربوبیت سے فائدہ اٹھا کر زمین میں فساد مت پھیلاؤ اور سرکشی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو اس حال میں کہ تم طامع ہو، اور اسی طرح اس کے دروازے پر سر جھکاؤ اور اپنے آپ کو مزید رحمت کے مستحق ٹھہراؤ، بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے زیادہ قریب ہے۔

کائنات میں بعض تصرفات: زمین اور انسان کی تین قسمیں

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ: اللہ جل شانہ وعز برہانہ قوت جسمانیہ کی تربیت کے لئے پانی نازل فرماتا ہے، جس سے قابل اکل اشیائے مفیدہ پیدا ہوتی ہیں لیکن ظہور سحاب سے پہلے بطور بشارت اللہ تعالیٰ سرد ہوائیں ارسال فرماتا ہے، اس کے بعد سحاب ظاہر ہو کر پانی برساتا ہے اور پانی رحمت الٰہی ہے جس سے استعداد کے مطابق چیزیں اُگتی ہیں، بعض میں غلے اور بعض میں خاردار پودے اور بعض میں کچھ نہیں اُگتا یعنی زمین کی تین قسمیں ہیں ایک وہ زمین جس پر پانی برستا تو ہے لیکن پانی کو قبول نہیں کرتی اور دوسری زمین وہ ہے جو پانی کو تو قبول کرتی ہے مگر نباتات مفیدہ کے بجائے اس میں خاردار جھاڑیاں اور غیر مفید اشیاء پیدا ہوتی ہیں اور تیسری وہ زمین جو قابل اور لائق زمین ہے جو پانی کو بھی قبول کرتی ہے اور نباتات صالح بھی پیدا کرتی ہے، اسی طرح خداوند قدوس جل مجدہ نے قوت روحانیہ ملکیہ کی تربیت کیلئے بشری فطرت سلیمہ کو وجود انسانی میں ودیعت رکھا اور قرآن مجید جو سحاب رحمت اور مضامین قرآن جو آب رحمت ہیں ہدایت انسان کے لئے نازل فرمایا اور مجسم رحمت نے لوگوں پر برسنا شروع کیا۔

انسان بھی زمین کی طرح تین قسموں میں منقسم

انسان بھی زمین کی طرح تین قسموں پر منقسم ہوئے ایک وہ انسان جو قرآن مجید سنتے ہی نہیں جیسا کہ آیت میں وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حم سجدہ:۲۶) سے مفہوم ہوتا ہے یہ انسان اس زمین کے مشابہ ہے جو پانی کو قبول نہیں کرتی اور غیر قابل اصلاح ہے، جو نہ اپنے لئے مفید ہے اور نہ دوسروں کیلئے مفید ہے۔ دوسرے وہ انسان جو قرآن مجید تو سنتے ہیں لیکن مرض نفاق کے باعث واصل بالمقصود نہیں ہوتے، اس کی مثال دوسری قسم کی زمین کی طرح ہے جو پانی کو تو قبول کرتی ہے مگر کسی کو فائدہ نہیں دیتی اور تیسری قسم کا انسان وہ ہے جو قرآن مجید سن کر ارشاد الٰہی پر عمل کر کے خطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سے سرفراز اور مشرف ہوتے ہیں اس تیسرے انسان کی مثال تیسری زمین کی طرح جو قابل اور فائدہ مند بھی ہے اور لوگوں کیلئے بھی قابل اصلاح ہیں۔

پانی سے مختلف میوہ جات اور تعلیم قرآن سے مختلف قسم کے نتائج

قرآن رحمت الٰہی ہے لیکن ممسوخ الفطرت انسان اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جن میں فطرت سلیمہ موجود ہو تو نزول کتاب اللہ سے پہلے تشنگی طلب حق اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے ان الامانة نزلت فی جذر قلوب الرجال فعلموا من الکتب وعلموا من السنة اس کے بعد بارش آتی ہے۔ اسی طرح تشنگی پیدا ہونے کے بعد قرآن حکیم کا نزول ہوتا ہے، پھر جس طرح اس پانی سے مختلف قسم کے میوہ جات پیدا ہوتے ہیں اسی طرح تعلیم قرآن سے مختلف قسم کے نتائج مرتب ہوتے ہیں اور جس طرح یہاں پانی کے باعث زمین سے رنگ رنگ کے انواع واقسام کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن بارش سے تمام انسان مختلف اعمال والے نکل آئیں گے، اس بارش کا کام یہی ہوگا کہ انسان جہاں مدفون ہے اس کی دُمچی اور ریڑھ کی ہڈی سے پیدا ہوں گے۔

غذائے جسمانی اور غذائے روحانی کے لئے بارشیں اور استعداد کے مطابق اثر پذیری

وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ: اچھی زمین اچھا نتیجہ برآمد کرتی ہے اور بری زمین برا نتیجہ برآمد کرتی ہے یعنی زمین سے اپنی فطرت کے لحاظ سے نتائج نکل آتے ہیں اسی طرح انسان میں دو قسم کی قوتیں ہیں ایک جسمانی، دوسری روحانی جس طرح غذائے جسمانی کیلئے بارش ہوتی ہے تا کہ غذائے جسمانی بہم پہنچے جیسے اناج میوہ جات وغیرہ اسی طرح غذائے روحانی کے لئے بھی بارش ہوتی ہے تا کہ غذائے روحانی حاصل ہو جیسے نزول قرآن مجید اور جس طرح زمین ظاہری دو قسم کی ہے بعض پھول اور پھل پیدا کرنے والی اور بعض خاردار پودے اور یہ استعداد نزول بارش کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح قلوب الانسان بھی دو قسم کی ہیں ایک وہ جن کی استعداد صحیح ہے نزول بارش روحانی کے وقت اچھے آثار پیدا ہوتے ہیں اور توحید پرستی کے پھول اور پھل لگتے ہیں اور جو ردی الاستعداد ہیں ان میں کفر کے آثار پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا اور جو اس میں خراب اور نکمی زمین ہے جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے یعنی خاردار درخت یا وہ چیز جس کا فائدہ نہ ہو بلکہ بے کار ہو تو وہ ناقص ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم شکر گزاروں کیلئے مختلف طریقوں سے آیتیں اور دلائل بیان کرتے ہیں۔

رکوع 08

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا ٱللَّهَ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ

مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِهِۦٓ إِنَّا لَنَرَىٰكَ فِى

عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے

ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ لَيْسَ بِى ضَلَٰلَةٌ وَلَٰكِنِّى

صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں لیکن میں

رَسُولٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٦١﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّى

جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں

وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾

اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ

کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾

تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیے جائیں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا

پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع

جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

رکوع (۸)

خلاصہ: تذکیر بایام اللہ کے ذریعے دعوت الی الکتاب

ماخذ: (۱) لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (الاعراف: ۵۹)

(۲) فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (الاعراف: ٦٤)

تذکیر بایام اللہ سے پہلے پیغمبر نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا ذکر

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ: مفسرین کا بیان ہے کہ نوح و آدم علیہما السلام کے درمیان دس بارہ واسطے ہیں تو نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا پس انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے جس کی تم عبادت کرو اگر تم اللہ کے علاوہ کسی اور کی بندگی کرو گے تو مجھے ڈر ہے، اس بڑے دن کے عذاب سے کہ اس میں تم گرفتار نہ ہو جاؤ تو اس وجہ سے میں تمہیں اس بڑے عذاب سے ڈراتا ہوں تا کہ تم غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دو۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بیوقوف اور غیر مآل اندیش لوگوں نے دنیا کو بمقابلہ آخرت کے ترجیح دی۔ اس بنا پر دنیا میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے اور آخرت میں اپنا ٹھکانا دوزخ بنالیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مقصد

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو جس کے قبضے میں دنیا اور آخرت کی باگ ہے، اگر وہ راضی ہو گیا تو دنیا میں عزت پاؤ گے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے مگر اس بدنصیب قوم نے اپنے دنیوی رواج کو ترجیح دی کہ ان کے باپ دادا جن بتوں کی پرستش کرتے تھے انہی کی پرستش کرتے رہے، جن کے نام ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔

دیہات اور شہر کے ماحول میں فرق

دیہات میں فطرت طبعی ہوتی ہے اس لیے کچھ شرافت ہوتی ہے، اسباب فسق وہاں نہیں ہوتے، نہ شراب خانے، نہ سینما ڈانس اور نہ کنجر خانہ بالکل سلیم الفطرت لوگ ہوتے ہیں، شہری بگڑے ہوتے ہیں، برائیوں کے مراکز شہر ہیں، اس طرح اگر یہ لوگ کتاب اللہ کو مان جائیں تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت قوم کی فطرت بگڑ گئی۔ انبیاء علیہم السلام قبل از نوح علیہ السلام ملھم من اللہ تھے لیکن مبعوث ورسل لاصلاح خلق اللہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی نہیں حدیث شفاعت میں ہے اول من بعثہ اللہ نوح ای مرسل لاصلاح خلق اللہ پہلی مرتبہ ود، سواع، یعوق، نسر، یغوث جیسے بڑے بڑے بزرگ جب وفات پا گئے تو شیطان نے اکسا کر ان کو خدا تعالیٰ اور اپنے درمیان وسیلہ ٹھہرایا اور انہیں ان کی قبر پرستی پر آمادہ کیا تاکہ وہ ان کی عبادت میں لگے رہیں۔

انسان کے ضروری کام

آپ کو معلوم ہے کہ ہر انسان کے ذمے مختلف قسم کی ذمہ داریاں ہیں، بعض کا تعلق اپنی ذات سے ہے۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا روزی کمانے کیلئے دکان یا دفتر میں جانا اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق اعزہ واقرباء سے ہے، مثلاً بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا، بعض کا تعلق ماں باپ سے ہے، مثلاً ان کے کھانے پینے اور ان کے آرام کا سامان بہم پہنچانا بعض ذمہ داریوں کا تعلق حکومت وقت کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے اور بعض کا تعلق پالتوں جانوروں سے ہوتا ہے مثلاً گائے، بھینس یا گھوڑا رکھا ہوا ہے تو اس کے چارے پانی کا خیال رکھنا۔

ہر عقل مند کا فرض ہے کہ ضرورتوں اور ترجیحات کو ترتیب دے

ان تمام ذمہ داریوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ان کی ترتیب کا ایک نقشہ بنائے اور اس نقشے کے بنانے میں ضرورت کا لحاظ رکھے کہ سب سے زیادہ اہم کون سی چیز ہے؟ اس کے بعد پھر کس کا نمبر ہے اور پھر کس کا نمبر ہے؟ مثلاً خدانخواستہ ایک شخص کا باپ کسی وجہ سے کنوئیں میں گر گیا ہے، وہ غوطے کھا رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ مجھے جلدی کنویں سے نکالو اور ایک گاہک بھی اس کی دکان پر آیا ہے کہ مجھے سودا دو۔

اب پہلے باپ کو کنوئیں سے نکالے گا پھر سودا دے گا یا مثلاً ایک شخص کو بھوک لگی ہوئی

ہے اور بوڑھے ماں باپ جو معذور بھی ہیں، کھانا مانگ رہے ہیں تو شریف انسان پہلے ماں باپ کو کھانا کھلائے گا پھر خود کھائے گا۔

انسان کی بعض ذمہ داریوں کا تعلق دنیا اور بعض کا آخرت کے ساتھ

انسان کی بعض ذمہ داریوں کا تعلق دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے جو زندگی باقی رہنے والی نہیں بلکہ فنا ہونے والی ہے اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی سے ہے جو عیش و آرام پانے کی ہے لہٰذا ہر انسان کو یہاں بھی ضرورتوں کے پورا کرنے میں ضرور ایک ترتیب دینی پڑے گی، عقل مند انسان یہی فیصلہ ہی کرے گا کہ سب سے پہلے ان ضرورتوں کو پورا کرنا میرا اہم ترین فریضہ ہے جو ابدالاباد کی زندگی میں راحت و آرام دلانے والی ہیں۔ ہاں! ایک غیر مآل اندیش دنیا کی عارضی زندگی کا لطف اٹھانے کیلئے عاقبت کی دائمی زندگی کے لطف کو برباد کرے گا، جس طرح چور غیر مآل اندیشی کے باعث حلوائی کے دکان سے نقب زنی کر کے مٹھائی کے بھرے ہوئے تھال اٹھا کر لے جاتا ہے اور پھر خوب مزے سے اس کو مع اہل و عیال کے کھاتا ہے اس کے بعد ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر جب پولیس اسے جیل خانہ بھجواتی ہے تب اپنے جرم کی برائی کا احساس کرتا ہے لیکن فرد جرم لگنے کے بعد جب جیل خانہ میں جا پہنچا اب اس احساس کا کیا فائدہ؟

آخرت کی دائمی زندگی کے عیش و آرام پر ترجیح دینے والوں کا حشر

ہر عقل مند انسان اپنے اعمال میں دنیا کے نفع اور آرام کی بجائے آخرت کے آرام اور وہاں کی عزت کو ترجیح دے گا مگر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے ہر دور میں غیر مآل اندیش اور بیوقوف انسانوں کی کثرت رہی ہے جنہوں نے فانی دنیا کے آرام کو آخرت کی دائمی زندگی کے عیش و آرام پر ترجیح دی ایسے لوگ دنیا میں عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور آخرت میں یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

گمراہوں کا الٹا اپنے نبی پر الزام

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ: گمراہ خود ہیں اور نوح علیہ السلام کو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں گمراہی میں دیکھتے ہیں مگر قوم سے حق کو چھپاتے ہیں یہ قرآن زندوں کے بخشوانے کیلئے ہے نہ کہ مردوں کے بخشوانے کیلئے، جب جاہلوں کو پتہ چلے کہ بخشش حیلہ اسقاط سے ہوگی تو وہ کیوں نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں۔

میں گمراہ نہیں رسول ہوں

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری قوم! میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں گمراہی سے نکال کر حق کی طرف لاؤں۔

دعوت الی القرآن کی تائید

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: یہاں سے ہم دعوت الی القرآن کی تائید حاصل کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے قرآن کو نہ مانا تو قوم نوح کی طرح ہو جاؤ گے، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچانے آیا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کفر و شرک سے بچو میں تمہارا خیر خواہ ہوں کیونکہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، تذکیر بایام اللہ کے سلسلے میں جتنی قوموں کا ذکر آ رہا ہے، اس میں پہلے پیغمبر کی تبلیغ کا ذکر ہوتا ہے، جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تذکرہ ہوتا ہے پھر ان کے پیغمبر کے ساتھ بحث و مباحثے کا ذکر اور پھر اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔

مخلص اور سچے خیر خواہ

ہر قوم کے پیغمبر نے اپنی قوم کو کہا ہے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، بے طمع دوست صرف تین قسم کے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ (۲) انبیائے اکرام علیہم السلام (۳) اولیائے کرام، باقی سب غرض کے یار ہوتے ہیں۔ ماں، باپ، بیٹا، زوج اور دوست وغیرہ سب۔

خدا کا کسی فرد کو پیغام رسانی کیلئے چننے پر تعجب کیوں؟

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ: فرمایا کہ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے ایک شخص پر تمہارے لئے ذکر نازل فرمایا یعنی نصیحت لے کر آیا تا کہ وہ تمہیں کفر و شرک کے عذاب سے ڈرائے، یہ سب اس لئے ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نوح اور چند مؤمنین کو بچا کر سب مکذبین کا بیڑا غرق کر دیا

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ: اس میں نتیجہ اور فرد جرم بیان کیا گیا ہے۔ اغراق نتیجہ ہے اور تکذیب باآیاتنا فرد جرم ہے یعنی نوح علیہ السلام کو انہوں نے جھٹلایا اور احکام الٰہی کی تکذیب کی اس جرم میں وہ غرق کئے گئے کیونکہ وہ اندھے تھے دل کی بینائی ان لوگوں سے ختم کر دی گئی تھی اور نوح علیہ السلام اور اس کے ساتھی دل سے بینا تھے، وہ کشتی میں سوار ہو کر عذاب الٰہی سے بچ گئے، اسی طرح ہر پیغمبر کا یہ دستور تھا کہ پہلے خدا کا تعارف کراتا یعنی توحید کا سبق پڑھاتا پھر تعمیل حکم الٰہی کی طرف توجہ دلاتا پھر جس وقت وہ متوجہ نہ ہوتے تو فرد جرم لگا کر یعنی تکذیب اور نہایت بدترین موت سے مارنا اور تباہ کرنا۔

عبرت کے مواقع

اگر معاندین قرآن بھی تکذیب رسول اور تکذیب کتاب اللہ سے باز نہیں آئیں گے تو وہ بھی اس طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہوں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اسی طرح اپنے وقت کے نبی اور احکام الٰہی سے انکار کے باعث وہ قومیں تباہ کی گئیں مخالفین قرآن کو اس سے عبرت حاصل ہونی چاہئے۔

رکوع 09

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں۔اس کی قوم کے کافر سردار بولے

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا

ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹا

لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ

خیال کرتے ہیں۔فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں

سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾

لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾

تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور، تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی

کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے

رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ

ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو

خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ زَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ

جب کہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں

بَصۜۡطَةً‌ ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾

پھیلا زیادہ دیا سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے

يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا‌ ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۷۰﴾

باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔

قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ‌ ؕ

فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے

اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا

ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کیے ہیں

نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ ؕ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ

اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا

انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا

دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۲﴾ ع وقف لازم

اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

رکوع (۹)

خلاصہ: تذکیر بایام اللّٰہ سے دعوت الی الکتاب

ماخذ: (۱) وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(الاعراف : ٦٥)

(۲) فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ(الاعراف: ٧٢)

کتاب پر ایمان سے توحید خود آئے گا

اس سورت کا عنوان دعوت الی الکتاب اوالقرآن رکھا ہے جب کتاب پر ایمان لائے تو توحید خود بخود آئے گا۔ اس واسطے ہم نے عنوان میں دعوت الی الکتاب رکھا ہے ورنہ ہر پیغمبر نے دعوت الی التوحید دی ہے میں کہتا ہوں لاہوریوں سے کہ جس مولوی کو تم گالی نہ دو وہ کھوٹا ہے اور جس کو گالیاں دیتے رہتے ہو وہی کھرا ہے وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(یوسف :٥٣) ہمارا ایمان واسلام بھی خدا کے قبضے میں ہے۔ اس لئے ہم خود خوف میں ہیں۔

ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ: قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا، پس ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا، (جس طرح تمام پیغمبروں کی دعوت توحید سے شروع ہوتی ہے) کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود والٰہ نہیں جس کی تم بندگی کرسکو،، پس کیا تم اللہ کے خوف سے ڈرتے نہیں؟، ہود علیہ السلام نے کہا وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ لیکن ان پر اس کا اثر نہ ہوا۔

قوم نے پیغمبر کو بیوقوف سمجھا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ:
اس قوم کے با اثر کافر سرداروں نے توحید کی دعوت قبول کرنے کے بجائے حضرت ہود علیہ السلام کو کہنے لگے کہ ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں اس بات میں کہ تم پر وحی آئی ہے۔ پیغمبر خدا ہود علیہ السلام کی نافرمانی کے باعث قوم کی عقل میں فتور آ گیا ہے کہ عقل مند کو بیوقوف بنا رہے ہیں اور خیر خواہ کو بدخواہ خیال کر رہے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو جواب

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ: حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! میں بیوقوف نہیں ہوں بلکہ میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں، میں تو تمہیں اپنے رب کے پیغام اور احکام پہنچانے کے لئے آیا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں اس چیز میں جس کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں۔

عقلمند انبیائے کرام کی قدر اور بیوقوف مخالفت کرتے ہیں

دراصل بات یہ ہے کہ ہر عقل مند ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں پورے غور وخوض کے بعد کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ انسان بڑا ہی ناعاقبت اندیش اور بے وقوف ہے کہ کسی بات کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے کوئی قطعی فیصلہ کر لے۔ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کو پہلے یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ یہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں؟ کیوں کہہ رہے ہیں؟ اس کہنے میں کیا ان کی کوئی ذاتی غرض یا دنیوی نفع مطلوب ہے؟ یا محض ہماری خیر خواہی کی بنا پر کہہ رہے ہیں؟ اور آیا ان کی اتباع کرنے میں ہمارا نفع ہے یا نقصان؟ آیا اس قسم کے آدمی پہلے بھی ہوتے آئے ہیں اور ان کی موافقت کرنے والوں کو کیا پھل ملا اور مخالفت کرنے والوں نے کیا نتیجہ بھگتا؟ وغیرہ وغیرہ، اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام لیتے تو کبھی ان کی مخالفت نہ کرتے۔ بالخصوص مرنے کے بعد کے حالات حضرات انبیاء علیہم السلام ہی بتلا سکتے تھے، اگر مخالفت کرنے والے عقلمند ہوتے تو ان کی قدر کرتے کہ یہ حضرات مرنے کے بعد کی مصیبتوں سے بچنے کیلئے ہماری رہنمائی فرما رہے ہیں۔ ان کا بڑا ہی احسان ہے۔

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے انسان ہوتے ہیں

اب جو شخص یا جو قوم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ انسان کا مذاق اُڑائے اور ٹھٹھا کرے، اس سے بڑھ کر بھی کوئی احمق اور بے وقوف ہو سکتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام کا ہر گزشتہ قومیں ہمیشہ مذاق اڑاتی رہیں اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے نابود ہوئیں۔

انسان کی نصیحت کرنے سے تمہیں تعجب ہوا

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: کیا تمہیں اس سے تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ایک انسان کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ وہ تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرائے؟ تم اس سے انکار و تعجب مت کرو بلکہ یاد کرو جب کہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلا ؤ زیادہ دیا یعنی تمہارے جسموں کو طاقت زیادہ دی، ظاہری اور باطنی طور پر تم کو مضبوط بنایا، سو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر کی ہیں، تا کہ تم نجات پاؤ اور کامیابی حاصل کرو۔ پس اگر تم ان نعمتوں کی قدر دانی کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ ناکام ہو گے۔

ایک خدا کی عبادت سے انکار اور عذاب کا انتظار

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ: کہنے لگے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ کر جس کے نام پر ہم نذر و نیاز کرتے تھے، ایک خدا کی عبادت شروع کر دیں، ہم اس کیلئے تیار نہیں کہ ہم انہیں چھوڑ دیں، پس قوم نے ہود علیہ السلام سے کہا کہ جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے یعنی عذاب الٰہی سے تو وہ لے آؤ اگر تم اپنے وعدے میں سچے ہو۔

قوم کے عذاب طلب کرنے کا جواب

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ: جب قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے عذاب کا مطالبہ کیا تو آپ علیہ السلام نے جواب دیا

تمہارے رب کی طرف سے عذاب وغضب کا فیصلہ تمہارے حق میں ہو چکا ہے، حضرت ہود علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ کیا تم میرے ساتھ ان ناموں کے متعلق جھگڑا کرتے ہو جن کو تم اور تمہارے باپ داداؤں نے خدا بنا رکھا تھا اور ہر ایک کو کسی خاص صفت سے متصف کر دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری، جن امور کو ان کے ساتھ منسوب کرتے ہو وہ کام واقعتاً کر بھی سکتے ہیں؟ پس عذاب الٰہی کا انتظار کرو جس کا تم مطالبہ کرتے تھے، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

نبی اور مؤمنین کی نجات اور منکرین کی بیخ کنی

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ: فرمایا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو اور احکام الٰہی پر ایمان لانے والوں کو ہم نے نجات دی اور جنہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو بیوقوف سمجھا تو اس جاہل اور نالائق قوم نے اپنی بیوقوفی کے باعث اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے خیر خواہ پیغمبر کو اپنا بدخواہ خیال کر لیا اور اس کی کوئی بات نہ مانی بالآخر عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا میں لعنت کی موت سے مرے، حاصل یہ نکلا کہ پیغمبر وقت کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کی بربادی کے باعث دنیا کے تختے سے ان کی نسل ہی حرف غلط کی طرح مٹ گئی۔

رکوع 10

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو

مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے

رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ

یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ

فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ

عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جب کہ تمہیں عاد کے بعد

بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ

جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو

سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا

اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو سو اللہ کے احسان کو یاد کرو

آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے

الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ

متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے

اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا

کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا

مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾

جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٧٦﴾

متکبروں نے کہا جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا

پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا

يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ

اے صالح! لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا اگر تو

الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي

رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا پھر صبح کو

دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ۔پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا

اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ

اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں

لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم کو کہا

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے اسے جہان میں کسی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

نے نہیں کیا۔ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مَا كَانَ

کرتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔ اور اس کی قوم نے کوئی

جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ

جواب نہیں دیا مگر یہی کہا کہ انہیں اپنے شہر سے نکال دو

اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا

یہ لوگ بہت ہی پاک بننا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے

امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

اس کی بیوی کے بچا لیا کہ وہ وہاں رہنے والوں میں رہ گئی۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا

مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ ع ۱۰ ع ۱۲ ۱۷

پھر دیکھئے گناہگاروں کا کیا انجام ہوا

رکوع (۱۰)

خلاصہ: تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی الکتاب

ماخذ: (۱) وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (الاعراف: ۷۳)

(۲) فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ (الاعراف: ۷۹)

معجزہ طلب کیا پھر شعائر اللہ کی توہین کی

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا پس اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں جس کی تم عبادت کرو، پس قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا، انہوں نے اتمام حجت کے طور پر پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہونے کا مطالبہ کیا صخرہ (چٹان) سے ناقہ کا نکالنا ایک معجزہ تھا، یہ ناقہ ان کیلئے شعائر اللہ تھی، حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں دلیل پہنچ چکی ہے میری رسالت وصداقت کی یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے بطور نشانی کے، پس اسے اللہ کی زمین میں چھوڑ دو تا کہ چرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ مت لگاؤ، مطلب اس کو مارنے، قتل کرنے وغیرہ سے بچو ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑ یگا، جب خود فارق بین الحق والباطل کے طور پر کچھ مطالبہ کیا جائے پھر پورا ہوا اور نہ مانیں تو یہ شعائر اللہ کی

توہین ہے اور توہین شعائر اللہ سے ذلت لازمی ہے تو انہوں نے توہین کی تو اس صورت میں عذاب خداوندی نے پکڑ لیا۔

ہلاک شدہ امتوں کے انبیاء کی مکہ مکرمہ منتقلی

ہمارے مفسرین حضرات لکھتے ہیں کہ جن انبیاء علیہم السلام کی امتیں ہلاک ہو جاتی تھیں تو وہ انبیاء علیہم السلام مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوتے اور مفسرین کہتے ہیں کہ ان کی قبور اکثر مکہ مکرمہ میں ہیں، آگے تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن اتنا کہتے ہیں کہ ستر انبیاء علیہم السلام کی قبور مطاف میں ہیں۔

قوم عاد تباہ ہونے پر تمہیں جانشین بنایا اب احسان کا شکریہ ادا کرو

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ: فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرو کہ قوم عاد کو تباہ کر کے اس کے بعد تمہیں جانشین بنایا اور تمہیں آباد کیا ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کا جو حال ہوا وہ تم نے دیکھ لیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو، اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو تمہارے اوپر کی ہیں، پس اس سے سرکشی کر کے زمین میں مفسد نہ بنو، فساد یہ ہے کہ کوئی کفر و شرک اختیار کرے۔

سرداران قوم کا انکار مساکین کی لبیک

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ: اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے (جو صالح علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے) کہا کہ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح علیہ السلام کو اس کے رب نے بھیجا ہے؟ کافروں نے یہ سوال مسخرہ کے طور پر کیا تو جو صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم ان پر ایمان لائے ہیں، یہ سرداران قوم اس کا انکار اور تمسخر کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور فطرت سلیمہ والے مساکین صالح علیہ السلام کی دعوت حقہ پر لبیک کہتے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی تقریر پر متکبروں کا جواب

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ: حضرت صالح علیہ السلام کی تقریر کے جواب میں متکبروں نے مقابلۃً جواب دیا کہا کہ ہم تو اس دعوت کا انکار کرتے ہیں جس پر تمہیں یقین ہے۔

اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر سرکشی کرنا

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ: معجزہ والی اونٹنی کو جسے تکلیف دینے سے انہیں روکا گیا تھا، ایذاء پہنچاتے ہیں اس کے پاؤں کاٹ ڈالتے ہیں اور عذاب الٰہی کے متمنی ہوتے ہیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی اور نافرمانی کرتے ہیں، پھر حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر تم اللہ کے رسولوں میں سے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہم کو اس اونٹنی کے مارنے اور قتل کرنے سے ڈراتے تھے۔

قوم عاد پر عذاب

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ: قوم کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر دو عذاب مسلط کئے، ایک تو انہیں زلزلے نے آ پکڑا، دوسرا فرشتے نے ایسی خوفناک چیخ ماری کہ لوگوں کے دل اور جگر پھٹ گئے ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا سوائے مومنین کے پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

عذاب الٰہی کی دو قسمیں

اس بیوقوف اور بدبخت قوم پر عذاب الٰہی کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، بعض آیتوں میں زلزلہ کا ذکر آیا ہے جس طرح سورہ اعراف کے رکوع نمبر ۱۰ میں ہے اور بعض آیتوں میں ''صیحہ'' چیخ سے ہلاک ہونے کا ذکر آیا ہے۔ دونوں کی تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ نیچے سے زلزلہ آیا ہو اور اوپر سے ہولناک آواز آئی ہو''

نصیحت کرنے والوں سے کدورت

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ: حضرت صالح علیہ السلام نے ان پر اظہار افسوس کیا اور ان سے منہ موڑ کر چلے

اور فرمایا کہ میں نے تو تمہیں احکام الٰہی پہنچا دیئے تھے اور تمہاری خیرخواہی کر دی تھی لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ تم خیرخواہوں کو پسند نہیں کرتے، عادت انسانی کا مقتضیٰ ہے کہ جو ہاں میں ہاں ملائے وہ اچھا اور دوست معلوم ہوتا ہے اور جو نصیحت کرے اور افعال پر گرفت کرے اس سے کدورت رہتی ہے اور یہ امم سابقہ کے قصوں سے فقط تاریخ کا بیان کرنا مطلوب نہیں ہے بلکہ مقصود نتیجہ کا سنانا ہے کہ جس نے اتباع کی اس کو نجات ملی اور جس نے قانون الٰہی کی اتباع نہ کی وہ نہایت ذلت کی موت مرا۔

عبرت: اپنے وقت کے نبی اور احکام الٰہی کی مخالفت کے باعث یہ لوگ تباہ ہوگئے فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ

قوم لوط علیہ السلام کے جرائم جنہیں خدا کی غیرت گوارا نہ کرسکی

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ: لوط علیہ السلام کا قصہ بضمن تذکیر بایام اللہ تتمہ کے طور پر آیا ہے کہ یہ قوم بھی مجرم اور اس مرض میں مبتلا ہے کہ اپنے وقت کے نبی کی مخالفت اور احکام الٰہی کے منکر تھے اور ان کا جرم کچھ اور ہے، تفاسیر میں وہ تفصیل مذکور ہے۔ انبیاء علیہم السلام تو توحید کی دعوت دیتے رہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وغیرہ سے ان میں اس کے سوا اور بھی بعض جرائم ہیں جن کو خدا کی غیرت گوارا نہیں کرسکتی کہ یہ قوم زندہ رہے تو لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے اس جہاں میں کسی نے نہیں کیا ہے۔

قوم لوط کا اپنے جائز طبعی تقاضے چھوڑ کر غیر فطری طریقہ اختیار کرنا

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ: فرمایا کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو، حلال سے حرام کی طرف، یہ بے حیائی چھوڑ دو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عورتیں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان سے نکاح کرکے اپنے طبعی تقاضے پورے کرو لیکن تم نے جائز ذریعہ چھوڑ کر غیر فطری طریقہ اختیار کیا۔ استاد محترم مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ لواطت اتنی خلاف طبع بات ہے کہ جانوروں میں بھی نہیں پائی جاتی ماسوائے بندر کے، یہی وجہ ہے کہ جن قوموں کی اللہ نے سزا کے طور پر شکلیں بدل دیں انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔

قوم کا حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ سلوک

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ: جب لوط علیہ السلام نے قوم کو اس بدفعلی (اغلام بازی) سے منع فرمایا تو بجائے اس کے کہ قوم اپنی غلطی سے باز آتی، تو الٹا وہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی جماعت کی دشمن بن گئی اور کہا کہ قوم انہیں اپنے شہر سے نکال دو، یہ لوگ بہت ہی پاک باز بنے پھرتے ہیں۔

قوم لوط پر عذاب

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ: فرمایا کہ ہم نے لوط علیہ السلام کو بمع اپنے مخلص متبعین کے عذاب الٰہی سے نجات دیدی اور اس کی بیوی نافرمان رہنے والے لوگوں میں رہ گئی اور وہ عذاب الٰہی سے بچ نہ سکی اور ہم نے ان پر خاص قسم کی بارش برسائی جس میں پتھر برسے، پھر دیکھئے! گنہگاروں کا کیا انجام ہوا، یعنی جس نے بات نہیں مانی تو وہ عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے۔